بنگالی مسلمانوں کی

صد سالہ جہدِ آزادی

۱۷۵۷ء تا ۱۸۵۷ء

عبداللہ ملک

مجلس ترقیِ ادب، لاہور

ذخیرہ کتب:۔ محمد احمد ترازی

زیرِ نظر کتاب بنگال، بہار اور اڑیسہ کے مسلمانوں کی اُن کوششوں اور جانثاریوں کی داستان ہے جو انھوں نے غیر ملکی سامراج، یعنی انگریز کے ظلم و تشدد سے روحانی اور سیاسی اور قومی آزادی حاصل کرنے کے لیے کیں۔ اس جدوجہد کا زمانہ ۱۷۵۷ء تک پھیلا ہوا ہے۔ ۱۷۵۷ء کا سال بنگالی مسلمانوں کی غلامی اور انگریز کی فتح کا اعلان کرتا ہے کہ اس سال پلاسی کے میدان میں نوابِ سراج الدولہ کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی انگریز کی حکومت آہستہ آہستہ بنگال، بہار اور اڑیسہ کو اپنے قبضے میں لینے لگی اور اسی کے ساتھ بنگالی مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کا آغاز ہوا۔ ۱۸۵۷ء کا انقلاب اگر ایک طرف انگریز کا پورے ہندوستان پر قبضہ ظاہر کرتا ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کو ان کی قربانیاں بارآور ہونے اور انگریزی استبداد کے خلاف ذہنی طور پر بیدار ہونے کی خوش خبری بھی سناتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۸۵۷ء کا انقلاب اپنے پیچھے ایک سو سال کا فطری عمل رکھتا ہے اور اس آزادی کی جدوجہد میں مسلمانوں کی قربانیاں ناقابلِ فراموش ہیں۔ عبداللہ ملک صاحب نے ابتدا میں سبب تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"ان اوراق میں مشرقی پاکستان ہی نہیں بلکہ پورے بنگال کے مسلمانوں کی جہدِ آزادی اور مختلف تحریکوں کو

(باقی دوسرے صفحہ پر)

بنگالی مسلمانوں کی

صد سالہ جہدِ آزادی

۱۷۵۷ء تا ۱۸۵۷ء

○

عبداللہ ملک

○

مجلس ترقی ادب، لاہور

کتاب خانہ سردار بہادر
مہلمی (پاکستان)
نمبر شمار : .....
کتاب نمبر : .....

بارھواں باب دو اثرات—ایکتا کی تحریکیں ۱۲۷

بنگالی مسلمان کاشت کاروں کی تحریکیں

تیرھواں باب : فرائضی تحریک، مسلمان کاشتکاروں میں ایک نئی روح ۱۳۸
چودھواں باب : زمین اللہ کی ہے ۱۵۱
پندرھواں باب : بنگال کے مظلوم کسانوں کی بیداری ۱۶۳
سولھواں باب : ہتھیاروں کا استعمال ۱۷۳
سترھواں باب : متبادل حکومت کے قیام کا اعلان ۱۸۳
اٹھارھواں باب : ان تحریکوں کی توجیہات ۱۹۳
انیسواں باب : معاشرتی ردعمل— دو متضاد رجحانات ۲۰۵

شمالی ہند کی ایک عظیم تحریک اور بنگالی مسلمان

بیسواں باب : شمالی ہندوستان کی ایک عظیم تحریک
——— تحریک جہاد ۲۳۷
اکیسواں باب : سیاسی اور اخلاقی زوال کا دور ۲۵۹
بائیسواں باب : سید احمد شہید کی تحریک کا سیاسی اور معاشی پس منظر ۲۶۹
تیئیسواں باب : صاحب شمشیر کی تلاش ۲۸۳
چوبیسواں باب : تحریک ولی اللہی اور سید احمد شہید ۲۹۵
پچیسواں باب : صاحب شمشیر کی تلاش کے دور کا خاتمہ ۳۰۵
چھبیسواں باب : تحریک سید احمد شہید کا نیا طریق کار ۳۱۷
ستائیسواں باب : حرکات ۳۲۷
اٹھائیسواں باب : شاہ اسماعیل شہید ۳۳۷
انتیسواں باب : جہاد سے پہلے ۳۵۷
تیسواں باب : اعلان جہاد ۳۷۷
اکتیسواں باب : مسلمانوں کے مختلف طبقوں کی محرومی ۳۸۷

انتیسواں باب :	شاہ ولی اللہ کی تحریک ایک نئے دور میں	۳۰۵
تینتیسواں باب :	تحریک جہاد کا مقصد	۳۲۳
چونتیسواں باب :	تحریک جہاد سے فرائضی اور نیطو میاں کی تحریک کا تعلق	۳۳۵
	کتاب کے ماخذ	۳۸۳

ذخیرہ کتب:۔ محمد احمد ترازی

ابتدائیہ

پاکستان کی مملکت دو صوبوں اور دو خطوں پر مشتمل ہے ۔ یہ خطے اور صوبے دنیا کے تمام دوسرے ممالک سے مختلف حیثیت رکھتے ہیں ۔ پاکستان واحد ملک ہے جس کا ایک حصہ ، صوبہ یا خطہ ، دوسرے حصے صوبے یا خطے سے ہزاروں میل دور واقع ہے ۔ ان کی سرحدیں کہیں بھی ایک دوسرے کو نہیں چھوتیں ۔ درمیان میں سمندر بھی ہے اور ایک دوسرے ملک کا وسیع و عریض خطہ بھی ۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان ایک ملک ہے ، اور ایک وحدت ہے ۔ تمام جغرافیائی دوریوں کے علی الرغم اس کے عوام ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں اور اب تک رہ رہے ہیں ۔ یہ تاریخ کا ایک دل چسپ موضوع ہے ۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اب تک کسی نے اس موضوع پر قلم نہیں اٹھایا ۔ اور تمام کوششوں کے باوجود دونوں صوبوں کے بسنے والوں کو ایک دوسرے کو علم و حقائق کی بنیاد پر سمجھنے میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے بسنے والے دونوں ہی ایک دوسرے کی تاریخ سے بالکل ناآشنا ہیں ؟ اس لاعلمی اور عدم واقفیت کی بنیادوں پر جذبات میں ہم آہنگی کے محل کیسے تعمیر ہو سکتے ہیں ، قومی یک جہتی کے خواب کیسے شرمندۂ تعبیر ہوسکتے ہیں ۔ بلکہ عدم واقفیت اور لاعلمی غلط فہمیوں کو جنم دیتی ہے ۔ یہ غلط فہمیاں بُعد اور دوری کا باعث بنتی ہیں اور ہمارے جذبات اور تمام تصورات ، ایک خطے کے دوسرے خطے کے متعلق تمام سیاسی عقائد ، ان غلط فہمیوں کی اساس پر قائم ہوتے ہیں ۔ جو لوگ ایک خطے کو دوسرے سے محبت کرنے ، برادرانہ تعلقات استوار کرنے اور دوستی و محبت کے رشتے مضبوط کرنے کی دن رات تبلیغ کرتے رہتے ہیں وہ بھی صحیح طور پر ان خطوں کی تاریخ ، ان کی جد و جہد ، ان کی ثقافت ، ان کی

خواہشات اور ان کی آرزوں تمناؤں سے ناواقف ہوتے ہیں ۔ وہ صرف تبلیغ برائے تبلیغ کے طور پر دوستی اور محبت کے راگ الاپتے رہتے ہیں ۔ اور جو لوگ اپنی سیاست کی بنیاد ہی علیحدگی پر رکھتے ہیں ، وہ بھی اس مشترکہ جد و جہد ، مشترکہ خواہشوں اور تاریخ کے مختلف ادوار سے عدم واقفیت کا اعلان کرتے ہیں ۔

تاریخ سے دوری نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے بسنے والوں کو ایک دوسرے کے قریب نہیں آنے دیا ۔ کیوں کہ صحیح صورت حال تو یہ ہے کہ نہ تو مشرقی پاکستان والے مغربی پاکستان میں بسنے والے بھائیوں کے حالات جاننے کی کوشش کرتے ہیں نہ ان کو یہ علم ہوتا ہے کہ اس خطے کے عوام نے جد و جہد آزادی میں کیا حصہ لیا ہے ـــــ اور یہ جہد آزادی کی داستان کتنی پرانی ہے ۔ نہ کوئی صاحب علم یہ پتا لگانے کی کوشش کرتا ہے کہ ـــ مغربی پاکستان کی تشکیل کن طبقوں سے ہوتی ہے ۔ ان طبقوں کے آپس میں کیا رشتے ہیں ، اور سب سے بڑھ کر برطانوی شہنشاہیت نے یہاں کن طبقات کی پشت پناہی کی ، کن طبقات نے اس شہنشاہیت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ۔ غرضیکہ ایک نہیں سینکڑوں سوالات ہیں جو ہنوز تشنۂ جواب ہیں ۔

یہی حال مغربی پاکستان والوں کا ہے ۔ ان کو مشرقی پاکستان کے متعلق بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں ۔ انھیں صرف بنگال کا جادو مسحور کرتا رہا ہے ؛ انھوں نے بنگال کے حسن کے سانولے پن کے بھی چرچے سن رکھے ہیں ؛ لیکن ان کو یہ قطعاً علم نہیں کہ مشرقی پاکستان کے بسنے والے کروڑوں انسانوں میں غربت و افلاس کی پرچھائیاں کتنی گہری ہیں ۔ وہاں کا کسان کتنا مفلوک الحال ہے اور اس غربت و فلاکت کے پیچھے کتنی طویل تاریخ ہے ۔ برطانوی جبر و استبداد نے اس کسان کو کیسے اور کیوں تباہ کیا ۔ اس مفلوک الحال کسان نے کس بہادری اور جواں مردی سے زمین دار اور برطانوی شہنشاہیت کا مقابلہ کیا ـــــ اس باب میں دونوں طرف کے عوام ایک دوسرے سے ناآشنا ہیں اور نہیں جانتے کہ ان خطوں کے عوام نے برطانوی استبداد سے کلو خلاصی کے لیے کیا کیا جتن کیے ۔ ان جتنوں اور لڑائیوں کی تاریخ کیا ہے ، اور آیا ان میں اشتراک

بھی رہا ہے یا نہیں ؟ اگر رہا ہے تو کب اور کیسے ؟—یہ تمام داستان سراسر صرف تاریخ کی بنیاد پر ہی ہوسکتی ہے اور تاریخ بھی ایسی جس کو عوام (دونوں خطوں کے) کی جہد آزادی اور اس کے معاشی اور سماجی پس منظر میں پیش کیا گیا ہو۔

ان اوراق میں مشرقی پاکستان ہی نہیں بلکہ بنگال کے مسلمانوں کی جہد آزادی اور مختلف تحریکوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کتنے لوگ یہ جانتے ہیں کہ شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ اور سید احمد شہیدؒ کی جن تحریکوں نے اس خطے کے مسلمانوں کو گرمایا تھا، ان تحریکوں کو اگر عوامی تائید کہیں میسر آئی تو وہ بنگال اور مشرقی پاکستان ہی تھا۔ اور کس طرح وہاں پر مسلمان کسانوں نے ڈیڑھ سو برس پہلے الارض للہ (زمین اللہ کی ہے) کا نعرہ اور زمیندار کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند کیا تھا۔ زمیندار کے خلاف یہ بغاوت اس کی پشت پناہ برطانوی شہنشاہیت کے خلاف بھی ٹھہری۔ یہ تحریکیں مذہب کے نام پر اٹھی تھیں، لیکن ان کی بنیادیں عوام کی معاشی پستی اور بے چینی پر ہی استوار ہوئی تھیں۔ اس لیے آج ضروری ہے کہ جن تحریکوں کو صرف مذہبی کہہ کر مؤرخ آگے گزر جاتا ہے ان کو پوری طرح سے کھنگالا جائے؛ ان کے محرکات کو اجاگر کیا جائے۔ معاشی اور سماجی پس منظر میں انھیں سمجھنے اور سمجھانے کی ایک نئے انداز میں یہ پہلی کوشش ہے۔ اور ضرورت ہے کہ ان بنیادوں پر کام کرنے کی سہولتیں مہیا ہوں، کیوں کہ بدقسمتی سے پچھلے چند سالوں سے ماضی سے کٹ کر زندہ رہنے کی ناکام کوششیں کی جارہی ہیں۔ 'عالموں' اور 'سیاسی زعما' کا ایک طبقہ ایسا وجود میں آگیا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ قرارداد پاکستان (لاہور) سے مسلمانان پاک و ہند کی تاریخ شروع ہوتی ہے، اور اس سے پہلے کی تمام تاریخ نذر آتش کرنے کے قابل ہے۔ عالموں کا ایک گروہ بہت پیچھے جاتا ہے تو سرسید تک پہنچ کے رک جاتا ہے۔ حالانکہ تاریخ میں ہمیشہ تسلسل رہا ہے۔ گویا ماضی کے واقعات میں ایک تسلسل و ربط کا نام ہی تاریخ ہے۔ اس کے بغیر کسی قوم یا طبقے کی سیاسی و معاشی جد و جہد کی داستان مکمل ہوتی ہے نہ مرتب ہوسکتی ہے۔

ان اوراق میں مشرقی پاکستان پر انگریزی تسلط کے ابتدائی زمانوں کی جد و جہد کا تذکرہ اسی لیے بنیاد ٹھہرا کیونکہ اس طرح بہت سے سوالات کا جواب حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ہم مشرقی پاکستان کے عوام کی جد و جہد آزادی کو اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے، جب تک برطانوی تسلط کی داستان کو پوری طرح نہیں سمجھ لیتے۔ اس لیے کہ برطانوی تسلط کی ابتدا اسی خطے سے ہوئی تھی، اور یہیں سے اس کے خلاف متعدد موقعوں پر مزاحمت اور بغاوت کی تحریکوں نے جنم لیا تھا۔ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم ایک طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کے رجحانات کا جائزہ لیں اور دوسری طرف اپنے ملک اور معیشت پر ان رجحانات کے اثرات کو سمجھیں۔ لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی کے رجحانات کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا، جب تک کہ ہم خود برطانیہ کے اندر رونما ہونے والی تبدیلیوں کا ذکر نہ کریں۔ چنانچہ، ہمیں اپنی تاریخ ان تمام حرکات کے پس منظر میں مرتب کرنی چاہیے۔

مشرقی پاکستان کی تاریخ، روایات اور ثقافت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس خطے کے مخصوص خد و خال کو پیش نظر رکھا جائے۔ کیونکہ انہی مخصوص خد و خال نے مشرقی پاکستان کی تاریخ اور ثقافت کی الگ روایات کو جنم دیا ہے۔ اس میں جغرافیہ، آب و ہوا اور زمین سمیت کے طور طریق، سبھی نے ان مخصوص روایات کی پرورش اور ترتیب میں حصہ لیا ہے۔ ان کے دل کی دھڑکنیں، ان کے جذبات، خوشیاں اور غم سبھی ایک مخصوص کیفیت کی حامل ہوتی ہیں۔ اس لیے دونوں خطوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے ان تمام کیفیات اور ان کی تخلیق کرنے والے عوامل کو سمجھنا ضروری ہے۔ ہمارے ہاں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ دونوں خطوں کو اسلام کا رشتہ ایک دوسرے سے وابستہ کیے ہوئے ہے۔ درست ہے؛ لیکن اسلام نے بھی تو مغربی و مشرقی پاکستان میں الگ الگ کیفیات پیدا کیں، کیونکہ وہ دو الگ الگ خصوصیات کے حامل معاشروں پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ مختلف خطوں میں اس کے اثرات کی نوعیتوں بھی الگ الگ رنگ میں مرتب ہوئی۔ چنانچہ یہ الگ اثرات، الگ نفسیات کسی ملک اور قوم کی اجتماعی نفسیات کا ہی ایک

حصہ ہوتے ہیں اور اس میں ایک الگ رنگ جھلکتا رہتا ہے ؛ وہ مقامی رنگ ہوتا ہے ۔ یہی حال مشرقی پاکستان کا ہے ۔ اسلام نے جب اپنا عمل شروع کیا تو وہاں ہندومت ، بدھ مت اور ازمنۂ قدیم کے قبائلی مذاہب کا اثر صدیوں سے جاری و ساری تھا ۔ اور انہی مذاہب کے پیروکاروں نے اسلام کو اپنایا ۔ جب یہ لوگ اسلام کو اپنا رہے تھے تو اس کی تعلیمات کو تو ضرور قبول کررہے تھے، لیکن ساتھ ہی اپنی مقامی رہن سہن ، عادات ، رسم و رواج بھی پورے طور پر ترک نہیں کر رہے تھے ۔ چنانچہ اپنے رسم و رواج ، عادات ، طور طریقے ، تیوہار ، زبان ، جغرافیہ اور آب و ہوا یہ سب عوامل اسلام کی تعلیمات پر بھی اثر انداز ہوئے ۔ چنانچہ ان مختلف تہذیبی ، سماجی ، معاشرتی اور ثقافتی عوامل نے اپنا عمل اور رد عمل جاری رکھا ۔ اسی عمل اور رد عمل کی آمیزش اور آویزش نے مشرقی پاکستان کی تاریخ کو ترتیب دیا ۔ یہ عمل جاری تھا کہ برطانوی شہنشاہیت کے روپ میں ایک نئی طاقت ، نئی معاشرت ، نئی سیاست اور نئی ثقافت نے اپنا عمل جاری کردیا ۔ اس عمل نے ہندوستان اور اس کے مختلف خطوں میں عمل اور رد عمل کے صدیوں پرانے دھاروں کو یک دم متغیر و متلاطم کردیا ۔ صدیوں سے جو عمل جاری و ساری تھے ، وہ یا تو رک گئے یا ان کے رخ تبدیل ہوگئے ۔ اس تبدیلی نے نئی طاقتوں کو جنم دیا ۔ انہی نئی طاقتوں نے قوم پرستی کی بنیاد مہیا کی اور ان طاقتوں کی مہیا کردہ بنیاد پر جب بات بڑھنے لگی تو اس سے ہندو قوم پرستی اور مسلم قوم پرستی کے سوتے پھوٹ نکلے ۔ قوم پرستی کے ان دونوں سوتوں کا منبع ایک ہی اضطراب تھا جسے برطانوی شہنشاہیت نے جنم دیا تھا ۔ لیکن سچ یہ ہے کہ اس اضطراب سے دو مختلف اثرات مرتب ہوئے جن کی بنیاد اس زمانے کی معاشی فضا اور مختلف طبقوں کے رد عمل پر استوار ہوئی ۔

یہ ہیں وہ مختلف عوامل جن سے اس برصغیر کے مختلف خطوں کی تاریخ مرتب ہوئی ہے ۔ مشرقی پاکستان بھی اس کلیے سے مستثنیٰ نہیں ہے اور کون ہے جو اس کی تاریخ پورے بنگال کی صدیوں کی تاریخ کو احاطۂ تحریر میں لائے بغیر لکھ سکتا ہے ۔ بلکہ اس کی تاریخ پورے بنگال ہی کی نہیں ،

[illegible] ضروری ہوتا ہے۔

[illegible] مطرب پاکستان کے [illegible] اور جب مطرب پاکستان وجود [illegible] ہوئے [illegible] ہوئے [illegible] ہوئے

پرانا معاشی نظام اور اس کی تباہی

اوت کے دور

[illegible] نے [illegible] کے مقام
کوئی [illegible] [illegible] [illegible] مختلف ادوار
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] -
مضامین اور اسلوب کے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] -

ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت کرنے کے لیے ہندوستان میں سترھویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ہی پہنچ گئی تھی اور اس نے تجارت کرنے کی باقاعدہ سرکاری طور پر منظوری بھی 1600ء میں ہی لے لی تھی، لیکن سیاسی لوٹ کی ہوس نے اس کو پلاسی کی جنگ کے بعد ہی ہندوستان کی تاریخ میں اس کے اقتدار کا دور شروع ہوتا ہے۔ اسی نے مغل بادشاہ کو اس کمپنی کے سیاسی اقتدار کا پہلا فرمان جاری کیا جس کی رو سے بنگال، بہار اور اڑیسہ کے صوبوں سے ٹیکس وصول کرنے کے اختیارات کمپنی کے سپرد کر دیے گئے۔ اس کے بعد کا دور ہندوستان میں وسیع اور منظم طریقے سے لوٹ کے حصول کا دور ہے۔

برصغیر کی تاریخ میں انگریز کے عروج کا دور شروع ہوتا ہے۔ اس نے جس طرح ہندوستان کی دولت کو لوٹا، جس طرح یہاں کے صنعت و حرفت کو تباہ کیا اور جس طرح یہاں کے نظام تعلیم کو بدلا، اس کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ یہاں ہم صرف اس کے سیاسی اقتدار کے قیام کا ذکر کریں گے۔ پلاسی کی جنگ کے بعد ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کی ذاتی تجارت کا دور شروع ہو گیا تھا۔ کمپنی کے ملازمین کو ہندوستان کے اندرونی علاقوں میں تجارت کرنے کے لیے جو پرمٹ دیے جاتے تھے، ان کی رو سے وہ ہر قسم کی تجارت کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ ہندوستانی تاجروں کو بھی اپنے پرمٹ فروخت کر سکتے تھے۔ اس طرح ہندوستانی تاجر بھی کمپنی کے ملازمین کے نام پر تجارت کرنے لگے۔ اس طرح کمپنی کے ملازمین کو ہندوستانی تاجروں کی لوٹ میں حصہ مل گیا۔ کمپنی کے ملازمین کی تنخواہیں بہت کم تھیں، اس لیے وہ ہندوستان میں اپنی تجارت کے ذریعے بہت جلد امیر بن جاتے تھے۔ اس طرح کمپنی کے ملازمین کی ذاتی تجارت کمپنی کی تجارت سے بھی زیادہ منافع بخش ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ کمپنی کے ملازمین کو ہندوستانی تاجروں اور صنعت کاروں کی مدد بھی حاصل ہو گئی تھی۔ اس طرح کمپنی کی تجارت ماند پڑ گئی۔ کیوں؟ اس لیے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی اور اس کے ملازمین میں یگانگت اور اس کی لوٹ میں برابر کے حصہ دار ہونے کی وجہ سے کمپنی کے ملازمین کسٹم ڈیوٹی ادا کیے بغیر اپنی تجارت کا مال ہندوستان کے اندر لے جاتے تھے۔ اس طرح ہندوستانی تاجر بھی اپنی تجارت کے مال پر کسٹم ڈیوٹی ادا کیے بغیر اپنے مال کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کے نام پر لے جاتے تھے۔ اس طرح کمپنی کی تجارت کو بہت نقصان پہنچا۔ اس کے علاوہ کمپنی کے ملازمین کی ذاتی تجارت کی وجہ سے کمپنی کی تجارت کو بہت نقصان پہنچا۔ اس کے علاوہ کمپنی کے ملازمین کی ذاتی تجارت کی وجہ سے کمپنی کی تجارت کو بہت نقصان پہنچا۔

"اس کشمکش میں انگریزی سرمایہ داروں کو فتح نصیب ہوئی۔ انگریز سب سے زیادہ ترقی یافتہ سرمایہ دار طاقت کے نمائندے تھے۔ ہندوستان میں انگریزوں کا علاقہ جاتی اقتدار اٹھارہویں صدی کے نصف آخر کے ابتدائی سالوں میں جب پلاسی فتح ہوا تو اس کے طور طریقے بدلنے شروع ہوئے؛ [illegible] اقتدار کی شکل اختیار کرلی۔"

سامان حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بدلے
میں ہندوستان کو کچھ چیزیں دی جائیں ۔ مگر لطف یہ
ہے کہ اس دور میں جب کبھی ایسے خریداروں کا سوداگر یہاں
مال کے لیے کشاں کشاں آتا بھی ، تو اس وقت کسان کے
پاس کوئی ایسی شے نہ تھی جو ہندوستان کو پیش کی جاسکتی ،
کیوں کہ تمام مصنوعات فنی طور پر ہندوستانی ضرورت سے
چنداں مطابقت نہ رکھتی تھیں ۔"

یہی وجہ ہے کہ [illegible] اپنی کتاب "[illegible] سفر کی روداد"
میں لکھتا ہے کہ:

"مشرق سے تجارت کرنے میں سب سے بڑی مشکل یہ تھی
کہ یورپ کے پاس ایسی چیزیں بہت کم تھیں جن کی مشرق
میں مانگ ہو ۔ مثلاً سنہری دریاؤں کے ریتے کا سامان ،
سیسہ ، تانبہ ، پارہ ، ٹین ، سونا اور ہاتھی دانت ۔ ان کے
علاوہ ہندوستان میں چاندی کی بھی کھپت تھی ، اس لیے
یہ تاجر زیادہ تر چاندی لے کر آتے تھے۔"

ویسے یہ حربہ کسی کو زیادہ دنوں تک [illegible] نہیں ہوسکتی
تھی ، کیوں ۔ [illegible] ہندوستان کے [illegible] کے
عوض دینے سے [illegible] جاتے تھے ۔ [illegible] کو سونے ، چاندی
اور ہیروں ملنے کی شکل میں [illegible] کرنے کی خاص
جازت دی گئی تھی ۔ [illegible] زیادہ دنوں تک کوئی حکومت
[illegible] نہیں ہوسکتی تھی ۔ [illegible] وہ اس قسم کے [illegible]
ملک میں رکھنا چاہتی تھی ۔ [illegible] کے [illegible] کے
[illegible] کو [illegible] کے ڈرسے تھے ، اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہندوستان کا مال [illegible] کم
[illegible] کسی [illegible] کے [illegible] رہتی ۔ [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہندوستان میں
[illegible] کی [illegible] رہتے تھے [illegible]

[illegible] چنانچہ نوولس لکھتا ہے:

"سندھ کے ساتھ انگریزی تجارت حقیقت میں کسی بیش بہا چیز کی تلاش میں تھی، جو ہندوستان میں تھی، جو سندھ کے لیے درآمد ہو، اور اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم وہ چاندی تھی جو عرب سوداگر اور پرتگیز امریکہ میں غلاموں کو فروخت کرکے حاصل کی جاتی تھی۔"

انیسویں صدی کے ہتھکنڈے

[illegible] جیسے ہی اقتدار قائم ہونے لگا، ویسے ہی غیر ضروری اور بے کار رہنے کے رجحان سندھ میں بھی زور پکڑنے لگا۔ کلہوڑا سے تعلق کے اس فرق کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جو ایک صدی تک اسے برداشت کرنا پڑا تھا۔ اس استحکام اور امن کے ماحول میں زمین کا ایک لامحدود سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دور میں زمین سے زیادہ سے زیادہ محصول کرنے کے لیے دوڑ دھوپ شروع ہوگئی۔ تالپر کی حسب اگرچہ تھر صاف کے تھے مگر کسان اور پرچہ باف اور یہی صنعت کار کے حلقے میں مضبوط ہوئی ہے۔ لیکن مگر اس کے باوجود شمشیر و سناں بھی تھا اور دلوں کی لاٹھی بھی تو بھر بے حد [illegible] اور یہی صنعت کار کا حصار ہی حلقہ ہوتا ہے۔ اور یہی مدعا ہے کے ساتھ نکل، چار اور ارسہ کی سرزمین پر شروع ہو رہا تھا۔ چاروں طرف خوف و بیزار پیدا ہو رہی تھی۔ اور یہی آہ و بکا تھی جس سے انگریزوں کے لیے کام کرنے کا موقع پیدا ہوا۔ وہ اس صبر و شکر اور کھلی ڈلینی کے خلاف کسی سے احتجاج کرے۔ چنانچہ [illegible] کے ساتھ کسی کو کیا ہمدردی ہوسکتی تھی۔ کسی نے کہا تھا:

"اگر یہ لوگ جو چاہے قیمت دے کر خرید لیں اور کسی بھروں کا مالک اور احساس زبردستی چھین لیں، اور جبر و ستم کرکے رعیت سے ان چیزوں کا بیج روپیہ وصول کرتے ہیں، جو بمشکل ایک روپے کی ہوتی ہیں۔"

حضرت کے ان ہی معرکوں کی معرکہ کشی ہوئی ایک انگریز مصنف نے
اپنے انداز میں کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"انگریز نے کئی [illegible] کے ذریعے [illegible]
کرنے [illegible] کی [illegible]
ہے [illegible] اس [illegible]
[illegible]
کی [illegible]
ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

عظیم انقلابیہ سے دوچار کیا۔

جنگ پلاسی کے بعد

[illegible] کمپنی کے [illegible] کو [illegible] اس طرح [illegible] کمپنی نے محمد علی کو [illegible] میر جعفر کو بنگال میں [illegible] تو اس سے زبردست آمدنی ہوئی۔ اس کے بعد کمپنی کو اس سے سودے دھندا اور کوئی نہ نظر آیا اور اسے اس کی لت پڑ گئی۔ وہ سال اس کاروبار میں مصروف رہی۔ پہلے میر جعفر کو تخت پر بٹھانے کے لیے رقم وصول کی گئی، پھر اس کو ہٹا کر میر قاسم کو تخت پر بٹھایا گیا تو اس سے مزید روپیہ حاصل ہوا، اور پھر میر قاسم کو ہٹا کر دوبارہ میر جعفر سے سودا کیا۔ اس کے بعد معاملہ [illegible] غرضیکہ [illegible] اس کی تفصیل خاصی دلچسپ ہے:

۵۷-۱۷۵۶ء میں میر جعفر کی تخت نشینی پر [illegible] روپے
۶۴-۱۷۶۰ء میں میر قاسم کی تخت نشینی پر [illegible] لاکھ روپے
۶۵-۱۷۶۴ء میں [illegible] کی تخت نشینی پر [illegible] لاکھ روپے

= [illegible] کروڑ روپے

[illegible] کے صوبوں سے ۱۷۶۵ء تک حاصل [illegible] ملازمین کے [illegible] اس [illegible] کرنا روپے ہوئے۔ اس میں فوجی اخراجات، تاوان، نذرانے شامل نہیں ہیں۔

دوسرا باب

ایسٹ انڈیا کمپنی کے گماشتوں کے مظالم

"فوج سے فارغ ہونے کے بعد ہو کر نہیں کہ ہم کس
سے آزاد کرتا ہے۔ اس حکم نامہ کی رو سے ہم اکثر بدھوں
نے ورنے ملک میں وہ ہم مذہب اور دیکھے سکھے تھے
کے بہو گھسے لاکھوں روپوں کے [illegible] گئے۔"

ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت ہندوستان کی عوام کے لئے بھی بہت بھاری ثابت ہوئی اور جب ٹیپو کے احسانوں کو فراموش کر دینے کے بعد انگریز مکمل طور سے مستولی ہو گئے تو اس کو تجارتی حیثیت سے بھی بڑی ہانی ہوئی۔ چاروں طرف ہندی کے اجناس ارزاں داموں خریدے جانے لگے۔ ملک میں بھی قحط پڑنے لگے۔ فوج کے لئے ہندوستان کی بڑی آبادی میں سے بھرتی ہونے لگی۔ ہندی کے صنعت اور دستوں کے علاج سے نوآبادیات ہو گئے اور وہ مقابلہ نہ ہو سکے۔ بہت جلد ہندی کے ہوئے ہوئے مال کی بجائے انگلستان سے ہوئے ہوئے مال کی کھپت ہونے لگی۔ ایک نہایت پرانی اور بہت ہی مقابلہ ٹھہرنے والی صنعت اور اس کی سب بہبود ہی ہندی ہندوستان سے ہو گئی۔ فوج میں بھرتی کی کیفیت سے بھی متاثر ہوئے۔ سپاہیوں کی طرح جب روپیہ روز و خوراک کے بدلے میں دیئے گئے۔ مگر ہندی سے روز و خوراک کے بدلے سپاہی کی کمر ہندی سے جو شکست خوردہ ہوئے ہیں وہ معاف کر دیئے جائیں۔ فوج میں بھرتی سے بڑھ کر بے روا ہو کر ہندوستان کی عوام کے لئے ہوئے ہوئے مال کی بجائے انگلستان سے ہوئے ہوئے مال کی کھپت ہونے لگی

شروع ہوا۔

ہندو—اور—ایسٹ انڈیا کمپنی

اس طرح ہندو اس جنگ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ شریک ہو گئے جو اس نے مغل بادشاہ کے خلاف لڑی تھی۔ اس جنگ کے نتیجے میں ہندوؤں کو بہت فائدہ پہنچا۔ اس جنگ کے بعد ہندو ایسٹ انڈیا کمپنی کے اہم واسطے کی حیثیت سے مغلوں کے مقابلے میں ابھرے۔

ہوگیا جو بعد میں زبردست سیاسی نتائج کا حامل ہوا۔

[illegible] انگریز افسر لکھتا ہے :

"[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کسی کے مقابلہ کے خلاف خود کسانوں نے بھی احتجاج کیا اور احتجاجی تحریکیں بھی اٹھیں۔ یہ صاف ہے کہ کسان جاگیرداری نظام کی بھی اور صلاحی تھیں۔ لیکن ان اقتصادی لوٹ کھسوٹ کو ان میں بھی شدید نہیں کیا گیا تھا جو ہندوستان کے کسانوں کو برداشت کرنا پڑی تھی۔ کسانوں کے جذبات کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے حکمران طبقوں کی مفاد پرستی بھی تھی۔ اس نے بھی کسانوں کی طرف سے بے حسی اور عدم دلچسپی کا برتاؤ کیا تھا۔ اور انہی اس کا بھی مداوا نہیں ہوا تھا کہ کسانوں کے ایک حصہ میں بیداری اور ہوشیار آ گیا جس نے نکل اور اس کے گرد و پیش میں رہنے والے عوام کو بالکل مجبور و بے کس نہیں رہنے دیا۔ ہوشیار [illegible] اور زمینداری کے زرعی نظام میں مداخلت کا حق تھا۔

مال گزاری پر قبضہ

اب تک کسانی کے [illegible] کے میدان میں آ رہے تھے۔ تجارت شہروں اور قصبوں [illegible] بھی اور اس کے [illegible] کی داستان بھی شہروں اور قصبوں تک [illegible] اور [illegible] کے ساتھ تمام [illegible] انقلابات، بلاسی اور بکسر کی لڑائیوں نے [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible] اور کمپنی کی [illegible] کی وجہ سے حکومتوں اور لوگوں کے [illegible] جو [illegible] وہ [illegible] ہی [illegible] تھا۔ لیکن اس کے باوجود زمین کی زراعت معیشت کے مقابلہ میں [illegible] کسانوں کی زندگی [illegible] ہوئے ہیں کی [illegible] ہیں جس میں ٹھہراؤ اور [illegible] تھا۔ اس خاموشی، ٹھہراؤ اور سکوت سے ان کی زندگیوں میں ایک [illegible] پیدا کر دی تھی۔ لیکن اس کے باوجود یہ بھی زندگیوں سے متعلق تھے۔ اس صدیوں پرانی زندگی میں سنجیدگی اس وقت پیدا ہوئی جب ملک کی سرزمین میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے قدم رکھا تھا۔ لیکن ۱۷۵۷ء میں جو ایک ایسا انقلاب رونما ہوا جس نے شہروں اور [illegible] کی زندگی [illegible] میں تیز کر دیا۔

۱۷۔ گست ۱۷۶۵ء کو دلی کے بادشاہ شاہ عالم نے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی عدالتوں کے اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ اس طرح فروخت کردیے۔ اس فروخت کے ۲۶ لاکھ روپے سالانہ طے ہوئی۔ اب صاف ہے کہ یہ ایک قسم کا ٹیکس تھا جو کمپنی ۲۶ لاکھ روپے سالانہ بادشاہ کو دینے دے اور خود ان علاقوں سے مالیہ وصول کرے۔ خواہ وہ اس مقررہ رقم سے کم ہو یا زیادہ، یہ کمپنی کی قسمت ہے۔ اس ٹیکس کے بدلے میں بادشاہ نے یہ وعدہ کیا کہ کمپنی اپنی فوج کی راہ میں حسب ضرورت امداد کرے۔ ۱۷۶۵ء کے بعد سے مغربی بنگال میں انگریزی کے تمام قوانین اور پالیسیاں اسی ایک لکیر پر مرکوز رہی ہیں کہ مالیے میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو اور یہ ہے کہ اسی پالیسی سے نکل کے زرعی اور معاشی ڈھانچے کو بالکل درہم برہم کرکے زمینداری اور ساہوکاری کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ اسی مال گزاری کی وصولی اور اس کے بدلے کی حد و جہد میں سے بالآخر لوگوں کو منظم ہونے، صحیح کرنے اور بڑھنے مرنے پر مجبور کردیا۔ لیکن عوام کی لڑائی کی داستان بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ انگریز کے زرعی نظام کو سمجھ لیا جائے کہ اس نے ڈھانچہ کس قسم کا بنایا اور کمپنی نے اس میں کیا کیا تبدیلیاں کیں۔

ٹھسرا باب

مال گزاری میں اضافہ

ایسٹ انڈیا کمپنی کے نئے نظام زراعت سے پہلے کاشتکار اگرچہ مالدار نہ تھے لیکن اس کی آسودگی اور خوشحالی شک و شبہ سے بالاتر تھی۔ سہاب پیڑوں سے لدے پھندے اور پھلدار درختوں سے ملا ہوا [illegible] کے کاشتکاروں کے گھر صاف ستھرے ہوتے تھے۔ [illegible] لکڑیوں کی آگ کے [illegible] ہی رہتی تھی یہ نظام درہم برہم ہو گیا۔

بنگال کا نظام زراعت ... کے دوسرے حصّوں کی طرح
... بنگال میں بھی ...
... اور گیہوں ...
... ہوتا ہے ...
... کسان ...
... کچھ
... گاؤں کی ایسی پنچائت ہوتی تھی جو صرف عدالت اور
انصاف کے لحاظ سے ہی ... نہیں کرتی تھی بلکہ وہ ایک حد تک ...
داری کے ... بھی حاصل ہوتی ... گاؤں کے ...
اپنے ... کے ... راجا سے صرف ...
... کچھ حصہ ... مالیہ وصول کرتا ...
... خصوصی دور ... کے ... حصے سے
کبھی ... دست ... گاؤں ...
... حوض
... خصوصی صورت
... حد تک ...
... آب پاشی کے ذرائع کی ...
... کسی سے ...
... چھپے ہوئے
... گاؤں کی سطح سے بھی ... اور ... کے سطحے
... کے ... لیکن ... کی ... اس کی ...
... اگر ... کرنے کی ... کو ...
ایسٹ انڈیا کمپنی ہی تھی۔

زرعی نظام

... کے زرعی نظام کی ... کوئی ... نظام ... لیکن
... اور ... کے ... کار ... میں ...
... کے ... ہے ... اور ...
... جس سے ... کی ... ہے ...
... ایک ... اور ... کی ... سے ...
... کی ... موجود ... کی ...

اشتراکیت کے سر پر جو خود مختار مرکزی حکومت سایہ کرتی تھی، جو ہمگ
اور [illegible] کو [illegible] اور ان کے
درمیان کی [illegible] اس کی [illegible] رہنمائی کے اس
زرعی اور [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
مارکس نے ایک صدی پہلے لکھا تھا:

"[illegible]
[illegible]
[illegible]

آباد ہوجاتی ہے۔

"سیاست کی فضائے آسمانی میں جو ابر و باد کے طوفان اٹھا

کرتے ہیں، ان کا ترجمہ کے ص معاشی ڈھنچ پر ہی ٹرانسپورٹ

پہلے لکھا تھا :

> "[illegible]
> [illegible]
> [illegible]
> مختلف ہے ، اور ان مصائب سے کہیں زیادہ شدید ہیں جن میں اب تک سارا ہندوستان مبتلا تھا ۔ میرا اشارہ یورپ کی استبدادی حکومت کی طرف نہیں جس کا پودا پرتگیزی ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایشیائی استبداد کی زمین پر لگایا اور جس کا بے میل جوڑ ان عجیب الخلقت دیوتاؤں کے جوڑ سے کہیں زیادہ اذیت سوز ہے جن کا روپ پتنی کے ایک مندر میں ہمیں خوفزدہ کرتا ہے ۔ تمام خانہ جنگیوں ، حملوں ، فتوحات اور قحط کے اثرات کتنے ہی عجیب و غریب ،
> [illegible]

ویری سفید سے سفید اور کر ہندوستان کے رگ و ے میں
سرایت نہیں کر سکے ۔ مگر انگلستان نے ہندوستانی سماج کی پوری
عمارت ڈھا دی ہے اور نئی تعمیر کے آثار ابھی تک نظر نہیں
آتے ۔ اپنی بدکی پرانی دنیا تو لٹ چکی مگر نئی دنیا ابھی
آباد نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان کی موجودہ حالت میں
ایک عجیب قسم کی افسردگی شامل ہو گئی ہے ۔ اور یہ موجودہ
کے رنج میں ہندوستان کا تعلق ہی تمام قدیم روایات اور ہی
ماضی گزشتہ سماج سے منقطع ہو گیا ہے ۔"

چوتھا باب

زرعی معیشت کی تباہی

اگست ۱۷۶۵ء

[illegible] - [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] لکھا تھا :

"وہ [illegible] جس کا خفیف حصہ ہی مجھے دیا گیا تھا۔ جس کا زیادہ حصہ [illegible] دوستوں نے رکھ لیا تھا۔ جس مال گزاری کا کچھ حصہ زمیندار ہضم کر گئے تھے، کچھ حصے کے بدلے میں جاگیر اور کچھ رسوخ حور حیلے کی نذر ہو جاتا تھا۔ جس کی ہی خسارہ میں تھا، [illegible] کسی اور مقصود حاصل ہی نہ ہو رہے تھے۔ [illegible] کے بعد آخر صلاح میں مال گزاری وصول کرنا کیا مقصود ہوتا تھا جیسے ایک اسفنج سے پانی نکالنے کی کوشش۔"

ابتدائی نظام

[illegible] ملک [illegible] جس کی بدولت پوری رعایا میں کسی ایک فرقے [illegible] ہو سکتی۔ وہ رعایا اور دوسری زیردست آبادیوں سے زمینداری مال گزاری وصول کرتا تھا۔ اپنے وراثتی اپنا حق زمینداری حاصل کرنے کی [illegible] تھی۔ [illegible] اپنے فرمانروا یا اس کے نمائندے سے باقاعدہ اپنے منصب کی تصدیق کرانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ [illegible] شہنشاہ [illegible] ایک [illegible]

[illegible]

انفرادی ملکیت

[illegible]

قواعد و ضوابط [illegible] میں ہر کسی کو دکھایا گیا کہ زمیندار ہی زمین کا مختار کل ہوگا۔ وہ ہی دولت کا واحد شریک غیر حق دار ہوگا۔

انفرادی ملکیت سے پہلے

[illegible] کے [illegible] صلاح میں ہی نہیں بلکہ [illegible] کے اور [illegible] علاقے میں کاشتکار کی سرگرمیوں کے متعلق جتنے بھی تذکرے ملتے ہیں وہ سب ایک بات پر متفق ہیں۔ اس [illegible] کے [illegible] راضی کی ذات اور اس کی ترقی میں ہمیشہ زیادہ سرگرمی دکھائی، اور [illegible] ایسے کاشتکاروں پر مشتمل ہوتی ہیں جو کئی نسلوں سے ایک ہی قطعہ ارضی پر کام کرتے چلے آتے ہیں۔ [illegible] کے [illegible] کے ساتھ مختلف اراضی کو بڑھانے اور توسیع دیتے چلے جاتے۔ بہرحال اس کام سے [illegible] کی محبت، جس کی [illegible] ان [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے متعلق ایک تذکرہ نگار لکھتا ہے کہ:

[illegible] ہوسکتا ہے [illegible] وہ [illegible] اس آخری [illegible] [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] موجود [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے

آسودہ حال ضرور ہوتے تھے۔"

[illegible] کے باوجود دو [illegible] تک [illegible] کی فضا ملک میں ایک عام بات رہی ہے۔ [illegible] سے بڑھ کر اس کا آغاز جنگ کے بعد سے ہی ہوا اور [illegible] سے [illegible] کے ان افراد کی [illegible] جو [illegible] اور [illegible] کے ملک سے [illegible] اور [illegible] کے ذریعے [illegible] کو [illegible] اور [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اور

باحوال بات

ہلو نئے کا | بن داری ہو قصہ

وارن ہیسٹنگز اور فرانسس نے جو شدید مخالفت کی اس نے مدراس کے عہدیداروں کو بہت پریشان کر دیا۔ یہ صورتِ حال ایک ایسے دیہی علاقہ کی تھی جہاں ہر اسوسی ایشن اور دیہات کی گھریلو صنعت کے گہرے تعلقات اور اتحاد کی تھی۔ [illegible] لیکن وارن ہیسٹنگز اور فرانسس اور ان کے ہمنواؤں سے [illegible] کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے تھے، جولاہوں کی [illegible] ہوگئیں، لوگ بان سیدھا کو محتاج مارے مارے پھرنے لگے اور [illegible] کے لئے صوبہ جات سے [illegible] معاشی زندگی [illegible] اس [illegible] لوگ [illegible]

[illegible] کاشتکاروں سے [illegible] کی جانے لگی [illegible] ایک حد تک کم [illegible] لیکن [illegible] کی گرانی کے [illegible] وصولی کے [illegible] اصلاح اور [illegible] کوئی [illegible] نے اپنی کتاب 'سرمایہ' میں اس کا یوں ذکر کیا تھا:

"یہ لگان کبھی کبھی اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ [illegible] اور وسائل کا دوبارہ پیدا کرنا ناممکن ہوجاتا ہے جن سے [illegible] [illegible] خشک ہوجاتی ہے [illegible] نہ صرف یہی بلکہ [illegible] اس قدر [illegible] دست اور فلاش ہوجاتا ہے کہ اس کے لیے زندہ حیات [illegible] پیدا کرنا ہے، لیکن خود [illegible] کرنے [illegible] مجبور ہوتا ہے۔ یہ حالت ایسے وقت میں خاص کر اس وقت

بشرائی ہے ، جس کی صفتی قوہ فائح بنتی ہے اور استعمال
پر امادہ ہوتی ہے ، جسا کہ انگریز ہندوستان میں کر رہے ہیں"

صاف گوئی

[illegible] کے مسلمہ [illegible] اور [illegible] ڈالوں
[illegible] راج کی طرف [illegible] جسے [illegible]
[illegible] آزادی [illegible] کی [illegible] اور
[illegible] [illegible] کے [illegible] علم و دانش نے
[illegible] [illegible] [illegible] راج سامنے آنے لگا ، اور
اس وقت خود انگریزوں میں جمہوری افکار کے حامی اور سامراج دشمن
رجحان رکھنے والے افراد بھی اس طرف توجہ کی ۔ اس حقیقت کی
خود گورنمنٹ آف انڈیا کے ایک رکن گرٹ نے اپنی کتاب
[illegible] میں [illegible] ہے ۔ مسٹر گرٹ اور جیسن اپنی کتاب میں
لکھتے ہیں :

"برطانوی ہندوستان کے متعلق [illegible] باتوں میں وہ
[illegible] [illegible] [illegible] لکھی گئی ہیں زیادہ
واضح [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اس کی اپنی قوم کے علاوہ اوری دس ہوتی ہے جو بڑی
توجہ سے اس کے ایک ایک لفظ کو سنتی ہے، جو اس کی
ہی قوم کی طرح حساس اور روشن خیال ہوتی ہے۔ جس کے
قسم کی جمہوری [illegible] حدود کھول گئی ہے جس نے
[illegible] کی تاریخ کو [illegible] کی عقلی خوشی نے
دامن پر ایک ہلکا دھبہ بنا دیا ہے۔"

کیپلر کے ڈائریکٹروں کے نام خط

[illegible] حقیقت سے جدا نہیں ہے کہ دو صدی پہلے کی
[illegible] آج بہت آسان ہے۔ اس لیے کہ اس زمانے
میں جو [illegible] کے جوت ہے بے نیاز تھا۔ کیونکہ [illegible]
تھی ہی نہیں، اس لیے وہ تعلیم سے بے جوت بھی نہیں کی تھی کے
اسے [illegible] کرنے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوت کیپلر کے [illegible]
سے دو صدی پہلے بلا تامل و تاخیر صحیح تصویر پیش کردی تھی۔ جس [illegible]
[illegible] دنیوی کا انتظام کی کے ہاتھ میں ہو جو جوت کلائیو سے [illegible]
کے ڈائریکٹروں کو ایک تاریخی خط لکھا۔ اس خط میں [illegible]
پڑھ لینے کے بعد اس [illegible] کے قوانین [illegible]
اس میں اس نے [illegible] واضح [illegible] کہ "ہندی اس [illegible]
رہنے ہے [illegible] ہے اور اسے [illegible]
اس حصہ میں لارڈ کلائیو نے [illegible] کہ [illegible]
اس نے [illegible] کہ ان [illegible] کی ترقی [illegible]
[illegible] کے مسئلوں کو علم و مذہب کی روشنی سے [illegible]

کلائیو نے لکھا تھا:

"[illegible] اخراجات کے [illegible] کے بعد میرا خیال ہے کہ اس
[illegible] کی [illegible] ۲۵ لاکھ سکوں سے بہت کم نہیں ہوگی۔
اس میں آپ کے پچھلے [illegible] کے علاقے کی آمدنی شامل ہے۔
اس [illegible] [illegible] ۳۰ لاکھ روپے کے [illegible] زیادہ آمدنی ہوگی۔
اس کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] اور [illegible]
سے کسی صورت نہیں بڑھ سکتے۔ نواب کا وظیفہ گھٹا کر

۳۳ لاکھ کردیا گیا ، بادشاہ کا نذرانہ بھی ۲۹ لاکھ ہے۔
اس طرح [illegible] ۲۲۰ لاکھ روپے [illegible]
۱۹ لاکھ ۵۰ ہزار ۹ سو پونڈ منافع بنتا ہے۔"

کلائیو نے [illegible] کوئی [illegible] رکھی۔ اس نے [illegible]
کے [illegible] [illegible] کمپنی کو [illegible] [illegible]
[illegible] کے [illegible] [illegible] کے اس نے
[illegible] [illegible] [illegible] کلائیو نے
پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

"کمپنی نے اتنی بڑی سلطنت حاصل کرلی تھی، جس کا مقابلہ فرانس اور روس کو چھوڑ کر پورے یورپ کی کوئی سلطنت نہیں [illegible] اس کو [illegible] مال گزاری ملتی تھی اور اس کی تجارت بھی اتنی ہی تھی۔"

[illegible] خیال فطری تھا کہ [illegible] اتنے بڑے معاملے پر سنجیدگی کے [illegible] غور کریں گے۔ کمپنی والوں نے اس [illegible] کی؟ نہیں بالکل [illegible] کلائیو نے [illegible] کے [illegible] سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ [illegible] کے مال کے سوا کسی [illegible] نہیں دی۔ وہ [illegible] کی [illegible] کل سے [illegible] [illegible] [illegible] ہو گیا [illegible] اسے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] اور ہمیں بخرے کرنے کے سوا کسی چیز کی فکر نہیں تھی۔

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] [illegible] ۳۰ مارچ ۱۷۶۲ء کو کی تھی۔ اس [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تھی، اور کل خرچ ۹۰ لاکھ ۲۷ ہزار ۹۰۹ پونڈ تھا۔ باقی ۳۰ لاکھ ۳۷ ہزار ۱۵۲ پونڈ کی رقم انگلستان بھیج دی گئی۔"

[illegible] کی [illegible] [illegible] کے صورت [illegible] بھیج دی گئی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اہل کاروں کی لوٹ

کمائی تو خود گورنر جنرلوں کی ہے۔

نے بڑے فخر سے لیا تھا:

مال گزاری سے آمدنی

اعداد و شمار سے بڑی شہادت کیا ہوگی!

[illegible] کے مطابق حکومت ہند نے ایک سال میں [illegible] کے [illegible] کو مال گزاری میں کل آمدنی ۸ لاکھ [illegible] ہزار ہونا تھی، لیکن [illegible] سے پہلے سال جو کمپنی کا دیوانی اختیارات ملنے کا پہلا سال تھا، [illegible] میں جو وصول ہونے والے مالیے کی رقم ۱۰ لاکھ [illegible] ہزار ہونا تھی [illegible] اور ۹ سال بعد یہ رقم ۲۳ لاکھ [illegible] ہو گئی، اور دو سال بعد ۲۸ لاکھ ہو گئی۔ جب کارنوالس [illegible] اور [illegible] قائم کرنے تو مال گزاری کی [illegible] ۳۴ لاکھ ہو گئی تھی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ چند ہی سال کے اندر اندر [illegible] اور [illegible] نے [illegible] دیکھتے دیکھتے اس خطے کی آبادی میں ایک [illegible] کی کمی آگئی اور بہت سا حصہ جنگل بن گیا۔ اسی صورت حال کے متعلق کمپنی کے ریذیڈنٹ مرشد آباد نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا:

> "ہر نگریز کو یہ سن کر بڑا صدمہ ہوگا کہ جب سے دیوانی کا انتظام کمپنی کے ہاتھ میں آیا ہے تب سے ملک کے لوگوں کی حالت پہلے سے بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ لیکن ہمیں یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ یہ حصہ ملک ہو انتہائی منصف اور عادل حکمرانوں کے دور میں بھی خوشحال زندگی بسر کر رہا تھا، آج جب کہ اس کے حسن و نسق میں انگریزوں کا بڑا حصہ ہے تباہی کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔"

[illegible] میں [illegible] ہر قحط کے سایہ دامن چھا گئے۔ کمپنی کی رپورٹ کے مطابق یہ سارا علاقہ [illegible] تھا۔ پیداوار کی [illegible] چوتھائی آبادی موت کی نذر ہو گئی۔ اس قحط میں قریب قریب ایک کروڑ انسان موت کا نوالہ بن گئے۔ لیکن جب انسان فاقہ کشی سے مر رہے تھے، جب قحط کی ہر چوپائیاں [illegible] کے اندر سے بھی زندگیاں سلب کر رہی تھیں تو کمپنی کے گماشتے [illegible] اور [illegible] وصول کرنے کی مہم میں پہلے سے بھی زیادہ سرگرم ہو گئے۔ اور [illegible] نے کہ مال گزاری میں اضافہ کر دیا گیا۔ چنانچہ کمپنی کی کلکتہ کونسل نے [illegible] کے [illegible] میں رپورٹ پیش کی کہ گزشتہ سال قحط بے حد

[illegible] اس کی وجہ سے [illegible] لوگ مر گئے تھے۔ کئی [illegible]
سکتا اور [illegible] کی [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اس میں کہا گیا تھا:

"[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
رکھنے کی کوشش کی گئی۔"

[illegible] [illegible]

اس کے متعلق پارلیمنٹ کے ایک رکن نے کہا تھا:

"[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
اور آبادی گھٹتی جاتی ہے۔"

[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
ملکیت قائم کر لی۔ اس لیے کہ اس کے پاس روپیہ تھا اور
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
اپنی ملکیت کے بعد گاؤ دے۔

چھٹا باب

ایسٹ انڈیا کمپنی اور ہندو زمینداروں کے مظالم

جبر و تشدد نے مسلمانوں کو خاص طور پر متاثر کیا۔

محرومی صدیوں کے بعد برداشت کرنا پڑی تھی۔

ٹھگے کی سلمل اور سلک آج بھی زبان زد عام ہے۔

[illegible] گی [illegible] ہو گئے اور [illegible] اور
[illegible] مکمل [illegible] ہو [illegible] کے [illegible]
کرسکیں گے۔

[illegible]

مسلم پارچہ بافی اور اس کی تباہی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لیکن اب جو لوہا مے نہ رہی مسدود کی و ان کا قصہ تھا کہ انگستان ایسی مصنوعات ہندوستان پر تھوپے۔ چنانچہ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہوا کہ ہندوستانی مصنوعات کی درآمد ہی بند نہ ہو، بلکہ ہم ان کے لیے مارکیٹ ہی ختم کی جائے۔

اس صورت حال کی تصویر خود ایک انگریز مدبر و مفکر ولیم نے ہندوستان اور انگستان کے درمیان تجارت سے متعلق اپنی اہم کتاب میں کھینچی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"موجودہ طریق تجارت اس بے لطفی کی اعلیٰ مثال ہے جو ہندوستان کے ساتھ وہ ملک برت رہا ہے جس کی اصناعت ہندوستان سے فون کی ہے۔ ۱۸۱۳ء کی تحقیقات میں ان کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے بنے ہوئے سوتی اور ریشمی کپڑے انگریزی کپڑے سے پچاس ساٹھ فیصدی کم نرخوں پر خود انگستان کے بازاروں میں بیچے جا سکتے تھے۔ چنانچہ محصول لگا کر ہندوستانی کپڑوں کی درآمد پر ستر اسی فیصدی محصول قائم کردیا گیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض اوقات ہندوستانی کپڑے کی درآمد بالکل ہی منع کرادی گئی۔ اگر یہ طریق اختیار نہ کیا جاتا تو انگستان میں کپڑے کے کارخانے بند ہوجاتے۔"

دلیش ہندوستان ۔ اس حملہ کو وہ بھی نہ چڑھا سکے۔ انگریزی مصنوعات کی درآمد پر بھاری محصول لگا کر ان کو ملک میں آنے سے روک دیا۔ یہی صنعت و حرفت کو ہوا۔ لیکن اس نے اپنی حفاظت کرنے کا اختیار نہ کھویا تھا۔ وہ غیروں کی اجارہ کو مسترد کر چکا تھا۔ انگریزی مال پر تو درآمدی محصول ادا کیے بغیر نہیں گیا لیکن ہندوستانی مال کی واپسی میں درآمد روک دی گئی۔ اس کے بعد ہندوستان کے لیے مشکل تھا۔ یہ ریاست کے ہوس میں حکومت کے اختیارات سے اپنے مفاد مطلب اور ہندوستان کے حق کو نہ حاصل کرنا۔ اس سلسلے میں ایک اور مصنف کی رائے بھی جب ہے۔ یہ سنگھری ہے جس نے آزاد تجارت کا سلسلہ شروع ہوئے ہیں برس بعد ۱۸۳۱ء میں

ایک رپورٹ مرتب کی تھی اور اس میں اس نے لکھا تھا کہ :

"بنگال میں کس قدر لوگ بارجہ لاتی ہر اپنی گزر بسر کرتے تھے اس میں کیسے ماہر اور کامل تھے ' لیکن تجارت کے بہانے سے انگلستان ، ہندوستانیوں کو لنکا شائر ، یارک شائر اور گلاسگو کی مشینوں کے بنے ہوئے کپڑے خریدنے پر مجبور کر رہا ہے ۔ اور بنگال و بہار کے ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑے کو ہماری بھاری محصول درآمد عائد کرکے یہاں آنے سے روک رہا ہے ۔"

یہاں ایک نکتہ یہ بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اول اول جب کہ انگلستان کی صنعت و حرفت کا مقابلہ ہندوستان کے ہی مقابلہ ملک میں تھا تو ہندوستانی مصنوعات کو بھاری محصول درآمد کے ذریعے انگلستان میں جانے سے روکا جاتا ۔ یہی انگریزی تاجر ہندوستانی مصنوعات دیگر ممالک میں لے جا کر فروخت کرتے تھے اور تجارت سے نفع اٹھاتے تھے مگر اپنے ملک میں صنعت و حرفت کی ترقی کو تجارت کے نفع پر ترجیح دیتے تھے اور ہندوستان کے ارزاں مال کی بجائے اپنے ملک کا گراں مال خریدنا پسند کرتے تھے ۔ وہ اس ارادی کی وجہ سے اور بعد مشینوں کی بدولت اور سائنس کی ترقی اور بعد علم کی بدولت اپنے یہاں کی صنعت خوب ترقی کر چکی تو دیگر ممالک میں بھی انگریزی مصنوعات پھیلانا شروع کیں ۔ علاوہ ازیں یورپ کے دیگر ممالک اور امریکہ سے بھی اسی اسی صنعت و حرفت پھیلنے کی وجہ سے انگلستان کی دکھتی رگ بھی وہی ہتھکنڈے استعمال کئے ، یعنی بھاری محصول لگا کرکے ان کی درآمد روک دی ۔ انگلستان کی طرح انہوں نے بھی مشینوں کی بدولت اور سائنس کی عملی کوششوں سے اور علوم میں تعلیم پھیلانے سے بہت جلد ان کی بنی ہوئی چیزیں بھی دنیا میں آنی شروع ہو گئیں ۔ لیکن ہندوستان کو صرف ایک دولت اور سائنسی صنعت اور علم عام کی برکات سے محروم رہنا پڑا ۔ اس کے ان پڑھ مگر ہنر کے کامل بڑے بڑے صناعوں کو اپنے کاروبار میں طرح طرح کی مزاحمتیں پیش آئیں ۔ نہ صرف دیگر ممالک میں ہندوستانی مصنوعات کی درآمد روک دی گئی بلکہ اس کے برعکس بے تحاشا اپنی مصنوعات لا کر ہندوستان میں ان کے انبار لگانے

اس تمام تباہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ قصبے اور شہر جو اپنی

ہیولی الٰہا۔

لیکن اس سے یہ سمجھ لینا نہیں کرنا چاہیے [illegible]
عوام [illegible] وہ دیہات میں ہوں [illegible] کسی [illegible]
اس کی تہہ کی [illegible] سے متاثر ہوئے بغیر [illegible]
ہوئے یہ پسماندہ عوام [illegible] جاگیردار [illegible] کسی طرح [illegible]
[illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]
ظلم و ستم کے خلاف جگہ جگہ [illegible] کئی، [illegible] اور
مسلح میدان میں [illegible] ان جدوجہد سے [illegible] اور [illegible]
گرمایا ہوگا، کاوں کا کسی ایک حصے کے [illegible] والے ایک [illegible] کی تحریک
دوسرے حصوں میں [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible]
کو ایک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ٹھارویں صدی کے آخری [illegible] [illegible] کے دیہات [illegible]
تباہی و بربادی کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اور زمینوں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
زمیندار اور [illegible] کو کہیں [illegible] [illegible] [illegible]
ہو رہی تھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کی تحریک [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
تحریکوں سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کو بعض ایسے [illegible] اور [illegible] [illegible]

جنھوں نے بالآخر لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنا لیا۔

فقیروں اور سنیاسیوں کی تحریک

[illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
وہ فقیروں اور سنیاسیوں کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] کا گروہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
خورد و نوش کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہ تک معمول تھا ، لیکن کمپنی نے جونہی مال گزاری کے نظام میں راست تبدیلیاں کیں اور دیہات کی خوش حال معیشت میں جب غسرت و افلاس کا دور دورہ شروع ہوا ، تو بے چینی اور اضطراب کا آغاز ہوا اور جگہ جگہ اس کے آثار نمایاں ہونے لگے ۔ ان اثرات کا اثر ان فقیروں اور سنیاسیوں کے فرقے پر بھی ہوئے بغیر نہ رہ سکا ۔ ہندوؤں کے درویشوں اور فقیروں کا گروہ جو وہ سے چلے آنے کے دور میں ایک منظم گروہ کا روپ اختیار کر گیا تھا ، کمپنی کے حکام کو ان دونوں کے بے پناہ فقیروں اور سنیاسیوں کے حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا ۔ فقیروں کی پہلی بغاوت ۱۷۶۳ء میں ہوئی ۔ بنگال مغلیہ میں 'سب اچھا' ہونے کے باوجود ان دیہات کی بے چینی اور خوش حالی کا شکار تھا ، کیوں کہ ان دیہات کے اندر لوگ خود ہی ان سنیاسیوں اور فقیروں کے ساتھ مل کر لوٹ مار میں شریک ہو جاتے تھے ۔

ان فقیروں اور سنیاسیوں کے گروہوں کی صورت میں ظاہر ہونے کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ مال گزاری کے زمانہ میں کئی ایک کسان بھی ان میں شامل ہو گئے تھے ۔ ان کے علاوہ تاجر طبقہ سے بھی ان کا سرپرستی ذکر کیا ہے ، وہ لکھتے ہیں :

> "نقشبندیہ اور قادریہ سلسلوں اور باگیہ جیسے علمی مرکزوں کی موجودگی میں قرآن و سنت اور مسیح شریعت کی روشنی پھیلتی رہی ، لیکن عوام میں جہاں تک وہ تھے ، غیر شرعی طریقے بھی زوروں پر تھے اور انیسویں صدی کے آخر تک عوام میں سب سے زیادہ زور ان ہی کا تھا ۔ مثلاً 'مدار مشائخ' میں جو تیرہویں یا چودھویں صدی ہجری کی تالیف ہے ، کثرت سے ستیاری گروہوں کا ذکر آتا ہے ۔"

اسی صفحہ سے 'مدار الدین' کی سند حکام سے ان الفاظ میں لکھتے ہیں :

> "ملاں مدن قوم شیخ میں مدار کا ڈیرہ' مدار کی نوبت' مدار کی بستیاں مشتی ہے ، جس چہ مدار جھنڈہ کی ڈھکے میں کئی اب بھی موجود ہے ۔"

اس فرقے 'مدار' کے بانی سید مدار کے متعلق ڈاکٹر اسلم جیراج کا کہنا ہے کہ :

"وہ ۱۵۱۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۵۸۸ء میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کا بنگال میں بہت اثر تھا۔ بنگال کے [illegible] کے مریدوں نے [illegible] میں [illegible] چٹگانگ میں [illegible] کے [illegible]

لیکن شیخ اکرام آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ہے۔ [illegible] کا اور [illegible] آپ کی [illegible] کے [illegible] آپ [illegible] کے [illegible] محدثوں میں سے [illegible] واقع ہے۔"

ہندو اور مسلمانوں کا ملا جلا فرقہ

[illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہیں۔ [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] کے [illegible] ہندوؤں [illegible] کے [illegible] نرالے [illegible] آمیزش [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے

یہ ان کی درویشی اور محبوبیت سے بہت متاثر تھا ۔ ۱۵۹۹ء میں شاہ شجاع نے سلطان حسن اور ان کے مریدوں کو ایک سند عطا کی جس میں درج تھا :

"تم جب کبھی بھی لوگوں کی مدد یا سفر و سفت خود کے لیے شہروں ، دیہات ، صلاع اور جہاں بھی جانا چاہو تو تمہیں اس امر کا اختیار ہوگا کہ تم جلوس کی صورت میں جا سکو اور جلوس کا پورا ساز و سامان مثلاً علم ، پرچم ، بھریرے ، بانس ، عصا ، باجے ، تاشے وغیرہ وغیرہ لے جاؤ ۔ اور جب تم ملک کے کسی ایک حصے میں ہو تو لوگ دیہ اور نشتلار اشیائے خورد و نوش مہیا کرنے کا بندوبست کریں گے ۔"

اٹھارہویں صدی میں جب مغلوں کے دور حکومت میں سکن کے دیہات میں بدامنی پھیلی اور اودھم بچا تو سلطان حسن کے جانشینوں نے شاہ شجاع کی عطا کردہ اس سند سے خوب خوب فائدہ اٹھایا ۔ چنانچہ جب ان دیہات کا نظم و نسق کمزور پڑا اور امن عامہ تباہ و برباد ہونے لگا تو ان کے بارسوخ قلندروں ، درویشوں اور ہندو جوگیوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ ان دیہات میں آنے لگے ، اور ان کے باسیوں سے جبراً طلب کرنے جو صدقوں سے ان کا معمول تھا ۔ لیکن وہ یہ دعویٰ وصول کرنے میں حق بجانب تھے ۔ لیکن کمپنی کی زرعی پالیسی نے دیہات کی معیشت کو تباہ کر ڈالا تھا ، اب دیہات والوں کے پاس اپنے ہی کھانے کے لیے کچھ نہ تھا ، وہ ان کو جبراً کہاں سے دیتے ۔ چنانچہ یہیں سے جبر و تشدد کا سلسلہ شروع ہوا ۔ ان بارسوخ قلندروں اور درویشوں نے جبراً نذرانے وصول کرنے شروع کر دیے ۔ اور جب مزاحمت شروع ہوئی تو انہوں نے بھی ہتھیار اٹھا لیے ۔ یہ ہزارہا لوگ کی تعداد میں اکٹھے ہو کر جگہ جگہ سے نکل پڑے اور لوٹ مار کرنے ۔ کمپنی کے افسروں کو ان کے خلاف باقاعدہ فوج کشی کرنا پڑی ۔ مگر تیس برس تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج اور ان درویشوں کے جتھوں میں گھمسان کا رن پڑتا رہا ۔ یہ پہاڑ اصفہج تھا ۔ اس کی داستان خاصی دلچسپ ہے اور صرف

ہی ہیں بلکہ یہ پورا دور مرحلی تحریکوں اور زمینداروں کی بغاوتوں کا دور ہے۔ کمپنی کے قبضہ اقتدار کے فوراً بعد ہی بڑی لڑائیاں تو ختم ہوگئیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ مشرقی اور مغربی بنگال کے چاروں اطراف زمینداروں اور کاشتکاروں کی کئی خود رو مرحلی تحریکیں ابھریں اور بغاوتیں ہوئیں۔ گویا پچاس صدی کی بڑی تحریکوں کا یہ پیش خیمہ تھیں۔

مراحمتی اور بعاونیں

ساتواں باب

زمین‌داروں اور کاشت‌کاروں کی مراحمتی تحریکیں اور بغاوتیں

[illegible] صدی کی آخری سہ ماہی میں کاشتکاروں اور زمینداروں کی [illegible] مراحمتی تحریکیں ہوئیں۔ ان کے مسلح تصادموں کی بھی صورت اختیار کرلی۔ ان میں ہندو اور مسلمان دونوں ہی شریک تھے۔ ان بغاوتوں کی وجہ خود ان زمینداروں نے کی جن کو کسی کے لئے ٹیکسوں کے تیلامی میں اونچی بولی کے ذریعے زمین سے محروم کردیا تھا۔ ان زمینداروں میں ہندو بھی شامل تھے اور مسلمان بھی۔ لیکن زمینداروں کی ان بغاوتوں سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان میں شریک ہونے والے دستکار کی جیب خرچ بڑھنے کے لئے کی تھی، بلکہ یہ دستکار اپنی روٹی اور اصطبل کی چوٹ کے لئے ان بغاوتوں میں شریک ہوئے تھے۔"

معلیہ دور کی جاگیرداری

ہی لہ تھا جو انگریزی حکومت نے پیدا کردیا تھا۔

ہے کہ :

اولاً معلوں کے دور حکومت میں عمومی طور پر ہر ریاست کا مالک اعلیٰ بادشاہ وقت ہی تصور ہوتا تھا۔

[illegible] جاگیردار جن کو [illegible] وقت زمینی عطا کی جاتی تھیں وہ صرف لگان اکٹھا کرنے اور اس کو شاہی خزانے میں جمع کرانے کے ذمہ دار ہوتے تھے۔

[illegible] جاگیردار اور زمیندار مراعات حاصل کرنے والے کاشتکار اور بادشاہ کے درمیان [illegible] ہوتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے اندر اور عام رعایا کے درمیان کوئی امتیاز نہیں تھا۔ معاشرتی طور پر [illegible] معلوں کے زمانے میں معلوں کا زور ٹوٹنے کے بعد ان کے [illegible] نے اپنے علاقوں کو [illegible] معلوں کے دور حکومت میں لگان داری کا طریقہ کار راسخ ہوا تھا اور زمیندار و ملکیت نے مل جل کر اپنی [illegible] کرنے اور خزانے میں جمع کرنے تھے۔ لیکن معلوں نے [illegible] عمومی علاقے کے کسی نئے حصے کو [illegible] حکومت کے ہی [illegible] یہ صوبہ دار، نواب اور جاگیردار اسی طرح سے [illegible] معلوں کے سوب رہے تھے۔ اس عرصے سے میں ملکیت اور [illegible] کے درمیان کوئی واضح [illegible] ہوئے تھے۔ [illegible] وسیع اس وقت تک [illegible] چلتی رہی اور [illegible] [illegible] جب تک [illegible] مرکزی حکومت مستحکم اور مستعد رہی۔ درحقیقت [illegible] کسی [illegible] اس [illegible] حکمران مرکزی حکومت [illegible] چکی جیسے ہی مرکزی حکومت کمزور ہوئی تو [illegible] [illegible] ہو گئے [illegible] کو ہوا دینے میں مصروف ہوئے۔ چنانچہ اس طرح معلوں کے زوال کے [illegible] جاگیردار، مہاراجوں، جاگیرداروں اور زمینداروں کا ایک [illegible] اس میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی۔

مدنا پور کی بغاوت

[illegible] سے جب [illegible] اور زمینی [illegible] شروع ہوئی، تو مدنا پور علاقوں میں [illegible] اور جاگیرداروں نے [illegible] اور

کمپنی کے گماشتوں کا مقابلہ کیا - ان میں مقامی زمیندار کے
گرد و نواح کے کئی ایک زمیندار شامل تھے - چنانچہ کمپنی
کے کئی سپاہیوں کی مرمت کے بعد کمپنی نے مسٹر فرگوسن
کو فوج دے کر بھیجا - اس نے کئی زمینداروں کو شکست دی اور
ان کی حویلیوں پر قبضہ کر لیا - ان میں جھرگواں بھی شامل تھا - لیکن
گوپ سیلا کے زمیندار نے فرگوسن کا مقابلہ کیا اور اس موقعے میں
اس نے اپنے علاقے کے مٹی کی دیوار بنگلہ کو بچانے کی کوشش کی -
اس علاقے کے [illegible] سورما سپوت ہے اور کئی سال تک وقتاً فوقتاً
مورچے بنا کر فرگوسن کی فوجوں کا مقابلہ کرتے رہے - بالآخر
۱۷۷۴ء میں گوپ سیلا کی حویلی پر فرگوسن کا قبضہ ہو گیا
اور زمیندار کو فرار ہونا پڑا - وہ وہاں سے نکل جانے میں کامیاب
ہو گیا - اس کی غداری ہونے کے بعد اور رویے زمیندار نے خوش فروحت
کرنے کا وعدہ کر کے جاتی حکمران کو اس کی واپسی کے لئے زور
پر دیا کہ - لیکن حکمران نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ
اس لڑائی اور اس کے بعد کے [illegible] لاکھوں روپے خرچ ہو چکے تھے - لاکھوں روپے کا دل
ہو کر رہ گئے تھے - اس کے علاقے میں خوف و ہراس پیدا کیا گیا تھا -
چنانچہ لوگوں نے [illegible] اور اب یہ زمیندار کسی ایک
زمیندار کی بڑی [illegible] کے بعد [illegible] کی طرف سے
کافی ہو گیا تو اس نے اپنی ایک [illegible] میں
لکھا کہ اس سارے علاقے میں عام [illegible] کے خلاف ٹھاٹھیں مارتے
ہوئے تھے - اس زمانے میں [illegible] کے کمپنیوں سے اپنے علاقے
کے موضعہ اور چھوٹی حدود سے اور اور فتنہ تھا - اور
گوریلا جنگی [illegible] کا رواج تھا - مورگن نے لکھا تھا کہ
[illegible] کی کل میں [illegible] ہے کہ جب وہ
حکومت سے [illegible] سے [illegible] ہو جاتے ہیں - جیسے ہی مگر فوجی
بندوبست [illegible] ہو چکے ہوتے ہیں - بالآخر کہیں سے
کسی کو لکھا کہ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کیا
جا سکے - چنانچہ [illegible] کے [illegible] کی [illegible] اور

زمینداری سونپ دی۔

ٹیکس، نذرانے اور بیگار

کئی ایک واقعات اس دور کے بنگال میں ملتے ہیں۔

اٹی ، محصول کی وجہ سے ہمارے ملک پر بوجھ تھا ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ کمپنی کی زرعی پالیسی نے عام کاشتکار اور دیہاتی کی معیشت کو بھی متاثر کیا تھا ۔

کمپنی نے ٹیکسوں کی جو شرحیں مقرر کی تھیں اس نے کاشتکاروں کی زندگی اجیرن کردی تھی ۔ انہیں تیرتھ یاترا کے لیے بھی ٹیکس دینا پڑتا تھا ۔ ان دیہاتیوں کو اس چوکیوں کے اخراجات بھی برداشت کرنا پڑتے تھے ۔ چنانچہ ان ٹیکسوں نے کاشتکاروں کی معیشت تباہ کردی ہوگی اور بالآخر انہیں لڑنے مرنے پر مجبور ہونا پڑا ہوگا ۔ اس صورت حال کے متعلق مدناپور کے رجسٹریٹ کلکٹر ہیرنے وارن ہیسٹنگز کو ایک یادداشت بھیجی تھی ۔ اس میں اس نے لکھا :

"یہ کاشتکار جیسے ہی فصل کاٹ کر فارغ ہوتے ہیں ، یہ اس کو فروخت میں جلدی پڑ جاتے ہیں تاکہ سرداروں کے کارندے اپنے قبضہ کے لیے سب کچھ محفوظ کر لیتے ہیں ۔ کاشتکار کی ہوشیاری ہر حال میں فصل کو محفوظ کرتے ہیں وہ اپنے مقصد میں ہوتے ہیں کہ جب کبھی ان پر فوج کشی کی جاتی ہے تو فوج کو [illegible] ہر حصہ کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ یہ کاشتکار خود بھی ان لوگوں کے اثر میں ہیں اور فوج ان میں دخل ہونے سے عام طور پر قاصر رہتی ہے ۔ یہ [illegible] سردار کو اس کا حصہ دیتے ہیں اور یہیں ۔ وہ سردار کے کہنے سے جب بھی آتے ہیں انہیں مارپیٹ کر بھگا دیتے ہیں ۔ ان کاشتکاروں میں ایک بھی ایسا نہیں جو مسلح نہ ہو ۔ اور جیسے ہی وہ کسی سے فارغ ہوتے ہیں اس کے بعد ہر کاشتکار ہتھیار مسلح کر کے حصۂ فصل کی حفاظت کے لیے سرگرم رہتے ہے ۔ اس صورت حال میں کسی کے لیے ممکن نہیں کہ ان کو زیرنگیں رکھنا ناممکن ہوگیا ہے ۔"

۱۷۸۳ء ——رنگ پور کی بغاوت

اٹھارہویں صدی کی آخری چوتھائی میں کاشتکاروں کی [illegible] اور مرحمتی [illegible] معاملات پر گئی ہیں ۔ اور قسم کی مرحمتی [illegible]

رنگ پور کے علاقے میں بھی جہاں ۱۷۹۱ء میں رنگ پور، رنگنی اور
گرد و نواح کے علاقوں میں حقوں سلکت کی فروخت کی تیاری کا کام مکمل
کیا جا رہا تھا۔ اس علاقے کی زمینداری مقامی طور پر کئی شخص
دیوی سنگھ سے متعلق تھی۔ ان سے کاشتکاروں نے مطالبے اور بیگار لینی
شروع کر دی۔ کاشت کاروں نے احتجاج کیا اور جب احتجاج کی شنوائی
نہ ہوئی تو زمینداروں کے خلاف تحریک شروع کر دی اور فصل اٹھوانے
سے انکار کر دیا۔ ہیسٹنگز نے اس زمانے کی مال گزاری کے جو مسودات مرتب
کیے تھے ان میں ان تمام مراعاتی جریانوں کا ذکر ہے۔ اس میں زمینداروں
کی طرف سے دیوی سنگھ کے مظالم سے متعلق ایک عرضداشت
موجود ہے۔ اس میں پہلے ۲۴ اپریل ۱۷۸۲ء کی عرضداشت ایک اور
عرضداشت اور ۲۸ مئی کے رسیدار کی ہے۔ اس میں بھی ان مظالم کا ذکر
ہے۔ ان عرضداشتوں و مراعاتی جریانوں کی بنا پر حکومت نے دیوی سنگھ
کو ان عرضداشتوں کے رسیدار کی ہے۔ اس میں بھی ان مظالم کا ذکر
کرنا ہے۔ دیوی سنگھ کی مراعاتی نے مظالم کی [illegible] کرنا ہے۔ اور
وصولی کے لیے جو طریقے [illegible] کیا ہے۔ اس
واقعہ درج کرتے ہوئے درج کرتے ہوئے کہا ہے:

"[illegible] کوٹھی کا دروازہ [illegible] اس کے سر پر رکھ دیا
[illegible] گرنے لگتے [illegible] وہ [illegible]
[illegible] ہوئے تھے [illegible] کے [illegible]
ہوئے تھے اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible]
[illegible] تھی۔ [illegible] کوٹھی
[illegible] اور [illegible] دنوں [illegible]
[illegible] کہا ہے [illegible]
سنگھ کے گھر [illegible] کے [illegible]

جسموں پر صاف دکھائی دے رہے تھے۔"

ان مقدمات کے متعلق میونسپل کمشنر کیا رویہ اختیار کرتا ہے، وہ صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتا ہے کہ اس کو ان مقدمات کا کوئی علم نہیں۔ وہ صرف لاعلمی کا اظہار ہی نہیں [illegible] اگر علاقے میں اس قسم کے مقدمات ہوتے ہوں تو لوگوں کی بات ضرور سنتے۔ حالانکہ اس دور میں حکومت کے ہر شعبہ و محکمہ میں رشوت ستانی کے خلاف کے صور پھونکے جا رہے تھے۔ کمشنر ان تو مراعاتی طبقہ کے علاوہ [illegible] کے سوا کسی کو حاضر ہونے کی کوئی راہ [illegible] کے لئے [illegible] ہو سکتی تھی وہ بھی [illegible] کی [illegible] ہوں ایک ماہ تک ان [illegible] کر سکیں۔

مراعاتی طبقہ [illegible] کے لئے [illegible] موقع حاصل ہوتا اس نے [illegible] میں آنا ٹھیکہ ہوتا تھا اور ان کو [illegible] کے ٹھیکے کا اعادہ ہو سکتا تھا۔ [illegible] کے [illegible] کے لئے ٹھیکیدار طبقہ کے مقدمہ پر جمع ہوتے اور [illegible] سے مقدمہ کی [illegible] نوٹ [illegible] نوٹ دیکھ کر ہی [illegible] کا فیصلہ اس خلائے میں کہ [illegible] میں ٹھیکیداروں کا بڑا حصہ [illegible] اور [illegible] عوام میں ان کی بہت غریب تھی۔ [illegible] کے خلاف بڑا [illegible] تھا۔ اس قسم کے زمانے میں ہی مقدمہ جی کے [illegible] نے نواب کے [illegible] کے خلاف [illegible] کیا تھا۔ اُس وقت ٹھیکیداروں نے اس نواب کو [illegible] اور [illegible] اس کے [illegible] کو اسی طرح نعروں کی گونج میں ایسا 'نواب' چنا۔

ایک کاشت کار کا قتل

ٹھیکیداروں کے اس [illegible] سے [illegible] کے مقدمہ پر [illegible] دیا۔ اس نا [illegible] اور [illegible] کو جس کو [illegible] کرنے کی وجہ سے [illegible] کو آزاد کر دیا۔ آزادی کی یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح [illegible] خلائے میں پھیل گئی۔ اس نے

کاشتکاروں میں ایک نئی روح پھونک دی اور وہ حقوق کی حفاظت کی طرف کوچ کرنے لگے ۔ جہاں پہنچتے اور اپنے مطالبات کی حمایت میں مظاہرہ پیش کرتے ۔ اس کے بعد دیہات کی طرف روانہ ہوگئے جہاں زمیندار کا گشت رہتا تھا ۔ اس کا سب گروہوں تھا ۔ کاشتکاروں کا جلوس ڈھول پیٹ رہا تھا اور نعرے لگا رہے تھے کہ ان کے مطالبات منظور ہو رہے ہیں اور وہ خوش چہرے ہیں ۔ وہ کسی کے مطالبات ماننے کے لیے نہیں آرہے ۔ اپنے کے بڑے زمینداروں نے جلوس کو آگے آنے کی دعوت دی ۔ جیسے ہی جلوس آگے بڑھا تو بڑے زمینداروں نے گولی چلا دی ۔ ایک کاشتکار وہیں ڈھیر ہوگیا ۔ اس پر کیا تھا ، کاشتکار بپھر گئے ، انھوں نے بڑے زمینداروں کو مار بھگایا ۔ اس لڑائی میں کئی ایک کاشتکار زخمی ہوئے لیکن کامیابی ان کے پیچھے پڑ گئی ۔ ان کے قائد دھیرج نے بھی اس کی جان بخشی کی بہت کوشش کی لیکن کاشتکاروں نے اپنے قائد کی بھی ایک نہ سنی ۔ حتیٰ کہ اس نے گروہوں کے بڑھتے ہوئے کی دعوت دی لیکن اس پر بھی کاشتکاروں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا ۔ آخر اس کہنے کے مطابق کہ مطالبات کو بھی کاشتکاروں نے مسترد کر دیا ہے ، ہمارے پاس اب بھی وقت ہے وہ اس مار دھاڑ کی روش کو چھوڑ دیں ۔ حزب چکے ہیں ۔ اب ہمارے پاس بھی کاشتکاروں کو ختم کرنے

اس حادثے کی خبر جب صبح کے نمائندہ کو پہنچی تو اس نے اداریہ لکھا اور عدالت کے فیصلہ کو بڑھا دے کر پڑھا ۔ اس پرچے میں درج تھا کہ ہجوم مشتعل ہو جائے تو یہ لوگ بڑے مطالبات اور شکایات کو تحریر کریں تو ان کے رفع کی پوری کوشش کی جائے گی ۔ اس اداریے کے جواب میں کاشتکاروں نے مذکورہ چٹھی کو بھیجی۔ اس میں کہا گیا تھا :

"ہم کاری ہل ، صبح بور ، کھیڑا اور نیسہ کے علاقوں کے کاشتکار ہیں ۔ ہم کو ملے ہوئے ہمارے مطالبات کو مسترد کر دیا ہے ، ہمارے پاس اب بھی وقت ہے وہ اس مار دھاڑ کی روش کو چھوڑ چکے ہیں ۔ اب ہمارے پاس بھی کاشتکاروں کو ختم کرنے

[illegible] کو چلے جائیں گے۔"

بغاوت کے اسباب

کی وہ ہے ہی کے ہے ہو ہیں ہو ہیں ہو ہیں

لہ ہوئے۔

شاعر نصر ہوں آد ۔ ا لوگ ہو تنگ آمد جنگ آمد کے مصداق نصر آ

گیارھواں باب

بنگال کے دیہات میں نصف صدی تک امن و امان بحال نہ ہو سکا

بنگال میں نصف صدی تک جن فقیروں اور مسخروں نے وہم پھیلائے
کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

"یہ مجنوں شاہ مداریوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا جو

کے موسم میں یہ اپنے پیڈ کوارٹر میں واپس چلا جاتا ہے۔"

رکھا گیا تھا۔

میں کامیاب ہوسکتا تھا۔

کمپنی کے اہلکاروں سے جھڑپیں

کشتیوں کو [illegible] بنا [illegible] کے ساتھیوں میں شامل اس علاقے
کے ایک [illegible] چور [illegible] نک کو پکڑ لیا اور کمشنر سپرنٹنڈنٹ
مسٹر وام سے ملاقات کرکے [illegible] کی [illegible] کے ورثا گرفتاری دے
کر کے رو [illegible] جب [illegible] کی [illegible] کے بعد پھر جو اس نے
[illegible] کی دی [illegible] کر دی کہ دوسری جگہ منتقل ہو کر
[illegible] کی کشتیوں کو مسلسل لوٹنا شروع کر دے۔ [illegible] کو جب
دوسرے ملاحوں سے بھی مسلسل شکایتیں اس کے خلاف پہنچنا شروع ہوئیں
تو [illegible] کی [illegible] کے بعد خاص مصلح آدمی بن گئے۔ کمپنی نے ایک
بہادر اور دو درجن فوجی آدمی [illegible] اس کی سرکوبی کے لیے
روانہ کیے۔ [illegible] کے [illegible] بہادر [illegible] نک اور اس کا
ساتھی [illegible] ان کے [illegible] آمد دونوں کو پکڑ کر واپس
[illegible] آئے۔ دوسرے [illegible] کی گرفتاری عمل میں آئی۔

وارن ہیسٹنگز کے دور حکومت میں

[illegible] کے [illegible] کمپنی کے [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] اس [illegible] کی صورت حال کے
بارے میں لکھتا ہے :

> [illegible] کی [illegible] گروہ [illegible]
> ہے، اور [illegible] علاقے [illegible] طرح ہے [illegible]
> [illegible] کر [illegible] [illegible]
> [illegible] [illegible]
> روپیہ وصول کیا، اس کے بعد شمال کی طرف میمن سنگھ کو
> [illegible] کی [illegible] [illegible]
> ہوگی، [illegible] کے [illegible] [illegible]
> [illegible] [illegible]
> [illegible] [illegible]
> میں پکھری ہوئی دیکھی گئیں۔"

[illegible] کی [illegible] [illegible] کے [illegible]
سلاطین میں [illegible] اس [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible]

تلمبند کپی ۔ رلیل لکھتا ہے :

"میں بھی سکندر اعظم کی فوج میں شامل ہونگا اور فیروں کا
بھیجا کرے گا ۔ چنانچہ ہمارے تعاقب کی خبر ملتے ہی
قبیلوں نے بھاگنا شروع کردیا ۔ ہماری دوسری فوج ہورگس اور
کی طرف بڑھ رہی تھی ، جس سے چکے سے گورنر جاب ، جسے
کے وہ دن کی ایک جنگ ہوئی جس نے اس کے
کی حدود کے اندر بڑھنے روکے ۔ ان میں کچھ
کے بچھ رہنمی ہوئے بچھ مال و مویشی
قرار دیے ۔ ان قبیلوں کا سردار بھوں نے بھی بھاگ جانے میں
دیا تھا ۔ وہ اپنے ہی کی دیکھ بھال کرنے کی طرف چلا گیا ۔
اس کے بعد ہمارے نائب سو قبیلوں نے بھی ہتھیار ڈال کے
قبول کر لیے ۔ ان کے بکل سے جلاوطن کیے ہوئے
پہنچ تو ذرہ ہی بڑی تھی ۔ بھوں شاہ ہخامنش کے اس حکم
اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس ذرہ کو بھی چھین
کہہ گیا تھا ۔"

اس قسم کے واقعات اور سکندر سے ملاقات سے پہلے ہونے والے
ہونے کی غرض سے ہی تیز مسلح دستوں کی بڑی تعداد
بکریوں کے لیے نکل جاتی ۔ [illegible] ہی ہیں ۔ اسٹائن اپنی
اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے :

"علاقے کے رہنماؤں کی طرف سے ایک حد موجود ہوا ہے ۔
اس میں [illegible] کے بعد اس علاقے کے
کے بعد اس علاقے میں [illegible] کے
مسلح رہنماؤں کو ہی حراست میں لے لیا ۔ قبیلوں نے
یہاں رہائش اختیار کرلی ہے ۔ کاشت کاروں سے محنتی سے
بیگار لیتے ہیں ۔ اس وجہ سے دیہات خالی ہو رہے ہیں ۔
رہنما اپنے گھر بیت چھوڑ رہے ہیں ۔ قبیلوں کی تعداد

اتنی زیادہ ہے کہ ان کو پہاں سے مار بھگانا ناممکن ہے۔ گاؤں
کے جرمے کا جو حشر ہوگا اس کے متعلق کیا کہا
جاسکتا ہے۔"

اس قسم کی صورت حال طویل عرصے تک رہی۔ ان حملوں کا سلسلہ لامتناہی تھا۔ ہمیں نہ کوئی گاؤں اور ہرگز ہرگز ایسا نہ ہوگا جس نے ان مناسبوں اور مہموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز نہ سنی ہو، ان کے نیزے، بھالے اور برچھے نہ دیکھے ہوں۔ خود کمپنی کے مسلح محمد شاہ کے دم سے اوڑہ بردار بھالے کیلئے مستعد رہتے اور کمپنی کے لئے ان لڑائیوں میں کام آچکے تھے۔

ایک طرف تو فقیروں اور سنیاسیوں کے گروہوں کو سرکیب تادیب کیا جاتا ہے جن کا نشانہ ہوں مار ہو، لیکن اس کے ساتھ، دوسری طرف اس امر کی شکایتیں بھی موصول ہوتی رہتی ہیں کہ فقیروں نے بنگال کے نوابوں، سوداگروں اور مہاجنوں کی بھاری رقمیں وصول کرلی تھیں۔ چنانچہ محمد شاہ نے ان سب کو ایک درخواست بھیجی تھی کہ:

"کمپنی فقیروں کی جماعت میں مداخلت کرتی ہے اور یہ جماعت جو صدقات لیتی تھی، اس کو وہ لوگ مارتے ہیں اور اس کے ان کاموں پر دھیان نہ دینا چاہئے۔ وہ ان حرکات سے باز آجائیں۔"

اقدام

وارن ہیسٹنگز نے سنہ ۱۷۷۳ء میں گورنر کونسل کے سامنے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ان حملوں کا مستقل انسداد کرنے کا حکم دیا جائے۔ ایک کمیٹی مقرر کی گئی، جسے یہ کام سونپا گیا تھا۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے لکھا کہ

"ان فقیروں کا مسئلہ ہی یہ ہے کہ ان کی تعداد
[illegible]
بڑے بڑے علاقوں میں [illegible]
جو لوگ ان کے گروہ میں [illegible]
بڑے بڑے علاقوں میں [illegible]

اور ریلوں سے اُس میں سنجد و مسکک ہیں ۔ اور قدیم زمانے
کے ٹیکوں کی طرح یہ بھی قسم کے مذہبی رسم و رواج کے
پابند ہیں ۔ دیکھنے میں یہ سب ایک ہی معلوم ہوتے ہیں ۔
ان کے پاس بھی لاکھوں کے کچھ معاہدہ ہوتے ہیں
لیکن لاکھوں چالوں کے دستور کا کاغذ ہی ہیں جو ان کے
کپڑوں میں چھپے ہوتے ہیں ۔ چونکہ یہ اکثر ایسی ایسی
جاسوسی چالوں میں آتے ہیں اور رات کی خاموشی میں
ہوتے ہوئے ٹاٹ ر جنگل میں ہوتے ہیں اس لیے زمیندار
یا ان کے آدمیوں کو ان کے معاملے کا موقع ہی نہیں ملتا ۔
مسافروں اور غریبوں کو یہ بہت بے تکلفی سے لوٹتے ہیں ۔
مال غنیمت کا ایک حصہ زمیندار کے لیے رکھ دیتا
ہے ۔ اور اگر وہ تو وہ خود اس ٹولی میں شامل ہوتا ہے ۔
لوگوں کے ٹل ، بھائے دار اور حصہ دار تو ہی بھر دیتے ہیں ۔
ملا لیا جاتا ہے ۔"

اس عورت میں یہ کہا ہے کہ علاوہ ان ڈکیتوں کے ہوتوں اور
سوسائٹی کی دیگر جماعتوں کے بہت سے سپاہیوں
کا بھی ہوں خلل میں ہوتا ہے ۔ بہادر میں سپاہی
ڈکیت کہا ہو ۔ ۔ ۔

[illegible] دے دی جائے۔ اس پورے گاؤں پر محصول جرمانہ کیا جائے۔ اس کے گھر والے حکومت کے غلام تصور کیے جائیں، اور انہیں حکومت کی ہدایت کے مطابق رعایا کے آرام و آسائش کے لیے تقسیم کردیا جائے۔ فوج دار کو جو پولیس کا اعلیٰ عہدے دار ہوتا ہے [illegible] میں تعینات کیا جائے۔ ان فوج داروں کو تعینات کے ساتھ ہی ہدایت بھیجی گئیں کہ وہ فقیروں اور مسلمانوں کا صفایا کرنے اور انہیں گرفتار کرنے کے لیے ہر ممکن [illegible] کی جائیں۔ فوج [illegible] گیا کہ وہ فرقوں کی جانچ پڑتال کے لیے [illegible] کرسکتا ہے۔

[illegible] ہو، وہاں کے رہنے والوں کو [illegible] کردیا جائے، کیونکہ ان کا سرگرمیوں سے [illegible] کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس کی [illegible] ہے کہ [illegible] اس ضمن میں [illegible] کو [illegible] کردیں۔ فقیروں اور [illegible] کے [illegible] کو [illegible] زک نہ اٹھانا پڑی لیکن اس کے بعد آنے والے گورنر [illegible] کو [illegible] ہوئے۔ [illegible] کے [illegible] ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۲ء کے [illegible] رہی۔ [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہو [illegible] دیہاتوں کی [illegible] ہوئی۔ [illegible] کی [illegible] تسلیم کرتی ہے کہ:

> "گو مجنوں شاہ کو کئی موقعوں پر شکست ہوئی لیکن اس کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری اور اس کے خلاف کوئی [illegible] کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔ کیونکہ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے ساتھ ہوتے ہیں۔ [illegible] کے معنی بھی [illegible] کو [illegible] سے [illegible] کرنے کے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجنوں شاہ کے فقیر اور سنیاسی اس قدر تربیت یافتہ ہوتے ہیں کہ وہ ایک منٹ میں مختلف سمتوں میں بھاگ کر پھیل جاتے اور چند گھنٹوں کے بعد

خود بخود ایک گاؤں میں جمع ہوجاتے ہیں۔"

مجنوں شاہ کے بعد

مجنوں شاہ کی وفات کا سال ۱۸۰۷ء بتایا جاتا ہے۔ سرکاری دستاویزات کے مطابق ان کی وفات مئی ۱۸۰۸ء میں ان کے آبائی گاؤں مکیس پور میں ہوئی۔ لیکن کچھ حلقوں کا کہنا ہے کہ ان کی بیس بیویوں کی کسی حاسدہ نے زہر دے کے مار ڈالا تھا۔ ان کے بعد اس گروہ کی قیادت ان کے بیٹے موسیٰ شاہ نے سنبھالی۔ موسیٰ شاہ کے بعد علی شاہ، پھر سلیمان شاہ، پھر رشید شاہ، پھر کریم شاہ اور چند اور لوگوں کے ہاتھ سے ہوتی ہوئی یہ تحریک ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے بٹوارے کے بعد بھی کئی سالوں تک بنگال کے دیہات کو متاثر کرتی رہی۔ انہوں نے مستقل طور پر بنگال میں بسنا کبھی پسند نہیں کیا۔ لوگ ہر سال مکیس پور میں ان کے مرشد مجنوں شاہ کے مزار پر آتے۔

۱۹۰۹ء میں گورنمنٹ نے اس تحریک اور اس کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک مختصر رپورٹ تیار کی۔ اس کی ضرورت کچھ اس لیے محسوس کی گئی کہ مقامی پولیس کے مطابق اس تحریک کے ایک مبلغ [illegible] نے اس کام پر مامور کیا تھا۔ [illegible] نے ایک سیاسی اور فعال گروہ ملا کر اس تحریک کی سرگرمیوں کے متعلق یہ رپورٹ مرتب کی۔ ۲۰ جولائی ۱۹۰۹ء کو [illegible] نے اس کی کچھ تفصیلات اس تحریک کی سرگرمیوں کے بارے میں [illegible] کو بھیجی، جو یہ تھی:

"میں ان تک کسی معلومات [illegible] کیوں وہ صحیح طور [illegible] میں لاتے ہیں۔ [illegible] ان کی آبادی جسے گورنا کہا جاتا ہے، [illegible] میں رہتے ہیں۔ [illegible] ہندی بولتے ہیں [illegible] حصہ ہیں، لیکن یہ حکومت [illegible] نئی ٹیکنالوجی [illegible] کرتا ہے۔ [illegible] اس کے [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔ یہ بھی محصل دار کی کچہری ہے۔ اس کے بالکل قریب مجدن شاہ اور شمشیر شاہ کے چھاؤنی ڈالی ہوئی ہے۔ یہ فقیر لڑنے تو خوب کرتے ہیں اور بہادر بھی ہیں۔ ان کی گزر بسر کی ذمہ داری محصل دار پر ہے۔ یہ [illegible] اور یہ جنگل ایسے گھنے ہیں کہ ان میں کسی دشمن کا گزر ناممکن ہے۔ [illegible] وہ [illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] کے لیے ہیں۔ [illegible] مرہٹی کے بھیس میں کے لیے یہ [illegible] ممکن ہو سکتی تھی۔ [illegible] حکومت کو [illegible] ہوئے [illegible] کہ [illegible] اور شمشیر شاہ اور [illegible] کے [illegible] ان کے پاس ایک [illegible] فقیر ہیں ایک سو [illegible] سپاہی ہیں۔ یہ [illegible] سپاہی ہیں۔ یہ قبائل میں لوٹ مار کرتے ہیں۔ اسی مال پر [illegible] جانا ہے۔"

[illegible] کر وہ [illegible] ہیں [illegible] کریں گے [illegible] گروہ میں شامل ہو جاتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ [illegible] نوجوان اور [illegible] کی [illegible] نوجوانوں کے [illegible]

اس سلسلے میں ۔ ۔ ۔

آگے بڑھتا ہے،
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لواں باب

جنگلی قبائل کی بغاوتیں

زمیں داروں کے مظالم کے ساتھ ساتھ بیروں اور سپاہیوں کی مسلم
[illegible] اور قتل و غارت گری سے بنگال کے کاشتکار کو بہت حد تک متاثر
کیا۔ مختلف علاقوں میں اٹھارھویں صدی کے آخر اور [illegible] صدی کے
شروع میں جو بغاوتیں [illegible] یا مرہٹی حملہ آوروں کے [illegible] ہوئیں، ان میں
بیروں اور سپاہیوں کی [illegible] ہوئی [illegible] شامل تھا۔ اس کے
علاوہ بحریوں اور ملاحوں نے بھی جب سے علاقوں کی [illegible] میں
[illegible] لیا۔ ان سب وجوہات نے مل کر خاصے اہم پیمانے کی متعدد بغاوتوں
کو جنم دیا۔ یہ تمام بغاوتیں اور مزاحمتیں خود رو تھیں۔

دو صدی قبل رائج نظام کی [illegible] موجودہ زمانے کی [illegible] میں
وجود نہ تھا۔ اس وقت صرف ہتھیار [illegible] ہی [illegible] اور اس [illegible] کے
[illegible] واحد ذریعہ تھے۔ اس [illegible] کے بدلے [illegible] کے [illegible] اور
[illegible] بیسیوں ہزار [illegible] سپاہی [illegible] [illegible]
[illegible] اس قسم کا مظاہرہ [illegible] اور [illegible] کے علاقوں کی بغاوتوں کی صورت
میں ہوا۔ یہ دونوں علاقے [illegible] کے [illegible] سے بری طرح متاثر ہوئے تھے۔
یہاں کے [illegible] ہزار [illegible] میں سے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible]
گھٹنا شروع ہوئی۔ اس [illegible] [illegible] کے [illegible] سے اس علاقے
کے عوام کی [illegible] بڑھتی اور سب سے [illegible] [illegible] نے [illegible]
کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔ وہ بیروں اور سپاہیوں کی فوج ہار بیٹھے۔
حتیٰ کہ [illegible] کے کمپنی کے [illegible] میں ہونے کے [illegible] سے اس علاقے
کے ایک تہائی سے زائد علاقے کو ویران اور بنجر رکھا گیا۔

[illegible] کمپنی نے اس [illegible] صورت حال کے باوجود [illegible] [illegible]
کی وجہ سے [illegible] [illegible] کر دیا۔ [illegible] میں اس علاقے سے [illegible] لاکھ
[illegible] سے کم [illegible] وصول کیا جاتا تھا، لیکن چار سال کے [illegible] [illegible]
[illegible] کے باوجود اس علاقے سے [illegible] لاکھ [illegible] ہزار [illegible] سالانہ وصول
کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کمپنی کے [illegible] نے اس [illegible] کو [illegible] کرنے کے
[illegible] کا [illegible] رکھا۔ چنانچہ [illegible] [illegible] [illegible] کھڑے

مظہر ہوتی ہے۔

مکتوب میں اس صورت حال کو ان الفاظ میں تسلیم کرتا ہے :

"میں جب پٹوں کی تقسیم کر رہا تھا تو چنڈالوں نے کئی

مکوائے کہ وہ جمع پنڈیوں کو کبھی درست تسلیم نہیں
کریں گے۔"

اور جمہوریوں کو [illegible] ان کاروں کے خلاف [illegible]
ہوئے اور اس طرح اس تحریک کا [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

قانونوں کی بحالی

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور بھرے شہر کو ہوس ور ن رس د روں کے حوالے کردہ گیا ۔
کمپنی نے ۱۷۹۳ع میں اس امر کے لیے بک قاعدہ وضع کیا جس کے
تحت نصف وسط کے عوض ان زمین داروں کو ارضی دینے کا فیصلہ کیا گیا ۔
مال گزاری کے تعین کی چوڑ فیصلوں کی مراجعتوں اور مساع بھاؤں
کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں ۔ سب سے پہلے ۱۸۱۹ع میں لیفٹننٹ
گورنر سندھ کو ان کی مراجعت کا سامنا کرنا پڑا ۔ اس مراجعت کی سند
چانڈیوں کے سردار سمہ گنجن اور صو سکھو وغیرہ بھرے تھے ۔ ان میں
سے ہیوہ کے رقبہ سے بڑے بڑے وجاج میں سے
۱۸۱۹ع میں آباد ہوئے گئے اور ۱۸۴۳ع کے ان علاقوں
میں فوج کشی کی ۔ ۱۸۴۳ع میں سندھ کو اودھ کے فوج کے ذریعے ہوں سے
مالیے کی رقم اکٹھی کی اور سفارش کی کہ ان علاقوں کے کاشت کاروں
اور زمینوں کو [illegible] ۔ ان سے [illegible]

سلہٹ کی صورت حال

[illegible] ۔ اور
[illegible] ۔ اور علاقوں میں [illegible]
[illegible] ۔ اور [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]

ہندو مت اور اسلام کی آمیزش و آویزش

دسواں باب

بنگال میں اسلام کا عمل

اس خطے میں اسلامی اور عربی اثرات کے متعلق جو تحقیق ہوئی ہے اس سے ایک بات واضح ہوگئی ہے کہ مشرقی بنگال کی بندرگاہیں ہی وہ علاقے تھے جن کے گرد و نواح میں عربوں کی آمد و رفت مسلمانوں کے بنگال پر قبضے سے بہت پہلے شروع ہوگئی تھی۔ اور یہی وہ علاقے تھے جہاں ان کی زبان میں عربی الفاظ کی آمیزش کی ابتدا بھی ہوگئی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنگال میں مسلمانوں کے عملی تسلط سے بہت پہلے یہاں اسلامی اثرات پہنچنا شروع ہوگئے تھے اور ان اثرات نے یہاں تہذیبی عمل شروع کردیا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی وجہ سے ملک کی [illegible] میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں ان کا تعصبی ذکر ہوچکا ہے۔ [illegible] کے ہندو اور مسلمانوں میں بُعد اور دوری کی معاشی وجوہات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ لیکن ان وجوہات بھی معاشی مفادات کے علاوہ بھی بہت سے [illegible] ان میں تہذیبی بھی تھے اور نسلی بھی۔

اس لئے [illegible] کی مختلف تحریکوں کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے [illegible] اور مسلمانوں کی آپس میں [illegible] اور ان کی آمد نے جو عمل اور ردعمل پیدا کیا اس کو سمجھا جائے۔ [illegible] اسی عمل اور ردعمل سے ہوا مختلف پہلوؤں اور [illegible] آمیزش کے دونوں عملوں کو سمجھ سکیں گے اور ہی سے [illegible] مخصوص تحریکوں یا سیاسی رجحانوں کو سمجھ سکیں گے۔

بنگال میں اسلامی اور عربی [illegible] کے [illegible] ہوئی۔ اس سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان [illegible] ان کے گرد و نواح میں عربوں کی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] بھی پہلے شروع ہوگئی تھی۔ [illegible] کے [illegible] کے قصبے کا تعلق ہے وہ تیرہویں صدی کے [illegible] سوگیا تھا۔ کیونکہ [illegible] ہی میں [illegible] کے [illegible] علاقے پر اپنا پرچم لہرا چکا تھا۔ اور اسی وجہ کے [illegible] جو مسلمانوں کے مختلف طبقات [illegible] تھے بلکہ انہوں نے یہاں آباد ہونے کا بھی فیصلہ کرلیا تھا۔ ابتدا میں زیادہ تر فوجی افسر، تاجر، درباری اور [illegible] دارالحکومت میں طالع آزمائی کرنے والے [illegible] سے [illegible] صوفی، درویش، علماء، فضلاء کے مزارات [illegible] اس علاقے میں [illegible] ہوئے۔ اور اس طرح عرب [illegible] مسلمان کے اسی رشتے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] کی سرزمین کا تعلق ہے [illegible] کرنے والے

[illegible] عربوں کی [illegible] کی آمد سے ایک صدی پہلے ہی شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ ہندوستان صدی ہی میں اس حملے کی زد میں عربی الفاظ کی آمد کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اور اسی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں عرب تاجروں کی تجارت اپنی ترقی پر ہوگی تب ہی انہوں نے اپنے عارضی قیام کے لئے یہاں بھی آباد کاری ہوں گی۔ کیوں کہ کسی نئی زبان کے لفظ کی آمد اس وقت تک وجود میں نہیں آ سکتی جب تک ان کے بولنے والوں کا رہن سہن اور لین دین کا نہ ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا ہو کہ صرف عربوں کے بندرگاہوں سے گزر جانے سے بنگلہ میں عربی الفاظ کی آمیزش ہو گئی ہو۔ ظاہر ہے عرب تاجروں نے ان بندرگاہوں کے قریب و جوار میں اپنی بستیاں آباد کی ہوں گی اور وہاں مستقل طور رہنے لگے ہوں گے۔ ایسی صورت میں عربی کی اپنی گہری چھاپ مقامی بنگلہ پر پڑی ہوگی۔ [illegible] اثر عربی زبان کا پڑا اس کا پتہ اب نہیں چلایا جا سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ بنگلہ کے ادبوں نے ان مسلمانی اور عربی اثرات کو ہندو مذہب کے بے حقارت کی سمجھا ہے۔ ان ہندو مقدر ہے ایک عجیب اور غیبتی سد مقابلہ رہا ہے۔ ان پر باہر کے اثرات کیوں نہیں پڑے ہیں اور مخصوص مسلمان کے اثرات کو تو وہ مذہبی طور پر منحوس تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ ان اثرات کے خلاف آواز بھی اٹھی تھی۔ [illegible] کا مشہور شاعر کرتی بوس نے عربی اثرات کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ہندو مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے جو مہاراجہ دھوج مریدوں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس نے عربوں کی آمد و رفت اور ان کے اثرات سے گھبرا کر اس علاقے ہی کو جیرناد کہنے کا فیصلہ کیا اور معروف تاریخ میں جا آباد ہوا۔ اس ایک واقعے سے اس ردعمل کا اندازہ ہو سکتا ہے جو ہندو مت کے کٹر حلقوں میں اس نئی تہذیب اور نئے مذہب کی آمد سے ہو ہوگا۔

بہ عام طور پر عرب تک ردعمل محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی آمد سے ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں ایک جوش کو رشدی گئی لیکن ہم یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ نئی تہذیب کے خلاف ردعمل بھی ایک قدرتی فعل ہے۔ اور ہندوستان بھی اس ردعمل سے مستثنیٰ نہیں رہا۔

[illegible] کے مسلمانوں کی تعداد ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۲۳ لاکھ تھی جو اب ۴۳ لاکھ ہو گئی ہے۔ اس کے مطابق اندازہ لگایا گیا ہے کہ مقبوضہ علاقوں کی آبادی میں مسلمانوں کی تعداد ۲۳ لاکھ تھی۔ لیکن جب اسٹیٹ انڈیا کمپنی بنگال پر قابض ہو گئی اور اس کے بعد ۱۷۷۰ء میں اس خطے کو ہولناک قحط کا سامنا کرنا پڑا تو اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ چھ لاکھ تھی۔ ان میں ۳۰ لاکھ کے قریب مسلمان ان ترکوں، افغانوں اور غوریوں کی نسل میں سے تھے جو محمد غوری کے ساتھ مل کر ملک فتح کرکے اس خطے میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ اور تقریباً ۷۷ لاکھ [illegible] مسلمان تھے جو بنگالی بولتے تھے اور انہوں نے مختلف زمانوں میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

رد عمل

ان اعداد و شمار کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا کہ مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت ان لوگوں پر مشتمل تھی جو خود بنگال کے معاشرے سے کٹ کر نئے مذہب میں داخل ہو گئی تھی۔ اب ان میں دو قسم کے لوگ تھے، ایک تو وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کی حکومت کی بڑی اور ان کی سیاسی طاقت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ ایسے لوگ اپنے طبقے میں [illegible] کا حصہ بنا لیے گئے ہوں گے جو روایتی معاشرت کی حامل تھی مذہب کے لیے آمادہ ہوا ہوگا۔ جہاں تک نچلے طبقوں کا تعلق ہے جنہوں نے ہندو معاشرے کی ذات پات کی کٹھن تقسیم و تفریق اور ناانصافیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اسلام قبول کیا تھا، ان کے دل میں ہندو کی اعلیٰ ذات کے خلاف جو نفرت چھپی ہوئی ہوگی اسے اپنے ہمراہ لے کر اسلام میں داخل ہوئے ہوں گے۔ جو شودر کل تک برہمن کے قریب سے نہیں گزر سکتا تھا وہ کلمہ پڑھنے کے بعد ہی تو برہمن کے برابر تصور کیے جانے لگا ہوگا۔ لیکن اس سے بھی بڑی حقیقت کا ادراک ہو گیا ہوگا کہ [illegible] نے برابری کا جو تصور پیش کیا ہے۔ اس کی بدولت اگر ایک طرف اس شودر کے ہر روز دست نفسیاتی بدل گیا ہوگا تو دوسری طرف اس اعلیٰ ذات کے ہندو میں بھی تو تضاد در آیا ہوگا اور وہ بھی شدید غصے کا شکار ہوا ہوگا۔ کیوں نہ وہ کسے گوارا کر سکتا [illegible] جو ذات میں کے [illegible]

سکتی تھی ، وہ اب اس کی برابری کا دعویٰ کرے ۔ اس لیے ہندوستان کے
دوسرے حصوں کی طرح یہاں بھی دو قسم کے ردعمل کا پید
ہونا لازمی امر تھا ۔ ایک تو وہ ردعمل تھا جس نے ہندوؤں کے
اندر سے ایک جوابی تحریک پیدا کی جو ایک طرف مسلمانوں اور اسلام سے
متاثر ہونے والے ہندوؤں کی تبلیغ سے اپنی قوم کو بچانے پر مستعد ہوئی ۔
اس کا مقصد یہ تھا کہ ہندو دھرم کو اسلام کے اثر سے
محفوظ کرے ۔ چنانچہ اس نے ہندوؤں کے مختلف طبقاتی جماعتوں کے
مقصد کو جو ان کے اندر ذات پات کے مسئلوں کے خلاف تھا ، دوم خشا ،
اور اس طرح اس امر کو ہمیشہ کے لیے ملتوی رکھنے کی کوشش کی ۔ ان
تحریکوں نے ایک طرف تو ہندوؤں کو قائل کردیا کہ ان کا دھرم
مسلمانوں کے اثر سے خطرہ میں ہے ۔ انہوں نے ہندو دھرم کو دعا دی ہے اور
بغاوت کی ہے ، اس لیے گردن زدنی ہیں ۔

[illegible] عورت کی آگ [illegible] میں
[illegible] عورت کی چنگاری
[illegible] کے خلاف
[illegible] اور احیوت
[illegible] کے خلاف شدید
[illegible] وہ محسوس
[illegible] اس راستی میں ذات کے ہندو نے مظالم کے
[illegible] حکمرانوں کے چبے جانے سے اپنے کو مار ڈالا
[illegible] ہو جائے ۔

[illegible] عورت کے دعوے [illegible] میں سے
[illegible] ان دھرموں کو حریفوں میں
[illegible] عورت کے [illegible] میں ایک اور مذہب کی
[illegible] ایک تحریک چلی ۔ پہلی ادب میں اسلام
[illegible] ان دونوں قسم کے حملوں کی جھلک موجود ہے ۔
ایک طرف [illegible] کی فراوانی ہے تو دوسری طرف تعصب اور عقیدت
کا اظہار ہے ۔

ہنگلہ کے مشہور ادیب شیخ چند من بنہ کے شاہد ہیں کہ اگر کوئی برہمن مسلمان ہوجاتا تو پھر وہ پورے خاندان کو اس نئے مذہب کا قائل کرتا، حتیٰ کہ وہ بھی یہ نیا مذہب قبول کرلیتے۔ یہی نہیں بلکہ خود بنگلہ میں صوفیائے کرام کی زندگیاں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں کہ انھوں نے ہندو پنڈتوں اور عالموں سے مناظرے کیے اور جب یہ پنڈت دلائل کے میدان میں مات کھا گئے تو پورا گاؤں مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ خود شیخ جلال الدین تبریزی کو یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ بہت سے سنامی ہوگیوں نے جلال تبریزی سے مناظرے کیے اور آخر میں جب لاجواب ہوگئے تو صداقت اسلام کے قائل ہوگئے اور مسلمان ہوگئے۔

گیارھواں باب

مسلمانوں کے دور میں بنگال کی ہندو تحریکیں
ـــــــ دھرما

بنگال میں تیرہویں صدی کے بعد جتنی تحریکیں چلنی شروع ہوئیں وہ اسلام سے متاثر تھیں ، اور ہندو مت کو بت پرستی ، ذات پات کی تفریق اور دوسری آلائشوں اور بدعتوں سے پاک کرنا چاہتی تھیں ۔ اسی قبیل میں دھرما کی تحریک آتی ہے ۔ اس تحریک کا خمیر مختلف ادیان (جن میں بودھ و ہندو مت اور اسلام شامل تھے) کی تعلیمات کی آمیزش سے اٹھایا گیا تھا ۔

بنگال میں اسلام کے اس پھیلاؤ سے ہندوؤں کے اندر ایسی تحریکوں اور رجحانوں کو جنم دیا جو اپنے قدیم مذہب کو اور زیادہ مضبوطی سے تھامے رکھنے کی راہیں تلاش کرنے لگے۔ اور مسلمانوں کی تہذیب و دین کی مقبولیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ چنانچہ اسلام کی یلغار کو روکنے کے لیے ہندوؤں کی از سر نو تدوین کا کام شروع ہوا تاکہ انہیں اسلام کی تعلیمات کے ہم پلہ بنایا جاسکے۔ سلا پانی اور وری پانی اسی قبیل کے رجحانات تھے۔ یہ دونوں رجحانات چودھویں صدی میں پیدا ہوئے۔ پھر سولہویں صدی میں پنڈت رگھو نندن نے ہندوانی اثرات کے خلاف ایک تحریک منظم کی۔ انہی کے ہم میں بولو پنچھی نے مسلمان اور اسلام مخالف تحریک کی نیو رکھی۔

ان کے مقابلے میں ہندوؤں میں ایسی تحریکیں بھی شروع ہوئیں جو اسلام سے متاثر ہوئیں اور ہندو مت کو اس سے بچانے، تاکہ بات اور دوسری آلائشوں اور ہندوؤں سے ملک کرنا چاہتی تھیں۔ اس قبیل میں دھرما کی تحریک آتی ہے۔

یہ تحریک ہندو مت اور اسلام کی تعلیمات کے مجموعے سے تیار کی گئی تھی۔ اس نے ہندوؤں کے مذہب کے خلاف زبردست آواز اٹھائی۔ اس زمانے کی نظموں میں جگہ جگہ ہندوؤں کے ان مظالم کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس تحریک کی اساس خدا کی وحدانیت پر رکھی گئی۔ اس نے ذات پات کی تمیز کے خلاف بھی آواز بلند کی اور یہ بتایا کہ [illegible] ہیں بلکہ اس دھرما تحریک نے مسلمانوں کے [illegible] بھی اپنایا۔ چنانچہ اس تحریک نے اجمیروں، سودروں اور چنڈالوں کی [illegible] اس میں شامل کیا۔ دھرم کے [illegible] اب کی تاریخ میں [illegible] مسلمانوں کے [illegible] گلو خلاصی کے متعلق کئی داستانیں اس [illegible] ہندو اثر کے متعلق ڈاکٹر [illegible] اس میں [illegible]

داستانیں دھرما جیسی روح افزا تحریک سے متاثر ہونے والے ادیبوں کی تھیں
تھیں ۔ چنانچہ رامائے بدھ نے ہی کتب سی اوران میں برہمنوں اور بدھوں
کے درمیان ایک زبردست جنگ کا تذکرہ کیا ہے ۔ جے پور اور ساتھ ہی
ویدک برہمنوں کے سولہ سو گھرانوں نے ہی توب کو ایک جگہ جمع
کر لیا تھا ۔ یہ لوگ دس دس اور بارہ بارہ آدمیوں کی ٹولیاں بنا کر ان
بدھرمیوں (بدھوں) کو بحث کرنے کے لیے اور مار دینے کرتے ہے جو ابھی
دھرم دان ادا نہیں کرتے تھے ۔ یہ لوگ وہیدوں میں سے منتر پڑھتے اور
ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتی تھی ۔ بدھ دھرم کے پیروکار یہ منظر دیکھ کر
لرزہ بر اندام ہو جایا کرتے تھے اور دھرما سے دعائیں مانگا کرتے تھے ۔
اس نازک موقع پر اس کے علاوہ ان کا اور کون مددگار ہو سکتا تھا ؟
اس طرح برہمنوں نے بدھوں کو ہلاک کرنا شروع کیا اور دیش میں
جبر و تشدد کا دور دورہ ہوا ۔ یہ منظر دیکھ کر
دھرما جو ہمیشہ امن و آشتی کا پرچار کرتا تھا ، بہت مغموم ہوا اور وہ سنیاس کے لیے بن
دیش میں چلا گیا ۔ اس کے سر پر سنہرا ٹوپی اور پاؤں میں کھڑاؤں تھی ، وہ کھوڑے
پر سوار تھا ، اور اس کو حدا کہا جاتا تھا ۔ برہمن بھشت میں خود اور
ان کی ۔ تمام دیوتاؤں نے بدحواس ہو کر پکارنا شروع کیا تو وشنو نے نرسنگھ
کی صورت میں اوتار بن کر آیا ۔ وشنو پیغمبر ورشو آدم علیہ السلام کی شکل
میں اوتار بن کر ظاہر ہوئے ۔ گنیش ہری اور نارائن بن کر آیا ۔ شیو
شیخ ، ایشور مولانا اور بھشت کے رشی اور پیغمبر بن کر آئے ۔ لکشمی و سرسوتی
اور دوسرے دیوتا سیاہ فاموں کی حیثیت سے آئے اور ڈھول بجانا شروع
کر دیا ۔ چنڈی دیوی حیا بی بی کی صورت میں اور لکشمی بی بی حور کی
شکل میں اوتار بن کر آئی ۔ سب دیوتا بھی بدحواس ہو کر حجرے حور میں داخل
ہو گئے ۔ انھوں نے منبر منہ توڑ دیے اور "اکبر ، اکبر" پکارنے لگے ۔ رامائے
بدھ ، دھرما کے قدموں پر گر کر یوں معذرت کرتا ہوا ہے ۔

صرف یہی نہیں بلکہ بدھ تحریک کے جو بھی مثالی جوہر تھے وہ بھی مقبول
اور زبان زد عام ہوئے ۔ ان میں بھی مسلمانوں کے سماج اور تصوف کی
چھاپ واضح نظر آتی ہے ۔ ان بھجنوں اور نغموں میں برہمنوں کے خلاف
شدید غیظ اور غصہ و نفرت کا جگہ جگہ ذکر ملتا ہے ۔ مسلمان بھجن

دھرما پوجا میں کہا گیا ہے :

''اب دھار بھیگ کی بات سنو! کھکر اپنا منہ مغرب کی طرف کرکے عبادت کر رہا ہے۔''

''بعض لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔''

''اور بعض لوگ علی کرماللہ وجہہ کی اور بعض محمود کی۔''

''میاں تو جا دار حسین مارتا ہے اور تو سردار جا کر کہتا ہے۔''

''وہ دھیمی آنچ پر اپنا کھانا پکا رہا ہے۔''

''ذات کا امتیاز آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا۔''

''ذرا دیکھو! ایک ہندو خاندان میں ایک مسلمان آگیا ہے۔''

''خدا نے وہاں نے ایک اجلاس بلایا ہے۔''

''غروب ہو رہا ہے اور دھرم [illegible] کر رہا ہے کہ سب سے پہلے خدا کہاں پیدا ہوا۔''

''اے خدا! میں جانتا ہوں تو ہی سب سے بڑا دیوی ہے۔ میں تیرے بھگتوں سے قربان ہونے کا ایسا آرزومند ہوں۔''

''الرحمٰن اللہ ان کو رحمتیں برسائے گا۔''

''خدا کرے اس کے دشمن غضب کے غضب میں آئیں۔''

''چیتاؤنی بد چیتاؤنی اس طرح ختم ہوتی ہیں۔''

''خدا کرے اور ہر و بعد تیرے سروں پر رحمتیں برسائیں اور تیرے مہیب دشمن غضب کے قہر و غضب میں آئیں۔''

''اس طرح رامائے پنڈت نے صرف چیتاؤنی پڑھی اور وہ امید کرتا ہے کہ) سائیں پیشوا اس پر انعام و اکرام فرمائے گا۔''

بارھواں باب

دو اثرات ــ بنگلہ کی نشوونما اور ایکتا کی تحریک

"قومی زندگی کا عروج اور ایک بلند ادبی مقام کا حصول مختلف اثرات کا نتیجہ ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان اثرات میں سب سے اہم اثر مسلمانوں کی فتح ہے۔

اگر مسلمان برسر اقتدار نہ آتے اور ان کی جگہ ہندو راجے آباد و خود مختار رہتے تو پھر مشکل ہی سے بنگالی کو شاہی دربار میں رسائی حاصل ہوتی۔"

مسلمانوں آمد سے قبل ہی ہندو معاشرے میں ایک مذہبی تحریک موجود تھی اور پرانے مذہب میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔ ایک طرف بدھ مت کی قلب ماہیت ہو رہی تھی، دوسری طرف برہمنوں کی مذہب کا زور ہو رہا تھا۔ شیو اور وشنو کی تحریکوں کی گونج بھی سنائی دے رہی تھی۔ غرضیکہ تمام معاشرے میں ان تحریکوں اور مذاہب کا مجموعہ تیار ہو رہا تھا۔ اسی زمانے میں راجکمار پالا نے ہندومت اور اس کی بدھ پرستی کو زبردست سہارا دیا۔ ان راجاؤں نے ہندو مت کے تسلط کے لیے حکومت کے وسائل کو بھی بڑی طرح استعمال کیا اور اس طرح اس کے احیاء کی تحریک کی بنیاد پڑی۔ چونکہ اس تحریک کی پشت پناہی شاہی دربار کی طرف سے ہو رہی تھی اس لیے قدرتی امر تھا کہ اس تحریک میں بڑے بڑے جاگیردار بھی بہت جلد تک شامل کا مصبر بھی ہو گئی، اور برہمنوں کی اجارہ داری پھر سے بحال ہوئی۔ مورتی پوجا کا بھی زور بڑھا۔ ساتھ ہی اس تحریک کی زبان سنسکرت ٹھہری۔ چونکہ سنسکرت عوام کی زبان نہ تھی، اس لیے اس کے اصرار کے باعث عوام اس تحریک سے اور بھی دور ہو گئے۔ ان کا عقیدہ اپنے پرانے مذہب اور تعصبات پر ہو بہ تک ہندومت سے مختلف تھے اور زیادہ پختہ تھے۔ [illegible] ہوا تھا، لیکن لوگوں میں [illegible] موجود تھی۔ ایک طرف پرانوں کا ہندو مذہب رواج پا رہا تھا تو دوسری طرف پرانے اس کے بھی موجود تھے اور ان میں ایک مخصوص قسم کا تصادم بھی محسوس ہو رہا تھا۔ اس فضا میں مسلمانوں کی آمد ہوئی؛ ان کی تعداد نے اپنا عمل شروع کیا۔

مسلمانوں کی آمد نے [illegible] پہلے سے [illegible] ہندو [illegible] ہندوؤں، بودھوں اور جینیوں میں کے ہو گئے تھے [illegible] تعصبات کے [illegible] مسلمانوں [illegible] صرف خود اپنے سیکھ سکے [illegible] کے لیے [illegible] سنسکرت

کا نقطۂ عروج ہوا اور سنسکرت کے عظیم شاعر و ڈرامہ نویس کے اس گروہ کا بھی زوال شروع ہو گیا جو اس زبان کے سہارے ہی پروان چڑھا تھا۔ یہ ہی بنگلہ کی ترقی کو بھی زبردست مہمیز لگی۔ چنانچہ دسویں صدی میں بنگالی ادب کی تاریخ میں رقم طراز ہے:

"بنگلی زبان کا عروج اور ایک حد تک اس کا حصول محض اتفاق کا نتیجہ ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس اتفاق میں سب سے اہم ترکوں کی فتح ہے۔ اگر مسلمان برسر اقتدار نہ آتے اور ان کی جگہ ہندو راجے آتے تو پھر مشکل ہی سے بنگلی کو شاہی دربار میں رسائی حاصل ہوتی۔"

دسویں صدی سے ہی ایک نئی تحریک شروع ہوئی۔ اس سے برہمن پنڈت اور عوام میں بُعد پیدا ہونے لگا۔ اس بُعد کو دور کرنے کے لیے بھی مسلمان حکمرانوں نے اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح سے سنسکرت کے مقید ادب کو سنسکرت کی زنجیروں سے آزاد کرکے عوام تک پہنچنے میں مدد ملی۔ مہابھارت کا بنگلہ میں ترجمہ کرایا۔ اسی طرح حسین شاہ کی سرپرستی میں بھگوت گیتا کا بنگلہ میں ترجمہ ہوا۔

کے متعلق دیپش چندر نے اپنا رد عمل دیتے ہوئے کہا ہے :

"اس زمانے تک مسلمان اپنا روزگار کر رہے تھے اور ان کے لئے آسکتے تھے۔ ان کے قرآن نے جس کو وہ [illegible] سمجھتے تھے، ان کے [illegible] کے اور مکمل [illegible] کے متعلق [illegible] کے ہاں حکم [illegible] ہو گئے [illegible] کے حق کی رو سے [illegible] کی رسوم اور [illegible] کو قبول کرنا اور اس کی وجہ سے [illegible] جو ہندو مسلمان ہوئے تھے [illegible] کرنے لگے۔ وہ بھی نئے مسلمانوں کی زندگی [illegible] کے [illegible] ہندو ضرورتوں سے متاثر ہوئے [illegible] ایک دوسرے کے قریب [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

[illegible] اور مسلمان دونوں [illegible] کا [illegible] کوڑ [illegible] [illegible] [illegible] درست ہے تو پھر حسین شاہ کو شہرۂ آفاق [illegible] اکبر یا [illegible] سمجھنا چاہیے۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس اخلاق نے سب سے مؤثر اور پائدار کی مقبول ترین تحریک کو جنم دیا۔ [illegible] تک [illegible] کے بانی ہی کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس نے اور اس سے متاثر شدہ تحریکوں نے [illegible] تک بنگال کے عوام [illegible] [illegible] اور مسلمان [illegible] [illegible] تھے، بہت حد تک متحرک و متاثر کیا۔ اس تحریک کی مقبولیت کا تذکرہ بنگالی زبان و ادب کی تاریخ میں موجود ہے:

"برہمنوں کی قوت جبراً ہوگئی تھی اور [illegible] [illegible] حامد ہوتا گیا، [illegible] ہی [illegible] کے [illegible] [illegible] ہوتے گئے۔ برہمن تو [illegible] [illegible] [illegible] مگر [illegible] کی پابندیوں سے [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] حق تھی۔ معاشرے کا [illegible] [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

کہا۔ اس نے بھی کئی بار چیورا تک اور سارے ملک میں گھومتا پھرا۔ اپنے سفر کے دوران میں سادھوؤں اور فقیروں سے اس کا ملنا ہوا۔ کرشن داس نے اس کی سوانح عمری لکھی ہے۔ اس میں سفر کے دوران چند سادھوؤں سے ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"[illegible] ایک سادھو سے ملے جس کا دل، جس کو ہر وقت لگی، آسمان (جنت) کو دیکھ کر کھلتا گیا۔ اس پر ان کے اس مقدس کتاب کا سر چشمہ اور ایک مشترک خدا کا شعور جس کا ذکر کرنے سے اس کو روکا گیا۔ چند کی زندگی میں ہوا ہے سے واقعات، جن سے ثابت ہوتے ہیں اس کو کون دل و جان سے پیار کرتا ہے۔"

چند ان باتوں سے محض مسکراتے رہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی تعلیم کبیر سے متاثر تھی۔ [illegible]

کرشن داس نے دو جگہوں میں حکومت کا مقابلہ کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

۱۔ "اگر کوئی شخص اس کی پرستش کرتا ہے اور اپنے گرو کی خدمت بجا لاتا ہے تو اس کو راہ فریب سے نجات مل گئی اور کرشن کے چرنوں میں جا پہنچا۔

۲۔ [illegible] نہ کے ساتھ وہ [illegible] پناہ لیتا ہے۔"

اس طرح چند [illegible] کی [illegible] اور [illegible] لانے کی [illegible]۔ اس کے برعکس [illegible] جو [illegible] کے [illegible] ہوئے۔ بلا امتیاز مذہب و ملت تمام لوگ اس قسم کی عبادت کرنے کے اہل ہیں۔ [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے آئے۔ [illegible] کرشن داس [illegible]

۳ - نجات اور دنیاوی خوش حالی کے لیے فرقے کے ممبر دن میں پانچ مرتبہ پڑھنے چاہئیں۔

۴ - شراب اور گوشت سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۵ - جمعے کو مقدس دن سمجھنا چاہیے اور اسے مذہبی ذکر و اذکار میں گزارنا چاہیے۔

۶ - [illegible]

۷ - [illegible]

۸ - صرف بہکتی ہی ایک لازمی مذہبی شق ہے۔"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ اصل میں کیا تھا اور یہ اضطراب صرف مسلمانوں ہی کو درپیش تھا، یا ہندو بھی اندر ہی اندر کسی ایسے جذبہ میں لاشعوری طور پر مبتلا ہوئے تھے۔ ذہبی کی بات ہے جس وقت زمیندار اور کسان کی جنگ شروع ہوئی تو یہ مذہب کی لڑائی بن گئی۔ چنانچہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مذہبی احیا کی تحریکیں ابھرنے لگیں۔

[illegible] اضطراب کی مظہر ہوئی۔ اس کا علاج یہ سوچا گیا کہ مسلمانوں کے اندر جو ہندو رسوم رائج ہیں ان سے [illegible] اس لیے کہ اب جو زمیندار ہندو کو ستا رہا تھا وہ ہندو تھا۔ اس ہندو زمیندار کے ظلم کے خلاف احتجاج کی یہ شکل صورت بنی کہ ہندو کا دین، ہندو کی رسوم اور اس کے تہوار سب حرام۔ کل تک جو رسوم بہت دلچسپ تھیں، وہ یک لخت مکروہ محسوس ہونے لگیں۔ یہ تبدیلی اور مذہبی احتجاج کی شکل میں سطوی طریقہ تھا۔ یہی صورت ہندوؤں میں ہوئی۔ [illegible] مسلمانوں کے مظالم کی داستانیں اسی زمانے میں گھڑی گئیں۔ اس پس منظر میں فرائضی تحریک اور اس کے رہنما حاجی شریعت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جاننا چاہیے۔

بنگالی مسلمان کاشت کاروں کی تحریکیں

تیرھواں باب

فرائضی تحریک ـــــ مسلمان کاشت کار میں ایک نئی روح

جب ایک تحریک اپنی جڑ سی تعلیمات کی اساس اس بھروسے پر استوار کرتی ہے کہ ملک دارالحرب ہے، اس لئے جمعہ و عیدین پڑھنا جائز نہیں، اور جب مسلمان عوام کو انگریزوں اور ہندو زمین داروں کے خلاف مسلح جہاد کرنے پر آمادہ کرتی ہے تو ایسی تحریک سیاسی بن جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ سیاست کے معنی اس زمانے میں مختلف نوعیت لے چکے ہیں، لیکن اس کی نوعیت جب حد تک سیاسی اور سماجی ہی تھی۔

لقیروں، سیاسی اور دوسری مرحتی تحریکوں اور بغاوتوں کے اسباب و وجوہ ۔ کچھ ہوں، یہ بات ماننا پڑتی ہے کہ انھوں نے بنگال کے دیہات میں بسنے والے ہندو اور مسلمان کاشت کاروں کے مصائب و آلام میں کچھ اضافہ ہی کیا ۔ اور یہ سکھے، یہ قحط و غارت گری ان کے دکھوں کا مداوا نہیں کرسکی ۔ جتنا یہ ان کے اضطراب میں کوئی کمی آئی، نہ ان کی پریشانیوں کا خاتمہ ہوا ۔

ان حالات میں ایک نئی آواز ان مسلمان کاشت کاروں کے کانوں میں پڑی ۔ یہ آواز حاجی شریعت اللہ کی آواز تھی ۔ مضطرب اور بے چین انسان اور کاشت کار کو حاجی شریعت اللہ نے کوئی نئی بات یا ان کے دکھوں کا فوری علاج نہیں بتایا تھا صرف اتنا کہا تھا کہ "اسلام کی بتائی ہوئی راہ پر چلو ۔"

جب سلطنتیں مٹ رہی ہوں، زمین داریاں ختم ہو رہی ہوں، غربت و افلاس کی گھٹائیں چھا رہی ہوں، چاروں طرف مایوسی و ناامیدی نے جھاؤنیاں ڈال رکھی ہوں تو اس وقت مذہب ایک بہت بڑا سہارا ہوتا ہے ۔ اور ڈیڑھ دو صدی پہلے تو اس سہارے کی اہمیت کئی گنا زیادہ تھی ۔ آج انسان نے بہت ترقی کرلی ہے کہ وہ ان مایوسیوں اور ناامیدیوں کا علاج بھی کرسکتا ہے، وہ غریبی اور مفلسی کی وجوہات کا پتہ چلا سکتا ہے ۔ اس نے سائنس علوم میں اتنی مہارت اور دسترس حاصل کرلی ہے کہ وہ حتمی رائے قائم کرسکتا ہے کہ قوموں کے عروج و زوال کے اصول کیا ہیں، اور جب کوئی قوم ان اصولوں سے انحراف کرے گی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا ۔ مگر ڈیڑھ پونے دو صدی پہلے صورت حال مختلف تھی ۔ بنگال کے دیہات میں بسنے والے انسانوں کی دنیا بہت ہی محدود تھی ۔ یہاں نئے نظام، نئی حکومت، زمین داری اور تجارتی نے اور صرفوں سے آگہی نہ تھی ۔ ان مایوسیوں اور نئی قوم کی سیاسی اور سماجی برتری نے ان کو حاجی شریعت اللہ کی آواز کی طرف اور بھی متوجہ کردیا ۔ ان دیہاتوں اور کاشت کاروں کی دل جمعی اس نئے [illegible] ہوگئی ۔

حاجی شریعت اللہ رحمۃاللہ علیہ

ابتدائی زندگی کے حالات پر ابھی تک کوئی زندہ تحقیق نہیں ہوئی ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بچپن اور دین کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم نہیں ہوسکی ہیں ۔ بیشتر مصنف تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ ۱۷۸۰ء میں ضلع فرید پور کے ایک گاؤں بندر کھولہ میں حاجی شریعت اللہ پیدا ہوئے ۔ ان کے والد کسی کھیت کے مالک نہ تھے ۔ کاشتکاری ان کا پیشہ تھا اور وہ دوسروں کی کھیتی [illegible] غریبی اور مفلسی ہی میں آنکھ کھولی ہوگی ۔

ان کی زندگی کے سب سے اہم واقعے کی [illegible] ہے کہ کوئی بیس برس کے نوجوان کی حیثیت سے حج کے لئے مکہ معظمہ گئے اور وہاں قریب بیس برس رہے ۔ پھر ان کے [illegible] سے چلے اور واپس آئے کے بعد اور [illegible] میں شدید [illegible] ہے ۔ صبح اکبر [illegible] کہ وہ ۱۸۰۲ء میں دوبارہ حج کے لئے گئے ۔ اگر [illegible] درست سمجھ لیا جائے تو اس وقت ان کی عمر [illegible] سال تھی ہے ۔ لیکن ان کے [illegible] میں 'ہندوستانی اسلام' کے مصنف نشی کا کہنا ہے کہ حاجی شریعت اللہ ۱۸۰۲ء میں مکہ معظمہ میں بیس برس رہنے کے بعد واپس آگئے ۔ لیکن ڈاکٹر وائز سے جنہوں نے فرائضی تحریک کے عروج کے زمانے میں اس تحریک کے بارے میں مضامین لکھے ہیں ، اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ حاجی شریعت اللہ ۱۸۰۰ء میں مکہ واپس آئے ، اور مکے میں اس دور کے دوران میں انہوں نے [illegible] سے زیادہ ہی قیام نہیں کیا ۔ مکہ والی [illegible] کے زیر تعلیم بھی رہے ۔ [illegible] اس بات کو [illegible] اسلام کا بھی ہے اس میں بھی شرح ہے کہ حاجی شریعت اللہ بیس برس مکے میں مقیم رہنے کے بعد ۱۸۰۲ء میں واپس ہوئے ۔ ڈاکٹر ہنٹر نے ۱۸۷۰ء میں اپنی مشہور کتاب کے رسالے میں مضامین لکھے ہیں ان میں انہوں نے لکھا کہ حاجی شریعت اللہ تیرہ برس کی عمر میں مکے حج کے لئے گئے تھے ۔ اس کے بعد وہ دوبارہ مکے گئے اور بیس برس وہاں مقیم رہنے کے بعد ۱۸۲۰ء میں [illegible] واپس آئے ۔ اس [illegible] کے دوران میں وہ [illegible] کے درجہ رہے ۔ ان تمام اختلافی [illegible] کے باوجود [illegible] قریب قریب [illegible]

ہے کہ حاجی شریعت اللہ نے مکے میں قیام کے دوران میں گرد و پیش سے مفید حاصل نہیں کی تو پھر حال ان کی تحریک اور ان کے خیالات سے ضرور متاثر ہوئے ہوں گے ۔ چنانچہ عزیز لکھنوی مکے اپنی تعلیمی کتاب میں جو انھوں نے مکے کے مسلمانوں کے بارے میں لکھی ہے ، اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مکے کی فرائضی تحریک پر بھی عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کسی نہ کسی طریقے سے اثر انداز ضرور ہوئی ۔

حاجی شریعت اللہ کے وطن واپس آنے سے پہلے ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جب اپنے گاؤں آرہے تھے تو ان کو رستے میں ڈاکوؤں نے آن گھیرا ۔ ان کا تمام مال اور کپڑا تک چھین لیا ۔ حاجی شریعت اللہ نے جب اپنی پوری زندگی کا اثاثہ لٹتے دیکھا تو انھوں نے ، فیصلہ کر لیا کہ خود بھی ڈاکوؤں کے اس گروہ میں شامل ہوجائیں گے ، اور ڈاکوؤں کے اس گروہ میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ انھوں نے کئی ایک ڈاکوؤں میں شرکت بھی کی ۔ لیکن اس دوران میں انھوں نے اپنی سادگی ، پرہیزگاری اور سچائی و حق کے اوصاف سے ان ڈاکوؤں کو متاثر کیا ۔ یہاں تک کہ ڈاکوؤں نے نہ صرف اپنے اس پیشے سے توبہ کر لی بلکہ وہ سب سے پہلے حاجی شریعت اللہ کی تعلیمات کے فروغ پر کمربستہ ہوئے ۔ اس ایک واقعے سے حاجی شریعت اللہ کی زندگی کے اسلوب کا پتا چلتا ہے اور ان کی شخصیت کی بے پناہ کشش اور تاثیر کا اندازہ ہوتا ہے ۔ اس کے بعد وہ اپنے گاؤں واپس آئے ۔ اس وقت تک وہ علم ، تقویٰ ، زہد اور مدبرانہ کی حیثیت سے شہرت حاصل کرچکے تھے ۔ عرب میں انھوں نے پورا شعور حاصل کیا تھا ۔ انھوں نے اپنے گاؤں ہی میں لوگوں کو درس دینا شروع کیا ۔ اس وقت بنگال کے معاشرے میں جو اضطراب تھا اس میں ہندو مذہب گہرا ہوچکا تھا ۔ اسلامی عقائد اور ہندو عقائد کے حلقے ملے ہوچکے تھے کہ ان میں تمیز کرنا مشکل تھا ۔ سب سے پہلے حاجی شریعت اللہ نے مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنانے کی کوشش کی ۔ ان کا اسلامی مذہب پر عمل کرانا سب سے بڑا کارنامہ تھا ۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کی سادگی کی سب سے بڑی وجہ اسلام سے روگردانی ہے ۔ لہٰذا حاجی شریعت اللہ نے پہلے فرائضی تحریک کے اس پہلو کو مضبوط کیا جس کا تعلق صحیح اسلامی تعلیمات کی

طرف راغب کرلیا جائے تو غیر ملکی اقتدار کے لیے حد و جہد آسان ہو جائے گی ۔ مسلمان کاشتکار ان کے پیغام سے متاثر ہونا شروع ہوگئے ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تو پہلے ہی کسی ایسے پیغام کے منتظر تھے جو ان کے ظلم کے خلاف لڑنے اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کا باعث ہوں ۔

دیہات میں مسلمانوں کی حالت پہلے ہی ابتر تھی ، لیکن جب زمین دار نے (جو کہ ہندو تھا) ہندو تہواروں کے لیے بھی ٹیکس عائد کرنا شروع کردیے تو ان کی حالت اور بگڑ گئی ۔ ایسے میں جب مسلمان کاشتکار کو یہ کہا گیا کہ وہ ہندوانہ رسم و رواج ترک کردے اور وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے ، نیز مسلمانوں کو ہندو مہینے بھر روزے کی پابندی کرے تو ظاہر ہے اس کا اچھا اثر ہوا ۔ مسلمان کاشتکاروں میں جرأت ، بہادری اور دلیری پیدا ہوئی ۔ اور جب وہ ہندوانہ رسم و رواج ترک کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے تو بھلا اب وہ ہندو زمین دار کے لیے ٹیکس کیوں دیتے ۔ حاجی شریعت اللہ براہ راست اور شعوری طور پر اس قسم کے ٹیکسوں کی عدم ادائیگی کی تلقین کرتے یا نہ کرتے ، یہ ایک فطری بات تھی کہ ایسی فضا پیدا ہوگئی جس میں مسلمان کاشتکار ذہنی طور پر ہندو زمین دار کے حکم کو رد کرنے پر آمادہ ہوگئے ——— حاجی شریعت اللہ کی مہم ہی کا اثر تھا کہ دیکھتے دیکھتے بنگال کے اکثر علاقوں نے ان تعلیمات پر لبیک کہا ۔ ۱۸۳۱ء کی مردم شماری کے زمانے میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ شروع میں حاجی شریعت اللہ نے فرائضی کے نام سے اپنے گاؤں اور اس کے مضافات علاقوں میں اپنی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا ۔ اس زمانے میں انہیں مخالفت بھی برداشت کرنا پڑی ۔ وہ اسلام کی سیدھی سادی تعلیمات اور عملی گزاری کے مبلغ تھے ، لیکن دوسری طرف ہندوؤں کی رسوم اور ہندوانہ رسم و رواج جو لوگوں کی زندگی میں رچ گئے تھے ، ان کو ترک کرنا کوئی آسان کام نہ تھا ؛ جب کہ یہ صرف رسم و رواج ہی نہ رہے تھے بلکہ ان کے پس منظر میں کاشتکاروں کے لیے یہی اسلام تھا ۔ اب جب حاجی شریعت اللہ نے اسلامی تعلیمات کا چرچا شروع کیا تو ظاہر ہے دو اسلام بن گئے ۔ ایک وہ اسلام جو صدیوں سے ہندوؤں کے میل جول اور غلط و مہمل رسوم سے آلودہ ہوچکا ہے ؛ کاشتکاروں میں بھی

اسلام مقبول تھا ، یہی ان کی روح اور زندگی تھا ۔ دوسرا وہ جو ان تمام آلائشوں سے مبرا ہو ۔ اب ایک نئی راہ خواہ وہ کتنی ہی [illegible] ، ان سدھار اور [illegible] ۔ وہ کیوں نہ [illegible] آسانی سے اس قبول نہیں کیا ۔ ان دونوں رجحانات میں ٹکر شروع ہوئی ، تصادم میں آوازیں اٹھنے لگیں ۔ پرانے اسلام کے نام لیوا [illegible] رہبر حاجی شریعت اللہ کی تعلیمات کی تصدیق کرنے لگے ۔ لیکن حاجی شریعت اللہ کی تعلیمات سے جس تحریک کا آغاز ہوا ان کے پیروؤں اور معتقدین کی تعداد [illegible] ۔ حاجی شریعت اللہ کے زہد و تقویٰ سے متاثر ہو کر مریدوں کا ایک وسیع حلقہ وجود میں آیا ، جس سے فریضہ حج ، نماز اور روزے کی پابندی اور دینی زندگی میں ایک نئی حرارت و حرکت پیدا ہوگئی ۔ ان اصلاح کی مساعی آبادی میں [illegible] حاجی شریعت اللہ کی [illegible] مسلک ہوگئی ۔

حاجی صاحب کی تحریک فرائضی تحریک کے نام سے موسوم ہوئی کیوں کہ اس پوری تحریک کا سارا زور فرائض کی ادائیگی پر تھا ۔ گناہوں اور پچھلی زندگی سے توبہ ان کی نئی زندگی کی بنیاد تھی ۔ اس تحریک کے تمام پیروؤں کو [illegible] میں اتار لیا جاتا تھا ۔ [illegible] توبہ سے نکلا ہے ، [illegible] کرنے والے کو [illegible] ۔ اس تحریک کی مقبولیت کے بعد اس میں بعض [illegible] بھی شامل ہوگئیں ، جن سے پتا چلتا ہے کہ اس تحریک کے [illegible] حاجی [illegible] ۔ حاجی شریعت اللہ نے اس امر کا اعلان کیا کہ ہندوستان چونکہ دارالحرب ہے ، یہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے ، بلکہ ایک ایسی حکومت قائم ہے جو یہاں کے لوگوں پر شدید مظالم کر رہی ہے ، اس لیے ایسے ملک میں مسلمانوں کے لیے عیدین اور جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے ۔ اس فرمان کے ترک کرنے سے مخالفت کی شدت میں اور بھی اضافہ ہوگیا ۔ یقیناً حاجی شریعت اللہ کا مقصد ان فرائض کے ترک کرنے سے اپنے پیروؤں اور اسلام کے نام لیواؤں میں برطانوی حکومت کے خلاف نفرت پیدا کرنا ہوگا ، کیوں کہ جس ملک میں ایک مسلمان عید اور جمعہ ادا نہ کرسکے اس ملک میں اس کا رہنا سخت ہے ۔ اس لیے یا تو وہ ترک حکومت اور [illegible] کردے یا پھر دارالحرب کو دارالاسلام بنانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادے ، کیوں کہ

[illegible] عمل اور جدوجہد نے مسلمانوں کو خوشی و مسرت، فرحت و انبساط [illegible] کی نشانیاں ہیں۔

حاجی شریعت اللہ نے اصلاح کی ضرورت اور بھی محسوس کی، ان میں ان کا اور ان کے پیروؤں کا اسلامی عقیدوں پر شدت سے اصرار بھی تھا۔ مثال کے طور پر حاجی شریعت اللہ محرم میں تعزیے نکالنے کو بدعت قرار دیتے تھے۔ ان کے مخالفین تعزیوں کا [illegible] معیوب اور گناہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کے [illegible] بھی گناہ کا موجب ہوتے ہیں۔

ان اختلافات سے بھی قطع نظر فرائضی تحریک کے سبب سے [illegible] مسلمانوں کی اکثریت اور مسلمان تھی۔ ان کے حلقوں میں امیر و غریب [illegible] شریک ہوتے رہتے تھے اور بھی۔ اس کے علاوہ انہوں نے [illegible] کی مخالفت کی تھی۔ [illegible] اور کسی [illegible] بھی معیوب قرار دیا تھا۔ جس سے تعلیم حاصل کرنے [illegible] پہلی ہی نے اساتذہ کے علم سے بہرہ [illegible] تعلیم حاصل کرنے والا مرد ہوں ہمیشہ سے گروہ کے [illegible]۔ بہرحال، اس تحریک کی تعلیمات سے عرب کے [illegible] کو بہت متاثر کیا۔ [illegible] فرائضی تحریک ہی تھی جس نے مسلمان، اخوت اور [illegible] محرم پر زور دیا۔ خود حاجی شریعت اللہ کے درس و تدریس کے حلقے میں ہندو و عرب کی تمیز نہیں تھی۔ [illegible] تعلیمات اور درس [illegible] ہندوؤں کو [illegible] ہوتی تھی۔ اس سے زمینداروں [illegible] ہندو [illegible] میں [illegible] ذہنی [illegible] کرنے [illegible] انکار کرنے [illegible] تھے۔ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

محفوظ کی ہیں ان میں اس بات کا ذکر ہے کہ فرائضی تحریک نے مسلمان کاشت کاروں میں کیا چارے اور محنت و اخوت کے جن جذبات کو متحرک و بیدار کیا۔ انھوں نے سود اور انگریز زمین داروں کو مرعوب و برہم کر دیا۔ سودی مہاجنوں کے خلاف اور بنگ ہی سے زمین داروں کی [illegible] دی تھیں۔ زمین داروں نے فرائضی تحریک کے خلاف [illegible] شروع کر دی اور چھوٹے موٹے [illegible] سے محفوظ نہیں رہے۔ ۱۸۴۰ء میں حاجی اور میں دونوں [illegible] کے خلاف برسرکار رہتے۔ زمین داروں کی [illegible] حاجی شریعت اللہ کے گروہ نے افراد کو دو دو سو روپے جرمانہ اور ایک ایک سال قید کی سزا دی گئی۔ خود حاجی صاحب کے خلاف بھی کارروائی ہوئی لیکن عدم ثبوت کی بنا پر انھیں رہا کر دیا گیا۔ تاہم ان پر ایک سال کے لیے صلح تک چلی لے لی گئی۔ ڈاکٹر ٹیلر کا کہنا ہے کہ حاجی شریعت اللہ کی سرگرمیاں پولیس کی کڑی نگرانی کا محور بن گئی۔ پولیس کے پاس اس قسم کی اطلاعات تھیں کہ حاجی شریعت اللہ نے اپنے معتمدین کو ہدایت کی ہے کہ وہ زمین داروں کو ٹیکس نہ دیں۔

[illegible] حاجی شریعت اللہ نے مقامی کے بدلے [illegible] سے سلوک کرنے کی اور ان کے اثر کے [illegible] ہوگئے۔ یوں ان کی تحریک نے جلد تیزی سے ترقی کی، اس لیے کہ حاجی شریعت اللہ کے رد و بدعت کا چرچا تمام علاقے میں پہلے ہی پھیل چکا تھا۔ لوگوں پر ان کی عصمت کی دھاک بیٹھ چکی تھی۔ ان کی زندگی کی سادگی لوگوں کو متاثر کرتی تھی۔ ان کے گرد ایک ایسا حلقہ بن گیا تھا جو اپنے استاد کے ہر حکم پر سرتسلیم خم کرتا تھا اور اس کو بجالانا فرض سمجھتا تھا۔ ایسٹ انڈیا سوسائٹی کا رسالہ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ حاجی شریعت اللہ کے رد گرد 'جاں نثار' مسلمان کاشتکاروں کا ایک ایسا بھاری جمع ہوگیا تھا جو کسی وقت بھی مشتعل ہوسکتا تھا۔ مسلمان آبادی کی بہت بڑی تعداد فرائضی تحریک سے متاثر تھی، اور حاجی شریعت اللہ اپنے معتقدین سے اپنے ہر حکم پر عمل کروانے کی قدرت رکھتے تھے۔ یہ

[illegible] کرنا پڑے گی کہ انہوں نے [illegible] سے کام لیا ہے۔ حتیٰ
[illegible] کا مشاہدہ انہوں نے [illegible] کہ عام طور پر مصلح اس قسم کی اجنبیت
[illegible] پاتے ہیں۔ اس تحریک کا جائزہ لیتے ہوئے مختلف مورخوں نے مختلف آرا
[illegible] کی ہیں۔ حتیٰ کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی تحریک آزادی اور
[illegible] دین کے پیچھے ہمیشہ اور رہی حاجی شریعت اللہ ہیں۔ کوئی ایک حاجی
شریعت اللہ کو صرف ایک مصلح دین سمجھتے ہیں۔ وہ بھی ایسا مصلح
جس کا اثر و رسوخ صرف ایک محدود حلقے تک رہا۔ یہ مراعات کسی اسلامی
سیاسی اور سماجی رہنما کا سہرا ان کے سر باندھنے کے لیے تیار نہیں۔ بلکہ وہ
[illegible] میں [illegible] ان کی اولین شریک کار [illegible] بھی بیشتر اعتراف
[illegible] کو تو دیتا ہے۔ اس کا [illegible] ہے کہ حاجی شریعت اللہ کی تحریک صرف چند
اضلاع تک محدود رہی۔

راج [illegible] کے پروفیسر مسٹر [illegible] کا خیال ہے کہ:

"شریعت اللہ نے اپنی زندگی میں جس تحریک کا آغاز کیا
اس کے بانی رہنما میں کوئی خصوصیات کارفرما نہیں تھا
تحریک کا کوئی مستقل نظام قائم ہوا اور نہ ہی رہنماؤں سے
جھڑپوں میں ان کا کوئی ہاتھ نظر آتا ہے۔"

حاجی شریعت اللہ نے تو بہت [illegible] میں مسلم اور غیر مسلم مورخوں نے
مختلف زاویوں کی [illegible] روشنی ڈالی ہے۔ لیکن ان تمام چیزوں کے
باوجود [illegible] کرنا پڑے گا کہ حاجی شریعت اللہ بہت ہی بلند پایہ
مصلح اور عملی مرد [illegible] کے حامل انسان تھے۔ انہوں نے عام مسلمانوں
میں دینی [illegible] پیدا کیا، اسلام کو [illegible] رسم و رواج کے [illegible]
پاک کیا اور اس سلسلے میں [illegible] کوششوں اور [illegible] کی کامیابیوں نے [illegible]
[illegible] کے مرہون منت ہے۔ انہوں نے [illegible] مسلمانوں میں ایک دوسرے کی
ہمدردی، احساس و شعور پیدا کیا۔ [illegible] سے دل [illegible] مسلمانوں
میں حرارت عمل پیدا کی۔ عامۃ المسلمین انہیں باپ کی طرح چاہنے لگے۔ وہ
ان کے مشوروں اور مواعظ کو [illegible] دلوں کا علاج سمجھنے لگے۔ ان کی
[illegible] سے یہ ثابت کرنا [illegible] مسلمان کسی کو مذہب کے نام پر
متحرک کیا جاسکتا ہے۔

[illegible] حاجی شریعت اللہ کی مخلصانہ جہد و سعی سے مسلمانوں میں جو ولولہ اور جوش پیدا کیا، اور ہر ہر قصبہ میں جو گرمی عمل پیدا ہوئی، اسی سے [illegible] کے لیے زمین ہموار کی، جو بالآخر ایک نئے تاریخی دور پر منتج ہوئی، جو بہت دیر تک درخشاں رہے گا۔

حاجی شریعت اللہ کو شخص مقصد میں دیر دینے والوں میں سے سمجھنا ملک کا فوق [illegible] ہے، مگر [illegible] ہے کہ جو تحریک انہوں نے [illegible] کی، اس کے [illegible] کرنے [illegible] ہے، اور [illegible] کے خلاف علم بغاوت [illegible] ہے، وہ اسی حد تک [illegible] ہے۔ یہ درست ہے کہ [illegible] کے معنی میں دور میں [illegible] کے ہوں گے لیکن بہر حال اس کی نوعیت بہت حد تک [illegible] حاجی شریعت اللہ کے بیٹے اور ان کے ساتھ [illegible] اس تحریک کو آگے بڑھا سکتے تھے جس نے وسیع طور پر [illegible] کی۔ اس میں کچھ معاشی حالات بھی معاون ہوئے اور کچھ [illegible] اور [illegible] تحریک مقبول عام ہوئی۔ [illegible] کی تحریک کو [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور کہیں [illegible] کرنے [illegible]

حقیقت یہ ہے کہ حاجی شریعت اللہ اور ان کی تحریک کو سمجھا ہی نہیں گیا اور نہ اس پر لکھنے سے کام ہوا ہے۔ بنگال کی آزادی کی تاریخ میں یہ تحریک ایک سنگ میل کی حیثیت سے اہمیت میں مستقل رہے گی۔ جوں جوں اس [illegible] کی چھان بین ہوتی جائے گی اس کے نئے نئے گوشے سامنے آئیں گے جو تاریخ میں نئی معلومات کو متعین کریں گے۔

چودھواں باب

زمین اللہ کی ہے ـــــ فرائضی تحریک کا نعرۂ حق

ادھر جب غریبوں نے زمین دار کو ٹیکس دینے سے انکار کیا
تو ہورے بھی کاشت کار اس تحریک سے متاثر ہوئے۔
ہر گاؤں اور ہر علاقے میں فرائضیوں کا اثر و رسوخ بڑھنے لگا۔
فرائضی تحریک ایک ایسی جو ہر گاؤں میں سلگ رہی تھی،
ان شعلہ بار جوشیلی تقریروں کے سننے میں مصروف ہونے
لگ گئے تھے۔ لوگ جوق در جوق فرائضی تحریک میں شامل
ہونا شروع ہو گئے تھے۔ [illegible]
کسان تحریک کا زور دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔

دودھو میاں میدان عمل میں

حاجی محسن میاں کی وفات ۱۸۱۲ء میں ہوئی۔ ان کی وفات پر ان کی خلائی سونی تحریک کی قیادت ان کے لڑکے حاجی محسن میاں نے سنبھالی۔ انہوں نے اس تحریک کو باقاعدہ منصوبہ، پروگرام اور فعال سیاسی طاقت اور سماجی رہنماؤں کی محرک و آلہ کار بنانے میں اہم کردار بجا دیا۔ محسن میاں کی پیدائش ۱۸۰۹ء بتائی جاتی ہے۔ ان کا شرعی نام میاں محسن ہے لیکن بچپن کی عام رسم کے مطابق ان کا پیار سے دودھو میاں کے نام سے ذکر ہوتا رہا۔ ان کے معتقدین بھی انہیں اسی نام سے مخاطب کرتے تھے۔ والد کی رحلت کے وقت ان کی عمر ۲۱ برس تھی۔ جوانی کے عالم میں ہی انہیں تحریک کی قیادت سنبھالنا کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن انہوں نے جس سوجھ بوجھ سے اپنی خداداد صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اس نے بہت جلد مریدوں و معتقدین کا دائرہ وسیع کر دیا۔ ان ہی کی قیادت میں کئی دہائیوں سے جاری یہ تحریک صرف چند اصلاحی امور تک محدود تھی، اس نے ہندوستان کو آزادی حاصل کرنے میں

جس وقت دودھو میاں نے تحریک کی قیادت سنبھالی اس وقت بنگال کی زرعی اور معاشی حالت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی۔ سیاسی طور پر بھی ملک کا نقشہ بدل رہا تھا۔ حاجی شریعت اللہ نے جس وقت تحریک کا آغاز کیا تھا، اس وقت ملک کی دستاویزی عام زبان فارسی تھی اور انگریزی حکومت ہر لحاظ سے مستحکم ہو چکی تھی۔ لیکن ۱۸۳۰ء میں یہ صورتحال بڑی حد تک تبدیل ہو چکی تھی اور عدالتی زندگی کو سنسکرت اور مقامی زبانوں سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔ اسی زمانے میں فارسی زبان کو دفتری زبان کی حیثیت سے ختم کر دیا گیا (یہ ۱۸۳۷ء کا واقعہ ہے) اگرچہ لارڈ کیننگ نے ۱۸۳۶ء میں بادشاہ دہلی سے معاہدہ کیا تھا کہ دفتری اور عدالتی زبان فارسی ہی رہے گی، مگر ۱۸۳۷ء میں اس معاہدے کو نظر انداز کر کے فارسی کی جگہ انگریزی کو عدالتی اور دفتری زبان کی حیثیت سے

ہر ہو چوٹ پڑی اس کا اندازہ کرنا مشکل ہوں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ایک فیصلے نے ہندوستان کے مسلمانوں کو فعر مسلک میں گرا دیا۔ بنگال میں زمین داری اور فوج کی نوکری پہلے ہی ان کے ہاتھ سے جا چکی تھی اور عربی سے [illegible] وہ اس وقت پڑھے لکھے مسلمانوں [illegible] اس بات کے بارے میں میو 'مدو انڈیا' میں لکھتی ہے :

"[illegible] جب یہ [illegible] اس کے [illegible] مسلمان ہو رہے [illegible] مسلمانوں کی زبان کی تبدیلی آئی ؛ فارسی کی جگہ انگریزی راج [illegible] مسلمانوں کی [illegible] کو [illegible] سے روک دیا ہے [illegible] مسلمان [illegible] معمولی معلومات [illegible] اور اس کے [illegible] معمولی دلچسپی دیتے تھے ، لیکن مسلمانوں نے اس تبدیلی پر [illegible] مخالفت کی۔ اور [illegible] کے [illegible] اس [illegible] پر [illegible] کی تھی۔"

[illegible] مسلمانوں [illegible] اور کمزور کرنے کے [illegible] مسائل سے دوچار کر دیا۔ فارسی [illegible] کی صرف دشمنی ہی نہیں بلکہ عربی کے ساتھ ساتھ ایک [illegible] زبان [illegible] ظاہر ہے فارسی سے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] مسئلہ ہی پیدا کر دیا۔ اور کیوں نہیں ہوتا۔ [illegible] اختلاف میں [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے۔

دوہرا عذاب کو [illegible] اور [illegible] اختلاف کی [illegible] صرف یہی نہیں بلکہ [illegible] زرعی بحران [illegible] سو سال پہلے شروع ہو چکا تھا، وہ کہ [illegible] رہا ہو گا۔ [illegible] بنگال کا اس زرعی بحران کے باعث [illegible] تھے۔ [illegible] زندگی میں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] سے [illegible] میں ہی فرائضی تحریک نے [illegible] اور ان کی زندگی میں [illegible] اور [illegible] میں ایک [illegible] کر دی۔ ٹیکسوں اور مالیے کی شرح میں زیادتی کے باعث ان میں زبردست غیظ و غضب پیدا ہو چکا تھا۔

راجا راہ موہن رائے اس دور کے متعلق لکھتے ہیں :

"ایک کاشت کار جو زمین دار کی رقوم ادا نہیں کرسکتا وہ مجبور ہوجاتا ہے کہ اپنی جوان لڑکی بیچ دے کے آدمی کے ہاتھ فروخت کردے - اس طرح اسے جو رقم ملتی ہے وہ اس سے زمین دار کے واجب حقوق ادا کرتا ہے - اس میں سے جو رقم بچ جاتی وہ حکومت کے ٹیکسوں میں آپہنچتی ہے - محصل دار اور محکمہ مال کے دوسرے عملہ کی نذر ہوجاتی ہے ، اور وہ پھر پہلے کی طرح تہی دست مارا مارا پھرتا ہے ۔"

نظم و تنظیم کا دور

[illegible] معمول بن چکی تھی • وہ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] ان کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]

کر دیا ۔ ہر حصے کی نگرانی کے لیے ایک عہدہ مقرر کیا گیا ۔ یہ عہدہ پیر کا نائب ہوتا تھا ۔ اس کے ذمے اپنے حصے کے مریدوں کے تمام مسائل کی نگرانی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی طے کیا گیا کہ مرکزی بیت المال کے لیے ہر مرید اپنی آمدنی کا ایک مخصوص حصہ دے ۔ اس طرح ہر حصہ وصولی کرتا اور پیر کے پاس بھیجتا ۔ پیر اس میں سے مقامی ضروریات کے لیے کچھ حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ۔ باقی حصہ مدد کی صورت میں واپس بھیج دیا جاتا ۔ ہر مرید اور مرشد کے درمیان ایک ایک ماہ کی مدت پر [illegible] ہوتی تھی ۔ اس طرح ہر مرید کے [illegible] ہر روز ایک چکر لگانا پڑتا تھا ۔ اس طرح مرید اور شریک کے درمیان جذباتی رشتے اور تعلق کا اعادہ ہوتا رہتا ۔

پیر کے نائب حصہ کو اپنے علاقے کی تمام ضروریات اور مسائل پر نظر رکھنی پڑتی ۔ وہ اپنے علاقے میں رونما ہونے والے واقعات سے باخبر رہتا اور ان کی تمام تفصیلات سے پیر کو آگاہ رکھتا ۔ اسی تنظیمی ضرورت کے تحت تحریک کو [illegible] مقامی مریدوں کے درمیان اگر کوئی [illegible] ہوتا تو [illegible] ان کے [illegible] سے [illegible] باقی حصہ [illegible] مریدوں کے [illegible] حصے ان میں حصہ داری پیدا کرتے ۔ ان میں احساس پیدا ہوگیا کہ وہ آگے چل کر [illegible] تحریک کا حصہ ہیں ۔ وہ ہر قسم کے ظلم و ستم کے خلاف کھڑے ہو سکتے ہیں ۔ کاشتکاروں کے اسی اتحاد اور حصے سے زمیندار کو بوکھلاہٹ ہوگئی ۔ کاشتکار اور زمیندار کے درمیان ایک خاموش جنگ کا اعلان ہوگیا ۔ زمیندار اور کاشتکار تحریکوں کی اس پریشانی کا تذکرہ اس زمانے میں ہر سال کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر سورج نے ان الفاظ میں کیا ہے :

> "[illegible] زمینداروں کے غیر کسی شرکت و ثبوت اور وجہ کے فرقوں اور ان کی [illegible] کے مقامی جوش کے خلاف [illegible] کے [illegible] اور اس کے [illegible] ان کے خلاف صف آرا ہونے پر مجبور کر دیا حالانکہ فرقوں کا صحیح حق زمینداروں [illegible] کے خلاف [illegible] اور وہ ان کی یکجہتی کا

[illegible] کرنے سے انکار کر رہے تھے جو پہلے زمیندار
[illegible] اور زمرہ کے سلسلے میں ان مسلمان کاشتکاروں
[illegible] تھے۔ ان زمینداروں کے [illegible]
[illegible] صرف یہ تھی کہ جو [illegible] تک [illegible]
[illegible] کی مسلسل گرتی رہتی تھی اسے اچانک کیسے
[illegible] وہ زمیندار کی کسی زیادتی کے خلاف [illegible]
[illegible] سکے۔"

ہرات عمل

[illegible] جس سے زمیندار ان کے کاشتکاروں کے خلاف
[illegible] اور ہندو زمیندار اور سکھ ساہوکار مل کر اس تحریک
کو کچلنے کے لئے چھوٹے مقدمات دائر کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ادھر جب فرقہ وارانہ بنیادوں پر لگان دینے سے انکار کرنا شروع
کیا تو دوسرے علاقوں میں کاشتکار اس تحریک سے متاثر ہونے لگے اور
ہر گاؤں میں فرقہ وارانہ تنظیموں کا اثر و رسوخ رکھنے والے ہندو زمیندار ایک تحریک ایک بھی جو
ہر دلوں میں سلگ رہی تھی، ایک شعلہ بن کر بھڑکنے کے لیے میں
بھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ لوگ جوق در جوق فرانسی تحریک میں شامل
ہونے لگے اور یہ تحریک ملک کے زیادہ تر کسان تحریک کا روپ دھارنے
لگی۔ ہر کاشتکار اس بات کے لیے تیار ہو گیا کہ وہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر لگان دینے سے انکار کرنے کی وجہ
سے قید خانے جانے کو تیار ہو گیا۔ دودھو میاں نے ان کاشتکاروں کو حکم دیا
کہ وہ سرکاری زمین پر قبضہ کر کے کاشت کاری شروع کریں۔ اس اقدام
سے زمینداروں کی اس غصب کو وہ بھی ختم کر دیا کیونکہ ان کی زمین بھی
کاشت کے بڑے رقبے کا حصہ بنتا ہو گیا تھا۔ نتیجہ [illegible] کہ زمینداروں
نے دودھو میاں اور ان کے حمایتوں اور سرکاری افسروں کے خلاف فوجداری
مقدمات کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ اس تحریک کی مقبولیت کو روکنے
کے لیے ایک طرف زمینداروں نے پولیس کا سہارا لیا اور اس کے ذریعے
تحریک کے راہنماؤں کے خلاف مقدمات درج کرائے۔ دوسری طرف دیہات میں
ہندوؤں کو اس تحریک کے خلاف منظم کرنا شروع کر دیا۔

۱۸۳۸ء میں دودھو میاں کے خلاف لوگوں میں [illegible] پھیلانے اور

لوٹ مار کے لیے اکسانے کے الزام میں ایک مقدمہ قائم کیا گیا ۔ ۱۸۴۱ء میں دودھو میاں کے خلاف اسی کے الزام میں ایک مقدمہ چلا اور مجسٹریٹ نے انہیں سیشن سپرد کیا ۔ سیشن جج نے انہیں رہا کرتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ ملزم کے خلاف الزام ثابت نہیں ہو ۔ ۱۸۴۲ء میں فول شکی اور ہلا احزب کسی کے مکان اور اراضی میں مداخلت کے جرم میں مقدمہ قائم ہوا ۔ لیکن ان تمام مقدمات میں زمینداروں اور پولیس کو زبردست ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ۔ کیونکہ ان مقدمات میں کوئی بھی مقامی کاشتکار شہادت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا تھا جس کے بغیر الزام ثابت نہیں ہوسکتا تھا ۔

انگریز تاجر اور زمینداروں کے غیظ و غضب کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے تقریباً آٹھ سو آدمیوں کی مدد سے دودھو میاں کے گھر پر دھاوا بول دیا ۔ ان کی ملاک کو نقصان پہنچایا ۔ کئی ایک مکانوں کو آگ لگا دی ، مال اسباب لوٹ لیا اور ان کے خلاف مقدمہ قائم کردیا ۔ عدالت میں شہادتوں کے دوران میں یہ ثابت ہو گیا کہ پولیس سے ان انگریز تاجروں اور زمینداروں نے مل کر ہی سازباز کر رکھی تھی ۔ مجسٹریٹ جو مقدمے کی سماعت کر رہا تھا وہ بھی ان کے ہاتھ کئی بار کھیلا گیا تھا ۔ چنانچہ پولیس اور مجسٹریٹ نے مل کر کسی تحقیق اور تفتیش کے ان کے خلاف مقدمہ قائم کرنے کی اجازت دے دی تھی ۔ ان جھوٹے مقدمات نے فرائضیوں اور ان کے رہنما دودھو میاں کو بھی متاثر کیا ۔ اور یہی وہ زمانہ تھا جب دودھو میاں نے اپنا نعرہ وضع کیا ۔ اسی نعرے سے تحریک کا کوئی تعلق متعین ہوا ؛ اور ۱۸۴۷ء تک یہ نعرہ فرائضیوں کو یہ نعرہ گرماتا رہا ۔

الارض للہ

انیسویں صدی کے وسط کے قریبی سالوں میں دودھو میاں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ زمین اللہ کی ملکیت ہے اور اس پر انفرادی ملکیت اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے ۔ اس لیے اراضی کی پیداوار کے عوض زمینداروں کو لگان دینے کی کوئی ضرورت نہیں ، صرف حکومت کو کچھ واجبات دینے ضروری ہیں ، تاکہ وہ انتظامات کا انصرام کر سکے ۔ زمیندار کو کسی حصہ زمین پر اپنی ملکیت

جتانے کا اختیار نہیں ہے۔

اس جرأت نے یک بیک نئی روح پیدا کر دی۔ رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ اجنبیوں کے بھی حوصلے بڑھ گئے۔ اس کے بعد ہی دودھو میاں نے بھوپ سنگھ کے فرمانوں اور اس کے سود در سود کے خلاف بھی آواز بلند کرنا شروع کر دی۔ غرضیکہ اس تحریک نے رشتہ کاروں کے تمام مسائل کو اپنا اور اپنی خاص کرنے کے لیے جدوجہد شروع کی۔ اور کیا جاتا ہے کہ دودھو میاں کے رہنمائی میں اس تحریک کا ورا ان کا اپنا اثر و رسوخ اور دبدبہ اتنا ہو گیا تھا کہ بعض مقدمات عدالتوں میں سالہا سال تک فیصل نہ ہو سکے ہوں گے ان کے فیصلے دودھو میاں اور ان کے حمایتی چند لمحوں میں کر دیتے تھے۔ اور لوگ ان فیصلوں کی پابندی کرتے تھے۔

دودھو میاں نے اپنی تحریک میں وسیع پیمانے پر لشکر بھی بھرتی کیا تھا جہاں یہ آدمی کو کھانا اور تنخواہ بھی دیتا تھی۔ ونسنٹ کا کہنا ہے کہ:

"دودھو میاں نے تقریباً ستر ہزار سرگرم رنگروٹ اپنے گرد جمع کر لیے تھے اور اس وقت عام تاثر یہی تھا کہ اس تحریک کا مقصد بگڑے ہوئے حکمرانوں کو ہٹا کر ان کی جگہ مسلمانوں کی حکومت کو بحال کرنا ہے۔"

۱۸۴۹ء میں دودھو میاں نے انگریز حکومت کے خلاف کارروائی کا دعوا دائر کر دیا۔ یہ کارروائی بھوپور میں واقع تھی۔ اس کا مالک ایک ہندو ساہوکار تھا۔ اس کا مقدمہ ہندو گماشتہ تھا۔ اس دعوے میں کارروائی کو ہرجانہ دلوایا گیا اور ہندو گماشتے کو قتل کر ڈالا گیا۔ اس پر دودھو میاں اور ان کے ۶۲ ساتھی گرفتار کر لیے گئے۔ ان کے خلاف کئی دنوں تک مقدمہ چلتا رہا اور ماتحت عدالت نے انہیں سزائیں دیں، لیکن بالآخر صدر عدالت نے انہیں رہا کر دیا۔

دودھو میاں کے اثر و رسوخ اور تنظیمی صلاحیتوں کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ کوئی گاؤں ایسا نہیں تھا، جہاں پر دودھو میاں کا طلاع کردہ نہ ہو۔ یہ اپنی جگہ زبردست منصوبہ، اور تسلسل سے اپنے پیر کو پھیلا رہا۔ اس طرح اپنی حکومت سے باغی ہوئے تمام علاقوں کے حالات

گا عام ہو جائے گا۔ اسی طرح دودھو میاں کے حمید بہت سے اور احکام ہر علاقے میں ہر وقت سنے جاتے رہے۔ یہ حضور "احمد شاہ" کہلاتے اور ان کے بچے لکھا ہوا "احمد نام معبود" لیکن اس خط کو مقدس صحیفے کی طرح پڑھا جاتا اور اس پر عمل کیا جاتا۔

وہابی تحریک کا بانی سید احمد تھا جس نے دودھو میاں کی تعریف کی اور اس تحریک کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ یہ اس وقت سیرشٹ پولیس تھا۔ حکومت نے اس کی سرکوبی کی تو یہ کلکتہ، پٹنہ اور دودھو میاں کے علاقوں سے حکومت کے اختیار کے خلاف کام شروع کر دیے۔ [illegible] کے لوگ مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔ ایک مقدمے میں دودھو میاں نے مجسٹریٹ کے ایک سوال کے جواب میں کہا:

"ان کے بعد جو مسلمان ہوں گے ان کی تعداد دودھو میاں شمار کرے گا لیکن پچاس ہزار دودھو میاں اس وار پر لبیک کہیں گے۔"

[illegible] حکومت سے [illegible] اور جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی شروع ہوئی تو دودھو میاں کی سرپرستی کے احکام جاری فرمائے گئے۔ پہلے [illegible] اور جیل میں ڈالا گیا۔ بعد میں انہیں فریدپور جیل میں منتقل فرمایا گیا۔ وہاں سے وہ ہزاری کی حیثیت میں ۱۸۵۹ء میں رہا ہوئے۔ رہائی کے بعد وہ صرف دو یا تین سال زندہ رہے اور ۱۸۶۲ء میں یہ بہادر اور مخلص مسلمان کو پیاری ہو گئی۔ ان کا مزار آج بھی ڈھاکے کی ایک گلی میں موجود ہے۔ کم لوگ ایسے ہوں گے جو اتنی مختصر سی زندگی میں اتنے کامیاب و کامران رہے ہوں۔

دودھو میاں کی عمر تقریباً چوبیس سال ہوئی جب وہ [illegible] سے۔ انہوں نے تقریباً بیس بائیس برس کی عمر میں تحریک کی قیادت سنبھالی اور پھر بیس برس وہ جیتے رہے، وہ تحریک مسلم کش اور ایسے ماحول میں وہ خود [illegible] کی جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ بنگال میں مسلمانوں کی آزادی اور مذہبی اصلاح کی تحریک میں ان کا جو حصہ ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ وہ انگریز کے مخالف تھے تاہم [illegible] وہ انگریزی حکومت کا حصہ بنے گئے ہے کوئی

تحریک مسلم کررہے تھے ، صرف زمینداروں کے مسئلہ کے خلاف آواز بلند کرنا ان کا مقصد تھا ؟

ہر دور میں تحریکوں کے اسلوب اس دور کے مسئلے و حل کے مطابق متعین ہوتے ہیں ۔ اور کسی زمانے میں سماجی انصاف کی تحریک سے بڑھ کر آزادی کی تحریک کب ہوسکتی ہے ؟ اور کیا برطانوی حکومت کے ہوتے ہوئے سچی انصاف کی کوئی تحریک کامیاب ہو سکتی تھی

اس لیے کسی تحریک پر حکم لگانے کے لیے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ صرف یہ دیکھا جائے کہ اس تحریک کا بانی کیا دعویٰ کررہا ہے بلکہ اگر وہ تو اس تحریک کے عملی اثرات اور نتائج سے نتائج نکالے جائے ۔

پندرھواں باب

بنگال کے مظلوم کسانوں کی بیداری

اس نئی تحریک نے بھی زمینداروں کو پریشان کردیا ۔ عام طور پر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ کسی مذہبی تحریک کی مخالفت زمیندار کیوں کرتا ہے —؟

[illegible] کے خلاف بھی استعمال کر سکتا ہے ۔

تیطو میاں

حاجی شریعت اللہ اور ان کے صاحبزادے دودھو میاں کی فرائضی تحریک کے علاوہ دوسری اہم تحریک جس نے انیسویں صدی کے ابتدائی وسط میں بنگال کے مسلمانوں کو متحرک کیا، ان میں جوش و ولولہ پیدا کیا، اور انہیں زمیندار کے مظالم کے خلاف برسرِ آزما کیا وہ تیطو میاں کی تحریک تھی۔ یہی تحریک تھی جس کے خلاف ہندو مورخوں نے زردست سیہ و مضحکہ اڑایا۔ یہ تحریک بھی رہی پھلی اور کسانوں کی شدید ضرورتوں کی پیداوار تھی۔ یہ تحریک کا دور بھی وہی تھا جو فرائضی تحریک کا تھا۔ اس کی ابتدا بھی مذہبی حلقوں سے ہوئی تھی اور اس نے بھی کسان اور کاشتکار تحریک کا روپ دھار لیا تھا۔

اس تحریک کا بانی نثار علی نامی ایک شخص تھا، جسے عام طور پر بنگال میں تیطو میاں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے حالاتِ زندگی کے متعلق تاریخ خاموش ہے۔ یہ بارہ سو ضلع کے ایک گاؤں چاند پور میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ غلام حسین تھا۔ غلام حسین کی شادی اسی علاقے کے ایک متمول زمیندار امیر علی کی لڑکی سے ہوئی۔ عام مشہور ہے کہ غلام حسین کی جوانی کوئی زیادہ بے داغ نہ تھی۔ اس کی جوانی کا زمانہ کبڈی کے اکھاڑوں اور لٹھیوں میں گزرا تھا۔ کبڈی ہی میں اس نے مذہبی باری سیکھی (مذہبی باری اس زمانے میں ایک فن کے طور پر سیکھی جاتی تھی) اس کے لیے وہ لٹھ باروں کے گروہ میں شریک ہوگیا۔ ان لٹھ باروں کی خدمات سے بنگال کے زمیندار فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ کبھی وہ ان لٹھ باروں سے اپنے دشمنوں کو پٹواتے، کبھی مقدمے کے زمیندار پر حملہ کراتے۔ غرضیکہ ان لٹھ باروں کی روزی کا انحصار زمینداروں کے صلے پر تھا۔ غلام حسین کو اسی لٹھ باری کے سلسلے میں ایک بار جیل بھی جانا پڑا۔ اس زمانے میں اس نے کچھ دنوں کے ایک زمیندار کی ملازمت بھی اختیار کر لی تھی۔ اس کا کام مقدمے کے اس سلسلہ زمیندار کا سمن وصول کرنا ہوتا تھا۔ اس ملازمت کے دوران میں دشمنوں کے ایک گروہ پر حملے کے الزام

میں نثار علی کو جیل کی ہوا بھی کھانی پڑی۔

جیل سے رہا ہونے کے بعد وہ دلی کے شاہی خاندان کے ایک فرد کے ہاں ملازم ہوگیا اور اسی کے ہمراہ حج کے لیے حجاز گیا۔ اس کے حج پر جانے کا زمانہ وہی ہے، جس میں سید احمد شہید حج کے لیے مکہ معظمہ میں موجود تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مکے میں قیام کے دوران میں نثار علی کی ملاقات سید صاحب سے ہوئی اور وہ ان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بیعت اور سید صاحب سے ملاقات کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں ان کی تصدیق مشکل ہے۔ ہاں یہ مولانا غلام رسول مہر کا بیان ہے جو انہوں نے سید صاحب سے حج کے زمانہ میں نثار علی کی بیعت اور ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے مورخ کی بیعت کا ذکر کیا ہے۔ اگر نثار علی نے بھی بیعت کی ہوتی تو بھی بطور مولانا مہر اس کا ذکر کرتے۔ مگر اس نے بھی ضروری تھا کہ نثار علی جو بعد میں ایک سرگرم مجاہد ثابت ہوا، سید احمد سے نثار علی کے متعلق کے بارے میں ولیم ہنٹر لکھتا ہے:

"[illegible] کے بعد وہ حج کی غرض سے [illegible] روانہ ہوگیا۔ اس مقدس [illegible] میں اس کی ملاقات [illegible] سید صاحب سے ہوئی، [illegible] وہ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کی حیثیت سے [illegible] صوبہ بنگال کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible]۔ دورہ کیا۔ جہاں سے آدمیوں کو [illegible] کیا اور [illegible] کافروں کے خلاف جہاد کی تیاریاں کرنے لگا۔"

حج کے دوران میں نثار علی کی [illegible] سید صاحب کے ملاقات کے واقعے [illegible] [illegible] [illegible] حج [illegible] کے [illegible] کی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے:

"[illegible] نثار علی کی ملاقات حج کے موقع پر سید احمد سے ہوئی ہو [illegible] نثار علی سید صاحب سے پہلے حج کے لیے پہلے ہوئے تھے، [illegible] [illegible] نثار علی نے حج سے واپسی پر

حیدرپور میں رہائش اختیار کرلی۔ حیدرپور اس کے آبائی گاؤں کے نکل [illegible] تک ۱۸۰۰ء کے قریب اس نے ایک مذہبی عالم اور مصلح کی حیثیت سے یہاں پر [illegible] اختیار کرلیا اور اس نے اس مقصد کے لیے [illegible] وسیع پیمانے پر موثر ثابت ہوتا تھا۔"

نثار علی پر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اثر

[illegible] نے جس تحریک کا [illegible] ۱۸۲۷ء میں حیدرپور سے [illegible] اس پر سید احمد شہید کا [illegible] وہ پہلے سے [illegible] موجود تھی کہ [illegible] کے زمانے اور مقام [illegible] سید احمد کی تحریک کی طرح [illegible] سید احمد کی تحریک نہیں۔ لیکن یہ دونوں تحریکیں ایک حد تک عقیدہ میں کیوں کہ حقیقی اور قرآنی اسلام کا نمونہ پیش کرتے اور اس دور میں جب نثار علی عرف تیتو میاں حیدرپور میں اپنی مذہبی سرگرمیوں کو شروع کر رہا تھا، سید احمد کے [illegible] طریقہ کو لے کر سرحد اور بنگال کے [illegible] رہے تھے۔ تیتو میاں ان کو جہاد کرتا تھا۔ ہندوستان کے [illegible] کے [illegible] سید احمد کے لشکر میں شریک ہوئے، یا جو [illegible] کرسکتے تھے وہ [illegible] کے لیے [illegible] چندہ بھیج رہے تھے۔ [illegible] تیتو میاں کے متعلق [illegible] کی کوئی شہادت موجود نہیں، اس لیے یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ یہ تحریک سید احمد کی تعلیمات کا نتیجہ تھی۔ بلکہ یہ تحریک حاجی شریعت اللہ اور دودھو میاں کی فرائضی تحریک کی مانند [illegible] اصلاح کے مقصد سے شروع ہوئی جس کو بعد میں [illegible] ظلم کی زبوں حالی نے کسان تحریک بنا دیا۔

[illegible] درست ہے کہ تیتو میاں پر بھی کسی حد تک وہابی اثرات ضرور موجود تھے، کیوں کہ [illegible] کی تعلیمات اور حاجی شریعت اللہ کی فرائضی تحریک کے اصولوں میں کوئی حد تک [illegible] ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ [illegible] نے ایسے عناصر لے [illegible] جو سید احمد کے خطابات اور تعلیمات سے متاثر ہوئے۔ لیکن [illegible] باتوں سے کہیں سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ تحریک بہت حد تک وہابی تحریک سے [illegible] کسان تحریک بن گئی۔

تعلیمات

اس تحریک نے [illegible] رسوم کی مخالفت کو [illegible] دینے کی
[illegible] ہوا۔ [illegible] بیٹو میاں نے ہزاروں ہر جلسے ، وہاں
[illegible] دیے ، [illegible] کیے ، اور اسی طرح شرک و بدعت کے ارتکاب
کرنے کے خلاف بڑی شد و مد سے آواز اٹھائی۔ انہوں نے بدعوں طرز کے
لباس کی بھی مخالفت کی ، اور داڑھی بڑھانے ، مونچھیں صاف کرنے اور سیدھی
پگڑی باندھنے کی تلقین کی۔ اس لحاظ سے بیٹو میاں ، حاجی شریعت اللہ اور
سید احمد کی تعلیمات میں بہت حد تک یکسانیت ہے لیکن یہ تعلیمات تو بہت
حد تک حنفیوں کی بھی ہیں ، اور ہیں وہ [illegible] سمجھتے ہیں۔

بیٹو میاں نے اپنے پیروؤں پر اس تعلیم کو عملاً نافذ کرنے کی اس
شدید پابندی عائد کی کہ ان کو ہم مسلک پیروؤں کے سوا دوسرے مسلمانوں
کے ساتھ کھانے پینے سے بھی روک دیا کیونکہ وہ پورے مسلمان نہ سمجھے
جاتے تھے۔ ان کے شریک جو پورا مسلمان نہ ہو اس کے ساتھ بیٹو نہ
کھانا جائز نہیں تھا۔ جہاں تک اس قسم کی سختی اور تشدد کا تعلق ہے ،
اس نے بہت لوگوں کو بیٹو میاں سے دور کیا ، لیکن مسلمان کاشت کاروں
میں بگل بھی بند کر دی اور اس علاقے کے لوگ کثیر تعداد میں ان کے
[illegible] ہونے لگے۔ اس مقبولیت سے ہزاروں ہر جلسے والے
اور [illegible] ہونے والے مسلمانوں کو جتنا بگڑا
[illegible] اور بالکل فرنسی تحریک کی طرح اس کی بھی مخالفت شروع ہو گئی۔
متعدد مسلمان کاشت کاروں نے بیٹو میاں کے پیروؤں کی [illegible] زمین داروں کے
سامنے شکایت کرنا شروع کر دیں۔

اس نئی تحریک نے بھی زمین داروں کو پریشان کر دیا۔ عام طور پر
لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ کسی مذہبی تحریک کی مخالفت زمین دار
کیوں کرتے ہے۔ اس کی وجہ صاف اور واضح ہے——جب تک
کاشت کار جسے [illegible] تک مقہور و مجبور سمجھا جاتا تھا ، جس کی کوئی حیثیت
تسلیم نہیں کی جاتی تھی ، کسی تحریک میں شامل ہوتا ہے ، اس کے احکام پر
عمل کرتا ہے اور ان احکام کے سلسلے میں وہ اپنی جرأت و استقامت دکھاتا
ہے تو وہ اپنے [illegible] ، طرز و [illegible] سمجھنے کی مخالفت مول لے لیتا ہے تو پھر

ہی جرأت اور بہادری وہ زمین دار کے خلاف بھی استعمال کر سکتا ہے۔ جس صرح میں وہ اپنے علاقے میں اکیلا گھومنے کی ہمت اس لئے کرتا تھا کہ اس کے مزارع کا خون کرنا بھی نہ ہو جائے، اسی صرح وہ اپنے مزارع اور ہاری پر کسی بھی تحریک کا رنگ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ تحریک میں شمولیت اس میں جرأت اور بہادری پیدا کر دیتی ہے۔ اس میں اجتماعیت کے حملے کی شدت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس میں انتقام وغصہ پیدا ہوتا ہے اور یہ تمام افکار غیر شعوری طور پر ختم کرنے لگتی ہیں۔ یہ تمام افکار ظلم و جبر کے خلاف منظم جدوجہد شروع کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔

یہی حال ڈھوک میاں کی تحریک کا ہوا۔ یہی مقصد حاصل شریعت اللہ کی تحریک کے پیچھے سامنے آیا اور یہی وجہ ڈھوک میاں کو دیکھنے پڑا۔ محنت دیہات کے مسلم کاشتکاروں کے ہر مہینہ جھگڑے اٹھنے شروع ہوئے جو زمینداروں سے جو وہ طور پر ہندو تھے، مخاصمت شروع کر دی۔ انہوں نے اس لئے مذہب کا نام قطع کرنے کا فیصلہ کیا۔ متعدد مقامات پر ہندوؤں نے 'لئے مذہب' کے ہندوؤں پر ٹیکس عائد کرنے کا اعلان کیا۔ ایک زمیندار کرشن رائے نے ہندو مسلم کے ہندوؤں پر پانچ روپے فی کس ٹیکس عائد کر دیا۔ اس کی دیکھا دیکھی ہارا کوٹ کے ایک زمیندار رام ہرن نے بھی ان نئے مذہب کے ماننے والوں پر ٹیکس عائد کر دیا۔ یہ مسئلہ چل نکلا اور متعدد علاقوں میں تبلیغ میاں کے حامیوں نے اس ٹیکس کا مشاہدہ کیا جانے لگا۔ اس عہد کے ساتھ ہی مسئلہ شروع ہوا کہ تحریک کو کچل دیا جائے۔ اس کے علاوہ جہاں جہاں تحریک کے کارکن ان زمینداروں کے دست نگر تھے، یا ان کے ہاں کام کرتے تھے، انہیں مختلف حیلوں اور بہانوں سے تنگ کیا جانے لگا۔ اور ان تمام کارستانیوں اور ستم رانیوں کا مقصد ایک ہی تھا کہ ان کاشتکاروں کو مرعوب کیا جائے، انہیں ایسا دھمکا کر پرے کی طرح غلامانہ ذہنیت پر واپس لایا جائے اور نئے حیات مذہب مسلک کے اپنانے سے باز رکھا جائے۔ لیکن ہوا اس کے بالکل اُلٹ۔

شدد کا نتیجہ یہ نکلا کہ کاشتکار اپنے مسلک پر ڈٹ گئے۔ ان میں پختگی آ گئی، کیوں کہ ہر ہر ایک یقین ہو گیا تھا کہ جو کچھ اس مسلک میں آنے کے بعد جھیلنا پڑتا ہے جیسی کہ زمینداروں کے ہاتھوں ہو گا۔ وہ اس

مسلک سے ڈرتا ہے۔ گویا زمیندار کی محنت و تجربت اور تشدد و سخت گیری نے انھیں اپنے مسلک کی محبت و شیدائی، عقیدت اور [illegible]

اس محنت و تجربت کی مسلکی سے ایک زبردست طبقاتی لڑائی کی [illegible] پڑی۔ زمیندار اور [illegible] دو متحارب طبقوں میں منقسم ہوگئے۔ غریب کاشتکاروں نے یہ اصولی بات کے مقابلہ میں یہ تصور کیا کہ پولیس اور عدالتیں غاصب زمیندار اداروں کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے ان کے ظلم و تعدی سے بچنے کے لیے [illegible] کے ان غاصب زمیندار اداروں کے روبرو ڈٹ جانا چاہیے اور انصاف کے حصول کے لیے عدالت کے زمیندار [illegible] سے ہیں ۱۸۳۰ء میں [illegible] کے [illegible] کا واقعہ ہے۔ سات اگست ۱۸۳۰ء کا واقعہ ہے۔

[illegible] زمیندار نے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کیا کہ اس زمیندار نے [illegible] اور [illegible] کی داڑھی نوچ لی جائے۔

[illegible] ہوئی۔ لیکن عدالت میں ایک سال تک زیر سماعت رہنے کے باوجود اس کے متعلق عدالتی کارروائی کے کاغذات میں یہ درج ہے کہ مدعی نے اس معاملے کی پوری طرح پیروی نہیں کی اور مدعا علیہ [illegible] اس لیے [illegible] کی بنا پر خارج کردیا گیا۔ ۱۳ جولائی ۱۸۳۱ء کو یہ کارروائی عمل میں آئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو مقدمہ ۷ اگست ۱۸۳۰ء کو دائر ہوا تھا اور ۱۳ جولائی ۱۸۳۱ء تک زیر سماعت رہا اس کو ہم پیروی کی بنا پر کیسے خارج کہہ سکتے ہیں۔ پھر ہمیں اس سے پتا چلتا ہے کہ کاشتکاروں کو عدالت کے روبرو جانے اور وہاں سے انصاف حاصل کرنے میں کتنی دشواریوں میں سے ہوکر گزرنا ہوگا: انصاف حاصل کرنے کی راہ میں جن مزید کتنے مصائب برداشت کرنے پڑتے ہوں گے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان ہی مصائب اور انصاف کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور دقتوں نے کاشتکاروں کو نئی راہیں تلاش کرنے

اور جد و جہد کے طریقے اپنانے پر مجبور کیا۔

دوسری طرف ان کا مقابلہ کرنے کے لیے وہ سکھوں سے بھی دوسرے ہی طریقوں کا استعمال شروع کیا۔ چنانچہ اس کے بعد مسلمان، جملوں اور باقاعدہ جھڑپوں کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ ان جھڑپوں نے بعض اوقات باقاعدہ جنگوں کی صورت اختیار کرلی۔ لیکن ان میں مسلمانوں کی مختلف جرنیلوں نے کبھی دو بدو میں مرہٹوں حکومت کو جس قدر پریشان رکھا اس کا اندازہ ولیم ہنٹر کے اس بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ولیم ہنٹر کا دعویٰ ہے کہ ٹیپو سلطان کی تحریک براہ راست سید احمد کی تحریک سے منسلک تھی۔ اس لیے وہ انگریزوں کے مفادات کی حفاظت کی جد و جہد کو ایک مخصوص زاویہ سے دیکھتا ہے۔ چنانچہ وہ اس دو بڑی طاقتوں کے ٹکراؤ سے موسوم کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ:

"جب مسلمانوں کی تحریک جہاد کی اس جنگ اگزیوں کا سرچشمہ ایک زار بنا رہا۔ ہندوستان حکومت نے جو ہم سے پہلے پنجاب پر حکمران تھی، اسے تین مرتبہ منتشر کیا اور ہر دفعہ انگریزی فوج کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود۔ ابھی تک زندہ ہیں اور دین دار مسلمان ان کے معجزانہ طور پر زندہ رہنے ہی کو ان کے آخرکار غالب ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس وقت ہم اس سرحدی نو آبادی کو مغربی قوت کے بل بوتے پر برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو اس وقت ہماری مسلم رعایا کے متعصب عوام ان کو لاتعداد آدمیوں اور روپوں سے مدد دے کر ان جنگجوؤں کو گویا ہوا دیتے ہیں جنہیں ہم نے تباہ کر چھوڑا تھا۔ مگر ان کی دبی ہوئی راکھ سے ایک دفعہ پھر شعلے اٹھنے لگتے ہیں۔"

ولیم ہنٹر ہی سے آگے سنیے:

"۱۸۲۱ء تا ۱۸۲۷ء انگریزی حکام نے سید احمد کی تبلیغی سرگرمیوں کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ انہوں نے اپنے جاں نثار مریدوں کی بھرتی میں متعدد صوبوں کا دورہ کیا اور ہر جگہ

کی تعداد میں لوگوں کو مرید بنایا۔ ایک باقاعدہ گدی قائم کی۔ مذہبی لیکس جاری کیا اور ایک متبادل حکومت قائم کرلی۔ لیکن اس پورے دور میں ہمارے افسر اسے ارزگرد کی بہت بڑی مذہبی تحریک سے بے خبر رہے اور صرف سید جمع کرنے، انصاف کی عدالتیں قائم کرنے اور فوجوں کو بھرتی کرانے ہی میں مصروف رہے۔ ۱۸۳۱ء میں یہ تمام اہل کار اور افسر ایسی بے خبری سے بری طرح جھنجوڑے گئے۔ کلکتے میں سید صاحب کے مریدوں میں ایک شاعر پھوں اور لڑاکا آدمی بھی تھا جس کا نام بیطو میاں تھا۔ اس نے اپنی زندگی ایک بدھرت کاشتکار کے لڑکے کی حیثیت سے شروع کی تھی اور ایک چھوٹے سے زمیندار کی لڑکی سے شادی کرکے اپنی حیثیت کو اور بھی بلند کرلیا تھا۔ مگر اس کی بدقسمتی سے اس کو ہمارے پھینک دیا۔ نتیجہ یہ تھا کہ بیطو میاں نے مغلے بڑی کے معیوب طریقے سے روزی کمانا شروع کیا اور اس کے بعد وہ ایک گروہ میں شامل ہوگیا جس نے بنگال کے زمین دار کے خلاف جھگڑوں اور زمین کی حدود کے تنازعات کا فیصلہ کرانے تھے۔ اس دھندے کی وجہ سے آخرکار اس کو جیل جانا پڑا۔"

ولیم ہنٹر اور دوسرے انگریز مذکرہ نگار بیطو میاں کی تحریک کے متعلق حاجی شریعت اللہ اور دودھو میاں کی تحریک سے کہیں زیادہ غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ جس قدر شدت اور جذبہ بیطو میاں کی تحریک میں موجود تھا، وہ اس وقت کی دوسری تحریکوں میں موجود نہ تھا۔ اور جس جاندار طریقے سے اس تحریک نے ہندو زمینداروں اور برطانوی پولیس کے مظالم کی مزاحمت کی اس وقت کی دوسری تحریکوں نے نہیں کی۔ اس لیے بیطو میاں کی تحریک نفرت اور مخالفت کے اظہار میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔

سولھواں باب

ہتھیاروں کا استعمال

"صبح کے وقت [illegible] ۱۶ جون ۱۸۳۱ء کو دھکے کی مشق ہوئی تاکہ حصہ لینے والوں کی سرکوبی کے لیے تیار کیا جا سکے۔ [illegible] نے صبح کی گھنٹی کو ٹھکرا دیا اور دوسرے نے اس خیال سے کہ حوصلہ بڑھے، اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ خالی توڑوں پر دونوں ہاتھ رکھیں۔

باسوں نے حملہ کر دیا۔ [illegible] نے مشق کے سپاہیوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔"

سچ تو یہ ہے کہ عوامی تحریکیں جب ایک دفعہ غیظ و غضب سے بھر جائیں اور ان پر انتقام کا جذبہ غالب آجائے تو پھر ان تحریکوں کو منظم اور ضبط میں رکھنا قیادت کے بس کی بات نہیں رہتی۔

یہی حال نارتھمپٹن کی تحریک کا ہوا۔ جس جس علاقے میں اس کو موقع ملا، لوگوں نے سال ہا سال کے مظالم کا انتقام چند لمحوں میں نہ صرف پادری زمیندار سے بلکہ عام پادری سے بھی لے لیا!

زمیں داروں کے ہو مظالم لیطو میں کے معتقدین کو اٹھانے پڑے وہ
اس سے پہلے کسی تحریک کے ہم لیوؤں نے نہیں اٹھائے تھے۔ ایک زمیں دار
کرشن دیوے نے کاشت کاروں پر دھرمی ٹیکس عائد کر دیا، اس لیے کہ
دھرمی کی بنا پر اس کے مسلمان کاشت کاروں کے ساتھ سختی سے کام لیتا تھا۔
اس نے ڈھرمی پر ٹیکس عائد کر کے حقیقت میں اس مسلمہ کے ایک حصے پر عمل
کیا جو اس نے مسلمانوں کے خلاف اپنے ہندو کاشت کاروں کی طرف سے اختیار کیا تھا۔
اس نے حکم دیا کہ ہر مسلمان جس نے داڑھی رکھی ہوئی ہو، ڈھائی روپے
ادا کرے۔ یہ ٹیکس ان کاشت کاروں سے ٹیکس اکٹھا کرنا شروع
کیا گیا جن کے دیہات کے ہندو زمیں داروں کے کاشت کاروں سے تصفیہ کیا
وہ اس کے اس حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیتے۔ جن دیہات میں اس
ٹیکس کی مزاحمت ہوئی وہاں کے ہندو زمیں دار کے بارے
میں یہ اطلاع دی گئی کہ اس نے ان کی طرف سے ٹیکس ادا کر دیا ہے۔
اس طرح ان گاؤں میں جہاں ہندو زمیں دار نے ایک گروہ کے طور پر گاؤں چھوڑ
دینے کی دھمکی دی تھی، آبادی کی بڑی تعداد واپس آ گئی۔ زمیں دار
نے ان آبادیوں سے ٹیکس کی رقم وصول کر کے اس کو ادا کر دیا۔
یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زمیں دار نے یہ حکم دیا کہ
اس نے گاؤں کے ملازموں کو اس لیے قتل کر دینے کی دھمکی دی تھی، کیوں کہ
انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی۔ اس زمیں دار نے جرح کے جواب
میں یہ بھی کہا کہ یہ واقعہ اس لیے ہوا تھا کہ زمیں دار نے گاؤں کے دھوبی
کو مسجد میں کپڑے دھونے سے روک دیا تھا۔ اس نے کہا کہ سب سے پہلے
عدالت کا دروازہ زمیں دار نے کھٹکھٹایا اور اسی لیے اس نے رپورٹ
درج کرائی کہ اس کے ملازموں کو قتل کر دینے کی دھمکی دی گئی ہے۔
جب مجھے اس کی اطلاع دی گئی تو میں نے رپورٹ درج کرائی کہ
وہ مسلمانوں کے گھروں سے بھی رپورٹ درج کرائے ہوئے تھے کہ ہندو
نے مسجد کو آگ لگا دی ہے۔ اس ضمن میں خود اپنے کے

کارکن نے اپنے طور پر شہر میں تفتیش کرنی شروع کر دی ۔ لیکن اس واقعے کے اٹھارہ دن بعد زمیں‌داروں نے ایک اور رپورٹ درج کروائی ، جس میں مسجد کو نذر آتش کرنے کا الزام خود عیسائی کاشت‌کاروں پر لگایا گیا ۔ اس رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ کاشت‌کاروں نے زمیں‌دار کے باغوں کو کاٹ دیا ہے اور اس الزام سے بچنے کے لیے مسجد کو جلا ڈالا ہے ۔ پولیس کی دوغلی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسیحی کاشت‌کاروں کی رپورٹ پر تو اٹھارہ دن میں تحقیقات نہ ہو سکی لیکن زمیں‌دار کی رپورٹ جو واقعے کے اٹھارہ دن بعد درج کروائی گئی اس پر تھانے‌دار نے فوری تحقیقات شروع کر دی ۔ اس کی ایک وجہ اور بھی تھی کہ تھانے‌دار ہندو تھا اور ہندو زمیں‌دار کو بچانے کے لیے اس نے اس کی رپورٹ پر فوری کارروائی شروع کی ۔ تھانے‌دار کے خلاف مسیحی کاشت‌کاروں کی طرف سے یہ الزام عائد کیا گیا کہ زمیں‌دار نے اٹھارہ دن کے بعد جو رپورٹ درج کروائی ہے وہ بھی پولیس کے ایما پر درج کرائی گئی ہے ۔ اس زمیں‌دار کو نہ صرف پولیس کی امداد حاصل تھی ، بلکہ علاقے کے تمام مسلمان اور بعض غیر زمیں‌داروں کی بھی ہمدردیاں اور امداد حاصل تھی ۔

مسیحی کاشت‌کاروں نے ۱۶ جولائی ۱۸۳۱ء کو کمشنر کی عدالت میں متعدد درخواستیں دیں ، جن میں واضح طور پر پولیس کے خلاف زمیں‌دار کی اعانت اور مذہبی تعصب کا الزام لگایا گیا ۔ ان درخواستوں میں کہا گیا تھا کہ پولیس نے پہلے کاشت‌کاروں کو زمیں‌داروں سے زرعی تنازعہ کرنے پر مجبور کیا ، جب انہوں نے زرعی تنازعہ سے انکار کر دیا تو پولیس نے فریب دہی سے کام لینا شروع کر دیا اور صرف وہی شہادتیں قبول کیں جو کاشت کاروں کے مخالف اور زمیں دار کے حق میں تھیں ۔ جب یہ معاملہ عدالت میں آیا تو کاشت‌کاروں کو عدالت میں گواہی دینے سے روکنے کی کوشش کی گئی ۔ اس پر جب عدالت نے مداخلت کی تو اس نے رپورٹ میں لکھا کہ کاشت‌کار درخواست دہندگان کے متعدد الزامات بالکل غلط اور حق سے عاری تھے ۔ یہی نہیں بلکہ ان الزامات کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ کسی مسلمان سے متعلق تھے ، جس نے کاشت‌کاروں کی مدد کی تھی ۔ حالانکہ مسیحی افسر نے جب یہ کہا تو کوئی توجہ نہ دی گئی اور نہ کسی قابل

استرضی سرگرمی ہی کا ارتکاب [illegible] تھا۔ لیکن ان [illegible] کو مقدمے کی مسل میں نہیں لایا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جانے دار اصل واقعات کو عدالت میں چھپانے میں کامیاب ہوگیا۔ اور مسل صحیح میں شہادتوں کا اندراج نہیں کرایا گیا۔ [illegible] کو کاشت کاروں کی درخواست خارج کردی گئی۔ اور دونوں طرف سے امن برقرار رکھنے کے لئے ضمانتیں بھی لے لی گئیں۔

اس درخواست کی منظوری اور مقدمے کے اخراج سے یہ اثر پیدا ہوگیا کہ زمین دار نے جو داڑھی ٹیکس لگایا تھا وہ جائز تھا، اور اسے یہ ٹیکس وصول کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ [illegible] اسی ٹیکس کی وجہ سے کھڑا ہوا تھا، جب اسی کے خلاف نوٹس اور عدالت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تو اس بات کا عدم ثبوت بہم تھا کہ کاشت کاروں نے ٹیکس کے خلاف جو احتجاج کیا تھا وہ مشکور نہیں ہوا۔ عدالت نے بھی ان کی نہیں سنی۔ چنانچہ عدالت اور پولیس کے رویے سے زمین داروں کو اور شہ ملی، انہوں نے اپنی دھاندلیوں میں اضافہ کردیا۔ اب وہ کھلے بندوں ٹیکس وصول کرنے لگے۔ صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے مظلوم کسانوں کے ان مویشیوں سے جنہوں نے زمین داروں کی زیادتیوں کے خلاف آواز بلند کی تھی، بیواس میں رپورٹ درج کرائی تھی اور بعد میں زمین دار کے خلاف عدالت سے رجوع کیا تھا، ہرجانے کی نہیں، اور ۹۹-۱۹۹۸ء کے مالیے کے قانون کے تحت ان تمام کاشت کاروں کے خلاف مقدمہ دائر کردیا کہ ان کے ذمے مالیے کی کچھ رقوم باقی ہیں۔ مالیے کے اس قانون کے تحت خود زمین دار ہی کو یہ مقدمات کی سرسری سماعت کے اختیارات حاصل تھے۔ اس نے ہر کاشت کار کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک کاشت کار کو گرفتار کیا گیا اور سرسری سماعت کی گئی۔ اس کے ذمے ۳۰ روپے کی رقم واجب الادا قرار دی گئی۔ اس نے احتجاج کیا گیا اور اس سے کچھ رقم زبردستی وصول کی گئی، باقی کے متعلق اس سے حلف اقرار نامہ لکھوا لیا گیا۔

اس قسم کی بیماسی [illegible] والوں کے خلاف [illegible] کاشت کاروں نے مراعات کے لئے بمبئی میں مشورہ کیا۔ اس صورت حال سے [illegible]

کے لیے پہنچے ۔ جب چند قصبہ کپ گ کہ کمشنر کا دورہ کھٹکھٹایا جائے ! اس کو بڑی صورت حال سے آگاہ کیا جائے ۔ کچھ کاشت کار مرنے کہنے اس مقصد کے لیے تکلیف پہنچے سکے ۔ کمشنر وہاں موجود ۔ چا ا ۔۔ دورے گ ہوا ۔۔ غریب اور بیمار کاشت کار تکلیف سے مایوس و نامراد واپس اپنے گاؤں آ گئے ۔ ۔۔ورت میں جیو مسلم نے اپنے سائب غلام معصوم کو ۔۔ ۔ بھیجا لیکن وہ بھی بے نیل و مرام واپس لوٹا ۔ ۔۔ ۔۔ کی ۔۔ کسی سے بھی نہ ہو سکی ۔ جیو مسلم ا کی ۔۔ تحریک ہے ۔۔ ۔۔ چکی کہیں ہے اوس اوصاف حاصل نہ ہوا ۔

اس بات سے ناامید ہو کر جیو مسلم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو ۔ عام اور غیر اس ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ اس طرح عام طور پر یہ محسوس کیا جانے لگا کہ ۔۔ ۔۔ ۔۔

[illegible] جو آج سے ڈیڑھ صدی پہلے [illegible] کے ملک گڑوں میں رونما ہوا تھا، اور جس طرح ٹیپو سلطان اور ان کے مریدوں کے خلاف میں پنجاب [illegible] ہوا، اور جو [illegible] ہی تک [illegible] مذہب کے خلاف نہیں ہوگا، اس واقعہ ایک حقیقت ہے جس سے [illegible] ہندوستان کی [illegible] کسی اور [illegible] ہوتی ہے۔ اس سے [illegible] ہے کہ ایک مذہب کے ماننے والے [illegible] انسانوں کے ظلم نے مذہب کے نام پر [illegible] لوگوں کے خلاف جرم کے [illegible] شدید [illegible] دیا کہ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] گئی۔

[illegible] ٹیپو [illegible] کے [illegible] رسول [illegible] کے [illegible] کے ظلم کے خلاف [illegible] [illegible] [illegible]

تیطو میاں کے مریدوں نے گاؤکشی کی اور اس کا گوشت ہندوؤں کے مندروں میں پہنایا۔

بیطو میاں کی اس تحریک [illegible] کے والد سید نے ہندوستان کے مسلمانوں کے متعلق [illegible] اور وہ اس [illegible] سے۔ بیطو میاں نے اس موقع پر [illegible] کے تحت [illegible]، اور یہ مکمل وہی ہے جس کا آغاز سید احمد شہید نے [illegible] کے ساتھ کیا تھا۔ ولیم ہنٹر لکھتا ہے:

"[illegible] جب تک [illegible] کو قصور کرتا تو بیطو میاں اس کے ذمہ نہ ہوگا۔ اس نے اپنی [illegible] اتار پھینکی۔ اور ان معمولی معمولی [illegible] کی وجہ سے جو ہندو زمین دار اس کے مریدوں پر کیا کرتے تھے یہ کسانوں کی [illegible] بغاوت کا [illegible] اس کے بعد کسانوں کی [illegible] بغاوتیں [illegible] کو ایک مورخ نے [illegible] کہا۔ انگریزی حکام کی نافرمانی کی گئی اور کچھ [illegible] کے [illegible] کو اپنا کہنا [illegible] تکلیف سے شمال اور مشرق کی طرف کا سارا [illegible] اس ضلع کے [illegible] کا تمام باغیوں کے رہنما اور گروہ [illegible] کی تعداد تین چار ہزار کے قریب تھی۔ اس وقت سے اپنے [illegible] کا آغاز دیہات اس کو [illegible] کو جلا دینے سے کیا جس کے [illegible] نے ان کے روحانی پیشوا کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک دوسرے [illegible] میں ایک اور گاؤں کو لوٹ لیا گیا۔ اہل [illegible] پر روپے اور [illegible] کا چندہ عائد کیا گیا۔ ۲۳ آدمیوں کو باغیوں نے اپنے [illegible] کے لیے ایک گاؤں کو منتخب کیا۔ اور اس کے ارد گرد [illegible] کا ایک [illegible] کھلا کھڑا کیا۔ ۲ نومبر کو صبح [illegible] کوچ کرتے ہوئے باغی [illegible] پر حملہ کیا۔ اس کے بعد انہوں نے انگریزی [illegible] کے حامیوں اور دوسرے [illegible] سطلب کے [illegible] کا اعلان کر [illegible] کی [illegible] جاری ہوگئی [illegible] کے [illegible] نے [illegible]

گئے صبح کی خبر لی ؛ اگر لوگ ان کی محاسبہ کرتے تو ان کو
قتل کرنا چاہا یا کوئی سے نکال دیا جاتا ۔ ان کے گھروں
کو لوٹ لیا جاتا اور پھر جلا دیا جاتا ۔ بعض نے سعد ان
مسلمانوں کے ساتھ بھی کیا جو ان کے فرقے میں داخل
ہو گئے تھے ۔ اسی موقع پر [illegible] اور صدی
مسلمان کا پھر پار لوٹے [illegible] کر
بال [illegible] کہ انہوں نے اس [illegible]
کے سردار سے زبردستی کرلی ۔

[illegible] نے حاکموں کی [illegible] ۱۶ [illegible]
کو ٹکڑے ٹکڑے کیا فوج [illegible] حصوں کی سرکشوں
کے لیے بھیجا گیا ۔ محمد بن [illegible] کو بھگا دیا
اور کہدیا کہ میں خبر لوں گا تم ہمارے سپاہیوں
کو حکم دیا کہ وہ جاکر کوس سرداروں میں ٹھہریں ۔ جیوں
نے حملہ کر [illegible] کو [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ایک گھوڑ سوار [illegible] ۔ [illegible]
[illegible] اور [illegible] کو بھی
بھیجا ۔ باغیوں [illegible] ہزار جنگجو
میدان میں لے آئے ۔ انہوں نے حملہ آوروں کا کشتیوں تک
تعاقب کیا ۔ اور جس سمت سے بھاگے تھے اس کو
[illegible] ۔ [illegible] باغیوں کی
سرکوبی کا حکم فوج سے کی جائے ۔ [illegible] فوج کا ایک
حصہ اور [illegible] ایک حصہ [illegible]
[illegible] کو [illegible] کے سورجے کی حمایت میں [illegible]
کو نصرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے فوج کا [illegible] کہیے میدان
میں کام آیا ۔ اور ایک فوجی کی بھی کو اگلے دن مارا گیا
[illegible] ٹکڑے ٹکڑے کر کے [illegible] ۔ لیکن
[illegible] ۔

وہ شہر ہی ترقی کی حد سے بڑھے کی صرف ہو گئی

سترھواں باب

متبادل حکومت کے قیام کا اعلان

[illegible] اور
سپاہیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ ان لشکروں کی قیادت
نیلو میاں کا خلیفہ [illegible] کر رہا تھا۔ گھوڑے پر
سوار تلوار ہاتھ میں لیے جب [illegible] تو لشکر اور
اس کے ساتھی اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ انھوں نے راہ فرار
اختیار کی۔ [illegible] اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دور تک
لشکر اور اس نے [illegible] ہتھیار [illegible] ہوئے
[illegible] اور [illegible] گئے اور [illegible]
[illegible] زخمی ہوئے۔ زخمی ہونے والوں میں [illegible] بھی
بھی شامل تھا۔ [illegible] کو چارپائی پر ڈال لائے اور [illegible]
میں اسے قتل کر دیا گیا۔

عوامی طاقت و تحریک

[illegible] ، مزدور اور کسانوں [illegible] کے ساتھ [illegible] حکومت کے ہتھکنڈوں ، پٹواریوں اور پولیس کے مظالم سے تنگ آ کر ہتھیار بند بغاوت کی مسافت ہے۔ لیکن جب ظلم سہتے سہتے، ناانصافی برداشت کرتے کرتے اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا ہے تو پھر وہ [illegible] آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑتا ہے۔ وہ ایک شیر کی طرح بپھر جاتا ہے۔ اس کے غیظ و غضب کا سیلاب جس [illegible] سے ٹکراتا ہے تو پھر اس کو روندنے کی سکت اور ہمت ظالموں کے پاس نہیں رہتی۔ بالکل یہی حال ضلع جھنگ کے [illegible] و غضب [illegible] اور 'ردّل' اور اس کی آتشی نے [illegible] کے [illegible] امن کے [illegible] امن [illegible] کر دیا تھا۔ وہ حاکموں کی [illegible] کو [illegible] کر چکے تھے

جہاں تک [illegible] کا تعلق ہے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ک

کروائی جائے۔ [illegible] کو زمینداروں کے جبر و تشدد سے نجات ملے۔
اس کے لیے [illegible] خود کئی ایک عدالتوں اور حکومت کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

مقدر کے دروازے پر دستک دی۔ ہندوستانیوں نے ہوش سنبھالتے ہی
الگ ملکوں کے مطالبے شروع کر دیئے۔ جو انہوں نے اپنا لیا۔ کشمیر
کا کسی ملک نے اعتراض نہیں کیا۔ کوئی فوج کشی کی گئی اور نہ کسی
طرف سے حملہ ہوا۔ صرف پاکستان کے ایک افسر اور فوج کے ایک انگریز جنرل
اسسٹنٹ زخمی ہوا۔

محمد علی نے ریڈیو پاکستان سے تقریر کرتے ہوئے ہندوستان
کو جو یقین دہانی کرائی اس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ انہوں نے آزاد
حکومت کا اعلان کر دیا۔ اعلان میں کہا گیا کہ:

"کشمیری حکومت کی فوج ہے اور اسے وہ سب سے
اعلیٰ درجہ کی تربیت حاصل ہے جو اس نے لی ہے۔ اس فوج نے
پہلے ایک قسم کی بغاوت کو فرو کیا ہے اور اب ظالم اور
جابر حکومت کے خلاف مصروف جہاد ہے۔"

پونچھ کے ہندوستانیوں کی فوج نے اس اعلان کے بعد
ضلع بھر کے مسلمانوں کو ہتھیار دے دیئے اور ہر جگہ پر
بغاوت کر دی گئی۔ ہندوستانی فوج کے ریزرو رائفل کی طرف سے مراعات
کی گئی۔ ریزرو رائفل کے سپاہیوں کے ساتھ چھ سو ڈوگرے
ریزرو رائفل میں شامل ہو گئے تھے۔ مسلمان اور زخمی ہوئے۔ اس
جھڑپ میں ریزرو رائفل کی مراعات اور اس کے بعد ہندوستانی فوج کے ڈوگروں
اور سکھوں نے مسلمانوں کے حوصلے اور بھی بڑھا دیئے۔ اس سے ان کی
آزادی کی تحریک شروع ہو گئی اور جگہ جگہ ڈوگرہ راج کے خلاف
پھیل گئی۔ ہندوستانیوں نے ریزرو رائفل کو ہتھیار پھینک دیئے۔ سپاہی کے
ہتھیار بھی چھین لیے گئے اور ریزرو رائفل کے مسلمانوں نے ڈوگروں کو قتل کر دیا۔
اس چیز نے ہندوستان کو صحیح کام کرنے پر مجبور کر دیا۔ ہندوستانی فوج
ڈوگرہ سپاہیوں کے قائم کردہ مسلح بازار میں گشت کرنے لگی۔
جس جس گاؤں میں ہندوستانی فوج پہنچی وہاں کے مسلمانوں نے خود بخود ہتھیار
اور لائسنس جمع کرانے شروع کر دیئے۔ کوئی کسی کرنے کے بجائے
ہتھیار ڈالنے لگے اور آزاد حکومت کے قیام کا اعلان کرنے لگے۔ ۸ نومبر سے
۱۵ نومبر تک [illegible]

پولیس کے اس تھانے دار کی تلاش میں سرگرم ہوگئے جس نے ابتدا میں مسجد کو منہدم کرنے کے مقدمے میں زمیندار کی حمایت کی تھی۔ یہ دن تھے جب کوئی قانون، کوئی حاکم، کوئی پولیس افسر لوگوں کے سیلاب کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ حقیقتاً کوئی نظم و نسق موجود ہی نہ تھا، کلب گھروں کے احکام ہی جاری تھے۔ لاکھوں کے مجمعوں و غائب، بازار صرف ایک دوسرے گاؤں شہر ہو میں [illegible]۔ مسلمان ہوں یا سکھ مسلم گھرانے کو لوٹا گیا۔

جیسے ہی مغربی پنجاب کے مرکزوں نے اپنے علاقہ کی موجودگی میں معززین کے ملک بدر کرنے کو ہوا دینا شروع کیا، اسی دن کشن دیو رائے نے حکومت کی۔ زمیندار، اس اجلاس اور پنجاب کے مرکزوں کے مرتبہ کے تھانے کو مقدمہ کرنے کے لیے ایک رپورٹ بھیجی اور امداد کے لئے درخواست کی۔ اس نے اس رپورٹ میں یہ بھی لکھا کہ [illegible] نے ہوئے ہیں۔ لیکن پہنچنے میں اس رپورٹ کی [illegible] کی گئی اور صرف دو سپاہی موقع پر بھیجے گئے۔ زمیندار اور زمیندار دونوں ہی نوٹس دیا کہ اس حال رکھنا ان کی ذمہ داری ہے، ورنہ دونوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

باری سنگھ تھانے کو دوبارہ [illegible] بھیجا۔ اس اطلاع میں [illegible] کو ہوا تھا۔ اس کے بعد لاکھوں کے واقعات کی اطلاع پہنچی تو یہ نہیں سنا گیا کہ کس طرح [illegible] کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اس موقع پر ایک انگریز افسر کی طرف سے جانے میں مسلح افواج کی امداد کی موجودگی کے لئے لکھا گیا۔ [illegible] ہرگوپال کے مقدمہ کی پیل کے ذریعے سپرنٹنڈنٹ تھا۔ ان رپورٹوں اور اطلاعات [illegible] کلاں باری سنگھ کے تھانے میں بھیج دی گئی اور دو [illegible] کے [illegible] کا حکم دے دیا گیا۔ باری سنگھ کے تھانے [illegible] ایک جمعدار اور [illegible] برق اندازوں [illegible] کرے گا۔ لیکن ۱۳ [illegible] علاقے کے زمینداروں کے انگریز مالک [illegible] نے حکومت کو [illegible] کہ [illegible] کسی جس میں فوج کی ضرورت [illegible] گا۔ [illegible] باری سنگھ کے [illegible] سپرنٹنڈنٹ پولیس

کی سرکردگی میں فوج کا ایک دستہ روانہ کر دیا گیا ۔ سکندر ہوگئی
کے راستے [illegible] ہوگئی سے [illegible]
اور [illegible] ۔ [illegible] کے [illegible] کے علاوہ بھی ۔
عمومی طور پر اس دستے کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہوتی تھی ۔ وہ یہ دستہ
[illegible] کی طرف روانہ ہوگیا ۔ جب [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]

سے قبل ہی بھاگ نکلا۔ دشمن کاروں نے اس کے علاوہ اس کے کارندوں کے گھر بھی لوٹ لئے اور اس کے کارخانے پر ہلہ بول دیا گیا۔ اس کے مینجر اور اس کی بیوی کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کو پیلو منڈی کے روبرو [illegible] وہ کام کرنے والوں پر آنسو گیس استعمال نہیں کرے گا۔

[illegible] اس نے رکاوٹ ہونے کی صورت میں ایک چارہ ایسے کا تصور کیا۔ وہ اسے پولیس اور انگریز کارخانہ داروں کے ممبروں اور ان کے مسلح ملازموں کو لے کر [illegible] کی صورت میں کے ذریعے سے اس کو جمنے کے راستے سے ہٹا دیا جائے۔ اس کے بعد اس کے آدمیوں نے اسے اطلاع دی کہ [illegible] کے سامنے ورکنگ مین کانسٹیبلوں کی [illegible] ہے۔ اس نے [illegible] آسان [illegible] کنسٹیبلوں کے [illegible] کے آدمیوں کے آگے آگے وہ بھاگ نکلے۔

[illegible] اور ٹیکس وصول کرنے [illegible] کارخانہ داروں کو [illegible] دی اور ان سے [illegible] ٹیکس وصول کیے۔ [illegible] کے سامنے ورکنگ مین کے ارد گرد کے تمام علاقہ اور وہ مسلمان جو ان سے متفق نہ تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔

[illegible] فوج [illegible] فوج ایک مکمل کنٹین اور دو [illegible] تھی۔ اس کی قیادت [illegible] کر رہا تھا اس کے [illegible] دل چھوٹی سی [illegible] دوسرے دن [illegible] فوج نے [illegible] کی گولی کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے۔ [illegible] بھاگ کھڑے ہوئے۔ [illegible]

اس کے لڑکے کی ایک آنکھ [illegible] لگنے کی وجہ سے ضائع ہو گئی۔ اس
[illegible] محسن کاشتکار رحیمی اور ساڑھے بیس سو کرنسی نوٹ۔
[illegible] اور اس کے ساتھیوں کی بعثوں کو بند کر دیا گیا اور ان کے
حامیوں کے مکانات لوٹ لیے گئے۔

[illegible] صدر کے [illegible] ۱۹۷ کے خلاف مقدمات دائر کیے
گئے۔ [illegible] سے ۹۰ [illegible] سزائیں دی گئیں۔ ان میں مطوعہ
[illegible] معصوم ہی تھا۔ اس دوسرے موقع پر حکم سنایا گیا اور
اس حکم کے فوراً بعد اسے تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔ گیارہ کو عمر قید بامشقت
[illegible] سزا دی گئی۔ [illegible] کو [illegible] کی قید کا حکم ہوا۔
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کی
[illegible] دوسرے لڑکے [illegible] کی [illegible] لیا۔

[illegible] اس تحریک [illegible] اس کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] اس تحریک کی وجوہات کی
[illegible] کے [illegible] وجوہات اور [illegible] کے متعلق سرکاری رپورٹیں بھی
بنگال کی سیاست پر روشنی ڈالتی ہیں۔

الھارھواں باب

ان تحریکوں کی توجیہات

دراصل انیسویں صدی کے آخری حصے میں وہابی ہتوا بڑھ چڑھ کر پیش کیا گیا ۔ اس دور میں مسلمانوں کی ہر تحریک اور ہر قدم کو وہابی سازش کا حصہ سمجھا جانے لگا ۔

انگریز کو اس دور میں جتنی دیشت اور وحشت وہابیوں سے ہوئی تھی اتنی کسی اور سے نہ تھی ۔ یہی نہیں بلکہ اس زمانے میں انگریز نے شعوری طور پر بھی مسلمانوں کے مذہبی پالیسی پر نظرثانی کرنے کا فیصلہ کیا ۔

ان تحریکوں کا جو تجزیہ چالیس برس بعد شروع ہوا اس کے پیچھے خود سیاسی وجوہات تھیں اور وہابی خطرے سے انگریزوں نے پریشان ہوکر ان تمام تحریکوں کو بھی وہابی تحریکیں قرار دیا ۔

ٹیٹومیان کی تحریک کے اصل محرکات کیا تھے — یہ وہ سوال تھا جس کا جواب انگریزوں نے بنگال کے عام مسلمانوں کو اس قدر مشتعل کر دیا تھا کہ وہ مرنے مارنے پر مجبور ہو گئے۔ ان اسباب کی جانچ کے لیے خود انگریزوں نے ایک کمیشن مقرر کیا۔ اس کمیشن نے اپنی تحقیقات پر مشتمل ایک رپورٹ پیش کی۔ اس میں جے آر کالون (جس نے یہ رپورٹ مرتب کی تھی) واضح طور پر لکھتا ہے کہ:

> ''یہ تحریک اور ہنگامہ خالصتہً مذہبی نوعیت کا تھا اور اس میں صرف بنگالی مسلمان اور بعض علاقے کے مسلمان کاشتکاروں اور جولاہوں نے حصہ لیا ہے۔''

کالون نے اپنی رپورٹ میں مسلمانوں کی اس تحریک کو سیاسی مقاصد کی حامل قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس تحریک کو کسی قسم کی باغی تحریک کا لقب دیا جس کا مقصد برطانوی حکومت کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کی حکومت قائم کرنا ہو۔ لیکن پھر بھی اس تحریک کے متعلق ان سیاسی اور باغیانہ مقاصد کا چرچا کیسے شروع ہوا اور مدرج کے اوراق ان مقاصد اور عزائم کی تفصیلات سے کیسے بھر پور شروع ہو گئے — اس سوال کے جس کا جواب اندازے و قیاس سے ہے۔ اس تحریک کو جسے اس وقت بالکل مذہبی نوعیت کا درجہ دیا گیا اور اس کے متعلق کوئی مزید تحقیق ضروری نہ سمجھی گئی تھی، اسے چالیس برس بعد ایک نئے سرے سے کھنگالا جانے لگا، اور نئے تجزیے کیے جانے لگے۔ ان تجزیوں کی بنیاد نکلنے والے ہی شائع شدہ ایک مضمون سے کی۔ یہ مضمون ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۷ء میں شائع ہوا۔ مضمون نگار مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ اس مضمون میں اس وقت کے حکام اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں کو بری طرح مطعون کیا گیا تھا کہ انہوں نے اپنی اس تحریک سے خوش ہو کر جس کا مقصد سراسر سیاسی تھا اور اس کا علم ہی یہ تھا کہ انگریزوں کو برصغیر پاک و ہند سے نکال باہر کیا جائے؛ حکومت مسلمانوں کے سپرد ہو کیوں کہ حکومت کے جائز وارث وہی تھے۔ اس مضمون کا شائع ہونا تھا کہ اس کے بعد مسلمان

اس قسم کے مضامین، پمفلٹ اور کتابیں تحریر ہونا شروع ہوگئیں۔ بعض کسی زیادہ تحقیق و کاوش، چھان بین اور تاریخی شواہد کے یہ تسلیم کرلیا گیا کہ کانگریس یا اس کے معلوم مصنف نے اس چالیس برس پہلے کی تحریکوں کے متعلق جو نقطۂ نظر پیش کیا ہے وہ درست ہے۔ چنانچہ وچم بنرجی نے جب اپنی مشہور کتاب 'انڈین کرسچنز' کے عنوان سے لکھی تو اس نے کانگریس کے اس مفروضے کی تصدیق کی کہ وہ ہندو اصلاح کی تحریکیں تھیں۔ اور اس طرح یہ تسلیم کرلیا گیا کہ انیسویں صدی کے ابتدائی وسط میں بنگال کے مختلف گوشوں میں جو مذہبی اصلاح کی جو تحریکیں ابھریں اور جنھوں نے بعد میں کانگریس اور کانگریس کی حمایت کی تحریکوں کا روپ اختیار کرلیا وہ اصل میں مذہبی تحریکیں نہیں، اور ان کے مقصد میں برطانوی حکومت کا خاتمہ سب سے اہم تھا۔

ایک طرف انیسویں صدی کے دوسرے وسط میں بنگال کی ان تحریکوں کو سراسر سیاسی بنانے کی کوشش کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، تو دوسری طرف مسلمان مؤرخ نے کو سراسر غیر سیاسی اور صرف مذہبی تحریکیں کہنے پر مصر تھے۔ ان تحریکوں کے متعلق صحیح حالات بیان کرنے سے یہ گروہ بھی گریز کرتا رہا۔ کیونکہ اگر یہ حالات بیان ہوتے تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی کہ ان تحریکوں نے ہندو زمینداروں کے گھروں کو بھی لوٹا ہے، سرمایہ کاری کی ہے۔ ان باتوں کے تسلیم کرنے سے یہ گروہ سمجھتا تھا کہ ان تحریکوں اور ان کے مقاصد کی تصحیک کا پہلو نکلے گا۔ غالباً اسی سبب سے اس گروہ نے بھی یہ باتیں تفصیل سے بیان کرنے سے اجتناب کیا یا ان سے چشم پوشی کی۔ وہ حالات اور کوائف کہ جن کی وجہوں سے ان تحریکوں کو مذہبی اصلاح کی حدود سے نکل کر پہلے ہندو زمیندار کے مخالف اور پھر خود برطانوی حکومت کے خلاف سرگرم عمل بنا۔

ان تحریکوں کے بارے میں تمام حالات اور ان کے اسباب اس قدر گڈمڈ رہے ہیں کہ ان کی طرف تفصیلی طور پر توجہ ہی نہیں کی جا سکی۔ سب سے پہلے تو اس بات کی وضاحت ہونا چاہیے کہ ان تحریکوں کو مذہبی اصلاح کی تحریک قرار دینے کی جو مہم تھی وہ ان تحریکوں کے خاتمے کے چالیس برس بعد کیسے اور کیوں شروع کی گئی۔ اس کی وجہ وہاں مفسدات اور

ں میں بنگال و بہار کے مسلمانوں کی سرگرمیاں تھیں ۔ ۔ ۔

کی خواہش ہوتی ہے - بنگال میں بھی مسلمانوں کو جس آزمائش اور سختی کا سامنا کرنا پڑا اس نے ان تحریکوں کو جنم دیا - عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ چونکہ مذہب کو بہت کم دخل ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے نافرمان بندوں کو اپنے فضل و کرم سے محروم کر دیا ہے - اس لیے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر سختی سے عمل ہونا چاہیے تاکہ اس کا فضل و کرم دوبارہ ہونے لگے -

اب اسی جذبے نے مختلف گوشوں اور ملکوں میں خاص اسلامی تحریکیں پیدا کی ہیں - ہندوستان میں عدم تشدد کی تحریک سے لے کر ہندو حکمرانوں پر مسلمانوں کا اعتماد ختم ہوتا گیا - انہوں نے اپنی اپنی خاص تنظیم کے ذریعے دیکھا کہ ہندوؤں کے ہاتھ اقتدار اور جاہ و جلال ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ان کے مرہٹوں کا قبضہ ہو گیا - یہ قبضہ دنیا میں ہر جگہ - اسی طرح کی کشمکشوں کی داستانوں سے بھرا ہوا ہے - ہر جگہ کے مسلمان کسی نہ کسی حد تک ضرور ہوئے ہوں گے - جو چیز ہمیں وہ ہے کہ ان کا عقیدہ عام ہو گیا - اگر صحیح معنوں میں مسلمان اسلام پر عمل پیرا ہو جائیں تو وہ پھر سے اپنی حکومت، اپنا اقتدار اور اپنا جاہ و جلال واپس لے سکتے ہیں - ہندو تنگ اور افلاس سے تنگ محسوس کر سکتے ہیں -

ظاہر ہے حکومت و اقتدار کی خواہش اور بھوک اور افلاس سے نجات کی تڑپ ہی نے ہر دل میں، بنگال میں اس جوش و جذبہ کی تکمیل کی یعنی اصلاح دین کی مہم سے ہوئی - بنگال میں جو صورت حال تھی اس کے تحت مسلمانوں کی اصلاحی تحریک متحول اور صاحب ہمت بنگالیوں کی بدولت خار دار کیر کھیکنے لگی تھی - وہ جذبہ عیاں ہے - لیکن ہندوؤں کے اس حملے کا تجزیہ ہو گیا تھا - لیکن ہندوؤں کے اس طبقے کو بنگال ایسی بوریس عطا کر دی تھی کہ وہ مسلمانوں کو اپنا دشمن تصور کرنے لگ گیا تھا - نتیجہ یہ ہوا کہ ان طبقوں کی چلائی ہوئی تحریکوں میں بھی مسلم دشمنی کا جذبہ پیدا ہو گیا - اس جذبے کے اہم محرکات کا جاننا ضرور اس بات کی ہے کہ ان وجوہات کی وضاحت کی جائے - ہندوستان کے مورخ عام طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ بنگال میں بہت انڈیا کمپنی کی حکومت جب مضبوط ہوئی تو انہوں نے کہ ہندو ہونے کے اس نے پورا پورا تعاون کیا

کیوں کہ وہ نہ زوال مسلم حکومت اور روزمرہ کی انہی پہل ان کے کاروبار کی محافظ نہ ہو سکتی تھی ۔ مزید برآں ان حکومتوں میں ویسے بھی ہندوؤں کا حصہ نہ ہونے کے برابر تھا ۔ اس لیے حکومت کی تبدیلی ان کے لیے کوئی فرق نہیں ڈالتی تھی ۔ بلکہ اس کے برعکس ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنی تجارت میں ان کے تعاون کی جب ضرورت پیش آئی تو ہندوؤں کو خود بخود ایک بہتر پوزیشن حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا ۔ اس طرح مسلمانوں اور مسلمانوں کے خلاف جو عناد پہلے ہی سے موجود تھا اس کے [illegible] صورت پیدا ہو گئی ۔

بنگال میں انگریزی راج کے قیام کے وقت جو صورت حال تھی اس کا تذکرہ ایس ۔ سی ۔ ہریل نے کیا ہے ۔ اس برطانوی افسر نے بنگال میں مال گزاری کے متعلق تمام دستاویزات کو پلاسی کی جنگ کے زمانے میں یکجا کیا تھا ۔ ان دستاویزات کو بعد میں تین جلدوں میں شائع کر دیا گیا ۔ وہ ان دستاویزات کے تعارفی نوٹ میں ایک جگہ لکھتا ہے :

"کچھ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ جیسے جیسے مسلمانوں کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی ، ہندوؤں میں احیاء ہو رہا تھا ۔ یہ صورت حال پورے ہندوستان میں رونما ہو رہی تھی ، لیکن بنگال میں ہندوؤں کے احیاء کی رفتار زیادہ تیز تھی ۔ اس لیے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بنگال میں انگریزوں کے مددگار اور حامی کلیتہً ہندو تھے یا ان کے گماشتے تھے ۔ اور یہ بات بھی یقینی تھی کہ بنگال کے ہندو زمینداروں نے سراج الدولہ کا تختہ الٹ دیا ہوتا اور اس کی جگہ کسی ہندو کو بٹھا دیا ہوتا اگر ہندو سپاہیوں نے ان کا ساتھ دیا ہوتا ۔"

ہندو زمینداروں اور راجاؤں کی مسلم حکومت سے بےوفائی کے تذکرے دوسرے افسروں نے بھی کیے ہیں ۔ مثال کے طور پر کرنل مکاٹ نے ۱۷۵۳ء میں اپنے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ ہندو راجے اور ہندو آبادی مسلمانوں کی حکومت سے سخت نالاں ہیں اور وہ اس حکومت کا جوا اتار پھینکنے کی کوشش میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ۔ ہریل آگے چل کر لکھتا ہے کہ :

"ملک کی تمام تجارت اور صنعت چوں کہ ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی، اس لیے ان کا تاجروں کے طبقوں سے رشتہ لازمی تھا۔ چنانچہ ان طبقوں اور ہندو طبقوں میں ایک قسم کے گہرے رشتے کا ہونا ضروری بات تھی۔ دونوں کے مادی مفاد کا تقاضا بھی یہی تھا۔"

اس پورے دور میں بنگال کے ہندوؤں کے مسلم آرزوئے کی لاتعداد شہادتیں موجود ہیں۔ مشہور مورخ ڈاکٹر کے دس رقمطراز ہے کہ:

"گو ہندوؤں اور مسلمانوں میں رسم و رواج اور فکر کی بنیادی کے اثر موجود تھے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ دونوں مذاہب نے معاشرے کے اوپری طبقوں میں ایک قسم کی رقابت اور چشمک پائی جاتی تھی۔ اس لیے ہندوؤں کے اوپری طبقوں نے مسلمان حکمرانوں کے خلاف انگریزوں کے ساتھ ساز باز کی۔ اگر شاہ عالم نے دل و جان سے میر قاسم کی امداد کی ہوتی تو آج بنگال کی تاریخ کا دھارا بالکل مختلف سمت میں بہہ رہا ہوتا۔"

انگریزوں کی ہندوستان میں شاہ عالم اور اس کے لڑکے دارا شکوہ کو بہت بڑا ہوا تھا۔ ورکس ہاپ ——— نے خود اپنے منہ سے سنی اور اپنے باپ کی سرگزشتوں کا ذکر سنا ہے اور لکھا ہے کہ کس طرح انہوں نے انگریزوں کی مدد کی۔ اس دور کے حالات کا اندازہ ایک اور دستاویز سے ہوتا ہے کہ کس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کی تجارتی رقابت میں آئی تھی۔

جب سراج الدولہ نے انگریزوں کو کلکتے سے نکال باہر کیا اور انگریز بھاگ کھڑے ہوئے اور فلتا کے مقام پر پناہ گزیں ہوئے تو ان کو اشیائے خوردنی مہیا کرنے کی ذمہ داری ایک بڑے زمیندار مہاراجہ نبکرسا نے اپنے ذمے لی، اور وہ ان کو سراج الدولہ کے احوال سے بھی آگاہ کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے گورنر ڈریک کو ایک خط لکھا، اس میں یہ درج تھا کہ اس کو کسی ہندو تاجر سے پڑھوایا جائے: مسلمان تاجر کو اس خط کا پتا نہ چلے۔ اس زمانے کے بنگالی ادب میں بھی مسلمانوں کے خلاف

اچھا خاصا مورخ ہندوستان ہے اور کئی ایک دوسرے انگریز تذکرہ نگاروں نے بھی ہندوؤں پر مسلمانوں کے مظالم کا تذکرہ کیا ہے۔ ظلم و ستم کے متعدد شرمناک واقعات ان حضرات نے بھی منسوب کئے ہیں۔ اور یہ اور اس قسم کی دوسری رائے جیسا روشن خیال انگریز بھی ان حقائق کا اظہار کرتا ہے، حالانکہ وہ مسلمانوں کی تہذیب اور ثقافت کا بڑا دلدادہ تھا۔ وہ عربی اور فارسی کا عالم تھا۔ اس نے فارسی زبان میں اخبار بھی جاری کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ مسلم راج سے چھٹکارا پانے کو ترقی کی طرف ایک بہت اہم قدم سمجھتا تھا۔ چنانچہ ۱۸۲۳ء میں اس نے ایک عرضداشت شاہ برطانیہ کے حضور میں گزاری جس میں وہ یوں رقم طراز ہوا:

"ہندوستان کا بہت سا حصہ کئی صدیوں سے مسلمان حکمرانوں کے زیر نگیں چلا آرہا ہے اور ان حکومتوں میں ہندوستان کے اصل باشندوں کے شہری حقوق اور مذہبی حقوق کو پاؤں تلے روندا جاتا رہا ہے۔ بالآخر مسلمان حکمرانوں کے ان مظالم سے تنگ آکر دکن اور پنجاب میں مرہٹوں اور سکھوں نے بغاوتیں کر دیں اور اپنی حکومتیں قائم کر لیں۔ لیکن بدقسمتی سے جس طور پر کہ ضرور ہے، وہ اسلحہ اٹھانے سے گریز کرتے رہے، اس لیے وہ اس پورے دور میں مسلمان حکمرانوں کے وفادار رہے۔ حالانکہ ان کی جائدادیں تباہ و برباد کی جاتی رہیں، ان کے مذہب کی توہین ہوتی رہی، ان بے گناہوں کا خون بہایا جاتا رہا۔ بالآخر قدرت نے رحم کیا اور انگریزوں کو منظور کیا کہ وہ ہندوؤں کو اس غلامی کے جوئے سے نجات دلائیں اور اپنی پناہ میں ان کو لیں۔ میں اپنا مضمون ختم کرنے سے پہلے خدا کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے خلق خدا کو اس ملک کو پہلے حاکموں سے نجات دلائی اور انگریزوں کے سپرد کیا۔ ایک ایسی قوم کے سپرد جو شہری اور سیاسی آزادی کی حامی ہی نہیں بلکہ اس کا مقصد سیاسی اور معاشرتی میدانوں میں اضافہ کرنا ہے اور علوم و معارف میں آزاد تحقیق و جستجو کو رواج دینا ہے۔"

یہ خیالات صرف راجا رام موہن رائے ہی تک محدود نہیں بلکہ اسی عہد کی دستاویزات موجود ہیں جن میں اس قسم کے خیالات کا ذکر کیا گیا ہے اور بنگال میں تمام جاگیروں کی ملکداری مسلمانوں اور مسلمان حکمرانوں پر ڈالی گئی ہے۔ ان دستاویزات سے یہ پتا چلتا ہے کہ کس طرح اس وقت کے بنگال میں ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف ایک شدید نفرت پائی جاتی تھی اور اس نفرت کا اظہار چلا چلا کر ہو رہا تھا۔ چونکہ زمینداری پر ہندوؤں کا قبضہ ہو چکا تھا اس لیے ہندوؤں نے اپنے مسلمان کاشتکاروں کے خلاف اس عناد کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔

ہندوؤں کے زمین داری پر قبضہ و تسلط نے اس صورت حال کو اور بھی خطرناک بنا دیا اور مسلمانوں کا معاشی اور ثقافتی مفاد سخت خطرے میں پڑ گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ہر جاگیر میں گماشتگی کے ذریعے سے مسلمانوں کو بالکل محرومین کی صف میں لا کھڑا کیا۔ اس کے متعلق سرسید احمد خاں اپنے رسالے اسباب بغاوت ہند میں لکھتے ہیں:

> "اگلی عمل داریوں میں بلا سند حصب زمین داری کی خاکی تھی اور زمین اور پیداوار کا دستور تھا مگر یہ بہت سہل ہوتا تھا۔ اور جہاں جہاں ہوتا تھا یہ زمانہ کی اور حوصلے سے ہوتا تھا۔ یہ علت تھی یا یہ سبب فرقہ حکمراں اور محکوم اسلام مذہب کا کبھی دستور نہیں ہوا۔ ہندوستان میں زمین داری موروثی زمین داری کو بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ جس کے زوال سے ان کو کامل رنج ہوتا ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے تو ہندوستان میں ہر ایک محل زمین داری کا ایک چھوٹی سی سلطنت دکھائی دیتی ہے۔ قدیم سے سب کی زمانہ کی ایک سلطنت برقرار ہوتا ہے۔ وہ ایک بات ضرور کرتا ہے اور ایک حصہ زمین دار کو بہ قدر اپنے حصے زمین داری کے دیتا اور دخل دینے کا اختیار ہوتا تھا۔ رعیت یا شدہ دیہہ کے چودھری بھی حاضر ہو کر کچھ کچھ گفتگو کرتے تھے، ہندوستان کے ہر ایک ملک میں بہت خاصی صورت ایک چھوٹی سی سلطنت اور پارلیمنٹ کی موجود تھی۔ بے شک بادشاہ کو حق تھا اپنی سلطنت کا رنج ہوتا تھا، ایسا ہی

زمیندار کو اپنی زمین داری جانے کا غم تھا۔ ہماری گورنمنٹ نے اس کا متعلق خیال نہ کیا۔ ابتدائے عملداری سے آج تک ۔ یہ کوئی کاؤں باقی ہوگا جس میں چوڑ چھ اشتعال نہ ہوا ہو۔ ابتدا میں ان نیلاموں نے ایسی بے رحمی سے کثرت پکڑلی کہ تمام ملک الٹ پلٹ ہوگیا۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں :

"بعوض زر قرضہ نیلام حقیقت کے رواج نے جب سے فساد بپا کیے۔ مہاجنوں اور روپے والوں نے دم دے کر زمین داروں کو روپے دے اور قصداً ان کی زمین داری چھیننے کو جب فریب بپا کیے، اور ڈیوں میں ہر قسم کے جھوٹے سچے مقدمات بنائے۔ اور قدیم زمین داروں کو بے دخل کیا اور خود مالک بن گئے۔ ان آفات نے تمام ملک کے مقدمات کو ہلا ڈالا۔"

یہ اسباب ۱۸۵۷ء کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے بیان کیے گئے تھے، لیکن بنگال میں یہ اسباب بہت پہلے پیدا ہوگئے تھے اور ان اقدامات کا رد عمل شروع ہوگیا تھا۔ چنانچہ یہ رد عمل ہی تھا جو ۱۸۲۰ء سے ۱۸۹۰ء تک بنگال میں مختلف تحریکوں کی صورت میں نمودار ہوتا رہا۔ لیکن یہ تحریکیں ان مخصوص حالات کا نتیجہ نہیں اور دین کی اصلاح سے شروع ہو کر آہستہ آہستہ سیاسی تحریکیں بن گئیں۔ ان تحریکوں کے شروع کرنے والے سیاسی عوامل سے کوسوں دور تھے لیکن دین کی اصلاح عوام کی بہبود کے بغیر بے نتیجہ ہوتی ہے۔ اور جب کوئی دیانت دار مصلح دین کی اصلاح کی بات کرے گا تو اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ عوام کی بہتری اور ان کے مطالبات کے لیے جد و جہد کرے۔ اور جب وہ یہ جد و جہد کرے گا تو اس کی نوعیت سیاسی ہو جائے گی۔ اسی بنیاد پر بیطو میاں کی تحریک سیاسی تحریک کہلا سکتی ہے، ورنہ اس کا مقصد صرف دین کی اصلاح تھی۔ حالات نے انہیں سود کے خلاف بھی صف آرا کردیا۔ اور یہ حالات ہی تھے جنہوں نے برطانوی حکومت کے خلاف بھی انہیں صف آرا

ہونے اور ان کے دشمنوں کی صف میں شامل ہونے پر مجبور کیا۔ یہ تھیں مشرق پاکستان اور بنگال میں بغاوت کی کہاں تحریکیں جن کے اثرات آج بھی مشرق پاکستان میں نمایاں ہیں۔

السواں باب

معاشرتی رد عمل
دو متضاد رجحانات

"موجودہ ملکی رواج و عادات کی رو سے مسلمان ہم لوگوں کو کافر ، لعین ، اور بد دینوں کی ایک ایسی جماعت تصور کرتا ہے جس نے ایک پھولتی پھلتی اسلامی حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا ہو ، کیوں کہ اس فتح اور جنگ جو مذہب کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ دنیا میں سب پر غالب ہوکر رہے اور دنیا کی تمام دوسری قوموں کو مغلوب رکھے ۔ اسی طرح کے مذہبی تعصب کی بنا پر ہندو بھی ہم لوگوں کو ملیچھ سمجھتے ہیں یعنی ایسا کہ قوم جس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا جائز نہیں ہے ۔ اور یہ دونوں قومیں ہندو اور مسلمان ہم لوگوں کو ایک غیر ملکی غاصب تصور کرتی ہیں جس نے ان کا وطن ان سے چھین لیا ہے اور انہیں دولت و عزت کے تمام مواقع سے محروم کر دیا ہے ۔ ان حالات میں مغربی علوم سے دیسی لوگوں کو روشناس کرانے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی ذہنیت یکسر بدل دی جائے ۔ وہ نوجوان جو ہمارا طریقۂ تعلیم اختیار کریں گے وہ بنی قدیم روایات کی بنا پر ان مغائی طریقوں

سے آزادی حاصل کرنا بھول جائیں گے جن کے وہ عادی ہیں (یعنی مسلح بغاوت) ۔ وہ ملک کی تمام مجلسوں کو سفری رنگ میں رنگنے کی جد و جہد کریں گے ۔ اگرچہ دونوں کا مآل حکومت خود اختیاری ہے، مگر ایک قانونی طریقے سے اور دوسرا لاقانونیت کے ذریعے سے ۔"

دو متضاد رجحانات

بنگال میں دوامی بندوبست نے دیہات میں بسنے والے مسلمانوں پر جو اثرات چھوڑے وہ ہم ان صفحات میں دیکھ آئے ہیں یہ بھی تفصیل سے بتایا جاچکا ہے کہ کس طرح ہندو تاجر اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندوں کا اتحاد عمل میں آیا اور دونوں کے اقتصادی مفادات نے ایک دوسرے کو کس قدر قریب کردیا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس اتحاد نے مجموعی طور پر بنگال کے ہندو معاشرے کو کس طرح اور کس حد تک متاثر کیا۔ بنیادی طور پر ہندو بنگال اور مسلم بنگال کی تقسیم انہی خطوط میں ہوئی تھی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی اقتصادی پالیسیوں نے بڑی شعوری طور پر ان دو بنگالوں کی بنیاد رکھی تھی۔

جس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ بنگال کے ہندو تاجر نے کمپنی سے تعاون کرکے اس کے کاروبار کی جڑیں پھیلانے کے لئے معاشرے میں مقام پیدا کرلیا تھا اور اسی مدد کے عوض اس نے دوامی بندوبست کے وقت زمینداری پر قبضہ برقرار اور ایک بڑے دیہات کی دیوانی میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہوگیا تو دوسری طرف شاید ہی کوئی ہندو تاجر اور صاحب حیثیت اور حاکموں کے ہوسکنے کی حیثیت سے اس معاشرے میں ایک بلند حیثیت کا مالک بن گیا ہو۔ اس کا مطلب نہیں ہے کہ ہندو نے کسی عداوی کی وجہ سے مسلمانوں کا راستہ روکا تھا۔ اس وقت اور اس دور میں وہ ایسی کے موجودہ رویے کے مقصدوں سے ہم ہی نہیں لیا تھا۔ ہندوؤں کا ایک بہت بڑا حصہ تجارت سے پیشہ متعلق رہا ہے؛ وہ مسلمانوں کے دور حکومت میں بھی تجارت اور ساہوکاری کاروبار سے متعلق رہا۔ اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے آنے کے بعد بھی وہ انہی شعبوں کے ساتھ آگے بڑھا۔

ہندوؤں نے مسلمانوں کی حکمرانی کے دوران میں ان کی زبان سیکھی، ان کے ملکی قانون قبول کئے؛ بنگال میں جس طرح جب مغربی تہذیب کی بنیاد ہوئی تو پورے ملک میں انگریزی کے رواج کے لئے اس کے ساتھ چلنے کا فیصلہ کیا۔ اس تہذیب کے اثرات کو جب تک قبول کرنے کا فیصلہ

کیا کیوں کہ تجارتی اقوام اور طبقوں میں تہذیبی اثرات کو قبول کرنے کا ایک بنیادی خاصہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنگال کے ہندو زمیندار اور تاجر طبقے نے صرف دولت ہی نہیں کمائی بلکہ وہ ہندو معاشرے میں مغربی افکار اور تہذیب کے نقیب بھی بنے۔ انھوں نے بھی افکار سے متاثر ہو کر اپنے معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ ہندو معاشرے میں جس وقت مغربی افکار اور تعلیم کا چرچا ہو رہا تھا اس وقت مسلم معاشرے میں مغرب سے آنے والے افکار و تہذیب کے خلاف نفرت کے سوتے پھوٹ رہے تھے، کیوں کہ انیسویں صدی کمپنی کی راہ سے آنے والے عیسوی تاجروں نے ان مسلمانوں کی دنیا تباہ کر دی تھی۔ ان کی زمین داریاں لٹ گئیں اور اسرت تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ جس حکومت کے لئے وہ آسودگی کے دن گزار رہے تھے، اس حکومت کی بساط ہی الٹ گئی تھی۔ اس لیے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ردعمل اس نئی صورت، نئی تہذیب اور نئے افکار کے بارے میں کبھی ہمدردانہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہی وہ بنیادی ردعمل تھے جو انیسویں صدی کی ابتدا میں ظہور پزیر ہوئے۔ ایک رد عمل نے جاگیر دارانہ طبقہ، دوڈھوسان اور بیقو مان کی تحریکوں کو جنم دیا اور دوسرے رد عمل نے برصغیر کے مسلمانوں کو متاثر کیا۔ ایک نے انگریزی زبان اور انگریزی تہذیب کے مقابلے کے لیے فضا ہموار کی، دوسرے نے انگریزی زبان اور انگریزی افکار کو قبول کرنے کے لیے راستہ ہموار کیا۔

اسلامی تعلیم کی ضرورت

دولتی ہندو طبقے نے بنگال کی دیہی اور شہری جنتا ہی کو تباہ و برباد نہیں کیا تھا بلکہ پورا معاشرہ درہم برہم ہو گیا تھا۔ کیوں کہ پوری معاشرت کا زمین داری نظام سے متعلق تھی۔ سب سے اول جو شعبہ متاثر ہوا وہ تعلیم کا شعبہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تعلیم کا تعلق بھی زمین دار سے تھا اور وہی اس کا سب سے بڑا سرپرست تھا۔ زمین دار سے مراد وہ جاگیردار تھا جو مغل بادشاہ وقت کو ٹیکس دیتا تھا۔ اس لیے ہی کی وجہ سے مغل دور کے تعلیمی ادارے قائم ہوئے تھے۔ اس بنا پر ایک طرح کی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ تعلیم کے لیے انتظام کرے اور اس معاملے میں تعلیم کا انتظام کرنے کا مطلب یہ تھا کہ صبا

کے کاغذوں، کتابوں اور خود سے لے کر ساری کی محاصلوں اور ان میں کے اخراجات کا اندازہ کیا جائے۔ جب ہر ایک چیز کی پوری طرح فراہم ہوگا، تو معلوم ہو سکے گا کہ کس طرح کے کتنے ملازموں کی ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے کہ اٹھارھویں صدی کے جن چلاؤ کے دور میں ان کے مسلموں کو اس قسم کی انتری کی جانب شدید حصہ میں جا، اندازہ کمی کے علاوہ بھی بعض اوقات پریشان کا دیتی ہیں کیونکہ ان کو بھی کام کے لیے بڑھے لکھے لوگوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ کلکتے کے ایک درخواست مرتب کی اور کہ وہ بھی آپ دیتا تھا جس نے لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ درخواست میں کی، جس کا ذکر خود لارڈ ہیسٹنگز نے اپنی یادداشت میں کیا ہے اور اس نے نوٹ نظر کو بھی پڑھا ہے۔

"سنہ ۱۷۸۰ء کے بعد سے اور مغربی اس نکتے کے چند اہم واقعہ اور معتمد مسلموں کا وار ہونے کے لیے آپ اور مقابلہ کیا کہ کلکتہ محمدانس ہو جی واپس اور بعد علمی میں آپ اپنی سفر ہے، نکتے میں آ سکتا ہے؟ اس بات میں کسی طرح راضی کرلوں کہ وہ ہم رہے اور آپ سلامتی درست واقع کرکے مسلمان ہو کو فقہ اسلامی اور اسی طرح کے دوسرے علوم جو مسلمانوں میں رائج ہیں اور جن علوم میں اس قوم کو دسترس حاصل ہے، حاصل کرلے۔ اس کے بعد اس بات کی ضرورت کہ اس طرح کی درستگی کے بعض علمی مقدمہ ہے ضروری ہے بلکہ اس وجہ سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ حکومت کو ایسے باشعور اور فہم یافتہ عہدہ داروں کی ضرورت ہے جو فوجداری عدالتوں میں جج اور دیوانی عدالتوں میں منصف اور اسسٹنٹ کے فرائض انجام دے سکیں۔ ظاہر ہے کہ ان عہدوں کے لیے جو اس قسم کی تربیت کے عہدے ہیں، ایسے لوگوں کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے جو فقہ اور اصول فقہ میں کافی مہارت رکھتے ہوں۔ کیونکہ گزشتہ تجربوں کے خبر سے ثابت کردیا ہے کہ ضروریات کے وقت ایسے لوگ بڑی مشکل سے ملتے ہیں۔ آخر میں ان لوگوں سے یہ بھی ہے کہ کہ خاص بڑے

سامنے وہ عرض داشت پیش کرنے کی تاب و مجال کہاں ہے؟ وہ
بد کلہ ان کے حسن عمل کے مقابلے میں ان کی دینداری
اور عالموں کی عزت افزائی [illegible] میں نے ان کی تمام باتیں
سنے کے بعد ان سے کہا۔ "مجھے آپ کی تمام باتیں معقول
معلوم ہوئیں۔ آپ کی حکمت اس معاملے پر کچھ دنوں سے غور
کر رہی تھی۔ اس لیے میں آپ کی درخواست قبول کرتی ہوں۔"
لارڈ [illegible] کے جس شخص کو بھی ہندوستان میں محمڈن لٹریچر
وہ دراصل مولانا [illegible] ہیں جو [illegible] سے ہندوستان آئے اور حضرت [illegible] سے
لاہور میں [illegible] کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ ہی کو عرف عام میں
مولوی [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible] کے بعد کرنے
میں جس مولوی صاحب سے مشورے کی ضرورت پڑی وہ یہی مولانا محمد ہدایت حسین
یہی تھے جب لارڈ [illegible] نے مدرسے کے قیام کی منظوری دے دی تو
مولانا محمد ہدایت حسین [illegible] کہ وہ لکھنؤ ہی میں رہ کر
مدرسے کے قیام میں مدد دیں۔

مدرسے کا قیام

[illegible] کے قریب ہی ایک دالان میں
اس مدرسے کی بنیاد رکھی گئی۔ جناب علم درس نظامیہ کے مطابق رکھا
گیا۔ مولانا صاحب خود بھی درس نظامیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔
مدرسے کے مصارف کی مد میں گورنمنٹ نے دس ہزار روپے [illegible]
ذیل مدوں [illegible] کے لیے یہ رقم منظور کی گئی:

۱۔ استاد کی تنخواہ ماہانہ [illegible] روپے
۲۔ چالیس [illegible] کے وظائف ۵ روپے سے
۳ روپے [illegible] کی رقم کے حساب سے کل [illegible] وظائف
کی مد میں منظور کی گئی = ۲۲۲ روپے
۴۔ جاروب کش = ۲ روپے
۵۔ کرایہ مکان = ۱۰۰ روپے

[illegible] مدرسے کی [illegible] کے [illegible] اس دالان
کو [illegible] کی [illegible] دوسرے کے لیے

ورن ہسٹنگز نے قصبہ [illegible] کی حیثیت دے دی اور اس کے مدرسے کی عمارت تعمیر کروائی گئی۔ [illegible] کے نام سے موسوم ہوئی۔ ۱۷۸۰ء سے [illegible] تک اس عمارت کے نام معارف دار [illegible] ہسٹنگز ہی کے [illegible] اس [illegible] بدقسمتی کو [illegible] اس میں وارن ہسٹنگز نے لکھا تھا:

"میں نے اکثر [illegible] ہے کہ جس میں مسلمان لڑکوں کو [illegible] جاسکے، اور جس کے [illegible] سرکاری ملازمتوں میں [illegible] کے لڑکے [illegible] سکیں۔ اسے دونوں [illegible] مدرسے کا خرچ [illegible] حصہ [illegible] پورا کرتا رہا ہوں، مگر اب وقت آگیا ہے کہ [illegible] اس ادارے کی ذمہ داری مستقل طور پر [illegible] لے لے اور اس [illegible] ارضی پر جسے [illegible] کے لیے [illegible] گئے ہے ایک مناسب عمارت تعمیر کرنے کا [illegible] ہے، جس پر میرے تخمینے کے مطابق [illegible] روپے لاگت آئے گی۔"

کمپنی کے ڈائرکٹروں نے وارن ہسٹنگز کی خواہش کے مطابق اس اجازت کی منظوری دے دی، لیکن حتمی منظوری کے لیے [illegible] بورڈ آف ڈائرکٹرز کو [illegible] دیے گئے، جس سے ۱۷۸۲ء تک [illegible] ہی آئی اور اس دوران میں وارن ہسٹنگز اپنے اس [illegible] اختیار رہا۔ بالآخر کمپنی نے مدرسے کے لیے [illegible] کے چند گاؤں جن کی سالانہ آمدنی بارہ ہزار روپے تھی، مدرسے کے نام کرنے کا فیصلہ کیا، اور اس ضمن میں [illegible] بھیجی جس میں کہا گیا تھا:

"مدرسہ یا کالج جو علوم مشرق کی تعلیم اور ترقی کے لیے [illegible] ۱۸ مارچ ۱۷۸۱ء کی قرارداد کے تحت قائم کیا گیا اب [illegible] ہوگیا ہے اور [illegible] جاری ہو چکا ہے۔ اس درسگاہ کے لیے ایک خاص عمارت بھی تعمیر ہو چکی ہے۔ بورڈ نے چند گاؤں کے لگان جو [illegible] کے قریب ہی واقع ہیں، اور جن کی مجموعی [illegible] بارہ ہزار روپے سالانہ کی ہے، اس

درس گاہ کے مصارف کے لیے مخصوص کردہ ہے۔ اور یہی بات
ہے کہ [illegible] کے مصارف کے لیے [illegible]
ہوگی۔"

[illegible] تو اس موقع پر اس نے [illegible] مرتب کی
جس میں کہا گیا تھا:

"[illegible] کے محکمے اور [illegible]
قسموں کے [illegible] لیکن ان سہولتوں کے
دستور فرض کی [illegible] اور [illegible]
اور [illegible] بلکہ [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے
ورجل کرنے کی [illegible] اور [illegible]
اسلامی اصول [illegible] لیکن افسوس ہے [illegible]
ہے اس طرح کے [illegible] ہوئے [illegible]
لیکن [illegible] کے [illegible]
دباؤ کی وجہ سے [illegible] کے [illegible]
مسلمانوں پر [illegible] ہے۔ [illegible]
کی اسلامی [illegible] کے [illegible]
حالت کچھ اس طرح گر گئی ہے کہ ان کے پاس [illegible]
[illegible] کا حق ہے وہ [illegible]
دے سکیں جو [illegible] کے [illegible]
گورنر جنرل نے [illegible] کی [illegible]
[illegible] کو [illegible] وہ حکومت کے

کاموں میں حصہ لینے کے قابل بنیں ۔ ہو ٹی مسوری سے قبل
ہ ہ ہ گئے کے چ ر ں کا ا ں مدرسہ ہ کے مصارف کے لیے
مخصوص کیا جائے گا ہے تا کہ اس آمدنی سے مدرسے کے مصارف
ر ہ ہ رہے ہوئے رہیں ۔ ق ا ں ں کا ا ہ ہ ر ہ ر ہ ب
ہ ہ گئے کے ہ ں کے تحت رکھا جائے ، ا کل گورنر جنرل
اس ا ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ اور ہ ی مخصوص ہے تا
مندرجہ ذیل تجاویز پر غور کیا جائے :

اولاً : مدرسہ اور مدرسے سے متعلق اراضی تا ہ ہ ہ تک ہ
ہولیٹ کے ذریعے موجودہ صدر ملا محمد ں کے ہ ہ منتقل کر دی
جائے جو حکومت کی مرضی کے مطابق رہیں گے اور جب بھی
ان کا تقرر ہ مقرر کریں ہوگا تو گورنر جنرل مشورہ مجلس شوریٰ
مقرر کریں گے ۔

دوئم : وہ اراضی جو مدرسے کے ہ ہ ہ کے لیے مخصوص کی گئی
ہے اسے ہمیشہ کے لیے ہ ہ ہ ہ ہ ہ اور اس کی تمام
ذمہ داری موجودہ مدرس اول پر عائد کر دی جائے ۔

سوئم : مدرسے کے ہ ہ ا ر ہ ہ ہ کی جائیں ،
جیسے ا ہ ہ ہ کی ہ ہ ہ ہ ہ ہ اور جو بھی
خرچ اس سلسلے میں ہو ، وہ سب کا سب مدرس اول کی
مخصوص اراضی سے پورا کیا جائے ۔ ا ر ہ ہ کسی نو ز کسی
مزید خرچ کی اجازت نہ ہوگی ۔"

کمیٹی کے ا ر ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ کی ان ہ ہ ہ ہ کو
منظور کر لیا اور ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ کر لیں ۔ آئندہ فوجداری عدالتوں
میں جو ا ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ

ہو جائے گی۔"

بھی واقعہ ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیوں کی وجہ سے کئی [illegible] متاثر ہونے کا امکان تھا [illegible] اس نے بھی [illegible] سرانجام کرنے [illegible] سیاسی [illegible] کے [illegible] مسلمان [illegible] فورس سے ترکستان [illegible] مسلمانوں میں [illegible] کے رواج سے متعلق ایک فرمان جاری کیا۔ اس فرمان میں کہا گیا تھا:

"حکومت کا فرض ہے کہ [illegible] مسلمانوں کی بہبود اور ترقی کے لیے [illegible] اور اس مقصد میں [illegible] اور اس سلسلے میں [illegible] کرے جس سے ہندوستان کے باشندوں [illegible] ہو۔ [illegible] اور ان کی مذہبی و اخلاقی ترقی کے لیے [illegible] ہندوستان میں [illegible] مذہب کے [illegible] اور تعلیم کے لیے [illegible] جائیں۔"

[illegible] نے اس فرمان کو [illegible] کی۔ اس فرمان کی مخالفت میں سب سے [illegible] جس [illegible] نے [illegible] اور [illegible] چنانچہ [illegible] کے [illegible] اس فرمان کی مخالفت کی اور کہا کہ:

"[illegible] فرمان [illegible] اور [illegible] کسی نہ کسی [illegible] کا اس [illegible] ملک کا [illegible] کا [illegible] اس سے [illegible] اور [illegible] ہوجائے گا اور [illegible] ہوجائے گی۔ [illegible] مذہب کے خلاف [illegible] ہندوستان میں [illegible] مذہب کے [illegible] حکومت [illegible] کے [illegible] اور ہندوستان میں [illegible] ہوجائے گی۔ یہ [illegible] نہ کسی نہ کسی [illegible] ایک مذہب کے [illegible] ہوجانے سے [illegible] کے متحد ہوجانے [illegible] اگر ہندوستان میں [illegible] ہوگئی تو انگریزی حکومت کا خاتمہ ہوجائے گا۔ دوسرے مذہب کے پیروکاروں کو

[illegible] کرنا ہو تو وہ انگلستان آ کر تعلیم حاصل کر لے۔"

[illegible] اس طرح [illegible] کرنے [illegible] اس نے [illegible] محسوس کیا کہ [illegible] کے لئے پارلیمنٹ اور حکومت [illegible] چنانچہ اس نے [illegible] اور اس طرح [illegible] سے ہو گئی۔ [illegible] اس نے [illegible] کرنے اور عہدہ سنبھالنے [illegible] کئی کتابیں اور رسالے بھی قلمبند کیے۔ ایک رسالے میں وہ لکھتا ہے:

[illegible] کو صحیح راستہ دکھا سکیں۔"

[illegible] سے اپیل کی گئی اور کہا گیا:

[illegible]

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [

تہذیب، زبان اور فنون کے خلاف شدید رجحانات پائے جاتے ہیں اور برطانوی حکومت بھی ان رجحانات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ چنانچہ مختلف حکام کی طرف سے پارلیمنٹ کی مختلف کمیٹیوں کے روبرو جو بیانات دیئے گئے، ان کو اگر یکجا چھاپا جائے تو یہ حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ ان حکام کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے بدظنی کی جو خلیج پائی جاتی ہے اس کو پاٹنے کی معنی خیز اور مخلصانہ کوششوں کے باوجود یہ رجحانات بدستور کارفرما ہیں۔ چند سر چارلس ٹریویلین کی دو شہادتیں اس مسئلے کی پیچیدگی کو بڑی حد تک واضح کر دیتی ہیں۔ موصوف ۱۸۵۳ء کو پارلیمنٹ کی سلیکٹ کمیٹی کے روبرو بیان دیتے ہوئے کہتے ہیں:

پہلی شہادت

"موجودہ ملکی رواج و عادت کی رو سے مسلمان اور ہندو کاتکر لڑکی اور لڑکے کی شادی کی رسم ادا کرتے ہیں جس سے ایک پوتی پیدا ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رسم ادا کرنے والے کیوں کر اس رسم اور رجحان کو ختم کرنے کی خواہش کریں گے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہندو اور مسلمان سب مرد عورتیں اور بچے کی تمام دوسری قوموں کو مکروہ رکھتے ہیں۔ اس طرح کے مذہبی تعصب کی بنا پر ہندو ہی ہم لوگوں کو ملیچھ سمجھتے ہیں۔ یہی بات ہے جو ہم سے کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام سمجھتی ہے۔ اور یہ مذہبی تعصب ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں حاصل ہے۔ ان کے اور ہمارے مذہب و طریق نے ہمیں ان سے بالکل جدا اور ان کو ہم سے محروم کر دیا ہے۔ یہ بات ان کی مقرر کردہ ہے کہ کسی دوسری قوم کے ساتھ کھانا پینا کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی ذات بگڑ جائے گی۔ وہ ہندو جو ہمارے ساتھ کھانا کھا لیں گے وہ اپنی ذات برادری کی پنچایت کی طرف سے ذلیل و خوار کیے جائیں گے جس کے وہ عادی ہیں۔ ہندو مسلمان دونوں کی تمام تعلیم کو مغربی رنگ میں رنگنے کی حد درجہ کوشش کریں گے۔ اگرچہ دونوں کا مذہب حکومت خود اختیاری ہے،

ملک کی دولت بڑھے گی اور دولت والے ملک کے مزے ہوں گے۔ اس انتظام سے جو لوگ ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں جا کر بس جائیں گے اس کے بجائے وہ ہندوستان اور ہندوستان کے ملکوں میں بسیں گے۔ اور ایک سے زیادہ ملکوں میں بسنے والے ہندوستانیوں کی حفاظت میں رہیں گے اور وہ اپنے ملک کی ترقی کے لئے اور بھی زیادہ کوشش کریں گے۔ اور جو ہندوستانی ہندوستان میں رہیں گے وہ بھی ترقی کرتے جائیں گے۔ اس طرح ہندوستان کے ملکوں کے ساتھ ملنے سے ہندوستان کی ترقی کے لئے جو بڑی بڑی رکاوٹیں ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ اور

کہ ہمارے تعلقات ختم ہونے کی وہ صورت ہو جو ہم کا
قدیمی دستور ہے تو یہ ... اعلان فوری ہوگا۔ اور نہایت
خوفناک کشمکش کے بعد ہوگا۔ اور اس صورت میں ہندوستان کی
علیحدگی نہایت خراب تعلقات پر ختم ہوگی۔ اور ہم ایک ایسا
ملک چھوڑ جائیں گے جو ہمیشہ اندر سے پست اور ہمارے مدد
کا بدترین دشمن ہوگا۔ اور اگر اس کے ساتھ ہمارے تعلقات ختم
ہونے کا طریقہ دوسرا ہو تو ہم ایک ایسا ملک چھوڑ جائیں گے
جو اعلیٰ درجے کا دوست ہوگا اور ہمارا ثبوت ہوگا۔"

اسی طرح ۲۸ جنوری ۱۸۵۳ء کو پارلیمنٹ کی کمیٹی مخصوص کمپنی
کے سامنے جو شہادت اس نے دی اس کا ایک حصہ بھی درج کیا جانے
جو بڑا دلچسپ ہے اور جس سے پتہ چلتا ہے کہ ... کس
کس ہشیاری سے کام لیا ہوگا۔ چنانچہ اس کا بیان ہے۔

دوسری شہادت

"گو مذہبی تبلیغ کی ... ہماری تاج کے تحت
میں ہندوستان کے لوگوں کی تعلیم ... اور ہماری سرکار نے اس
تعلیم کی تائید میں ... کہا ہے کہ عیسائیت کی ترقی میں
بے جا رکاوٹ ڈال دی گئی ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ
اعتراض غلط ہے اور سراسر غیر منصفانہ ہوگا۔ کیونکہ مذہب
تعلیم کا تعلق ہے ہماری کونسل کی ... کی گئی
... اور ... ہمارے ... اور ... کے
... ہے کہ لوگ اس کی مختلف شرحیں تلاش کرتے
ہیں۔ اس کی شرحیں بھی لازماً ... ہوتی ہیں
اس پر کسی کو اعتراض نہ ہونا چاہیے ... دوسرے مذہب
کی تعلیم کو نہیں روکا جاتا ——————
جس کی میں پہلے بیان کر چکا ہوں ... گو ہمارے ... تو
ہیں ہیں لیکن انگریزی ادب کی کتابیں جو سرکاری مدرسوں میں
پڑھائی جاتی ہیں ... جیسے ملٹن، بیکن، لاک اور ہیوم وغیرہ
کے ... ان میں کتابوں میں ... کی تعلیم بھری پڑی ہیں

اور ان کے صحیح اور صحیح ہونے کے بارے میں دلیل اور اس کی صحت کا ذکر لازمی ہے۔ اس طرح دلیل کا ذکر ضمنی طور پر کرنے میں اور اسے بھی دی جانے والی تعلیم پیش کرنے پر۔ انتظامات کے رجسٹر سے پتا چلتا ہے کہ ضلع کے عیسائی تعلیمات کا کافی حصہ حاصل کر لیا ہے۔۔۔

لوگ تھے، جنہوں نے ہندو سماج میں جنم لیا تھا۔ ان لوگوں نے عیسائیت کی ترویج میں بھی کبھی مدد دی۔ ہمارے ملک میں لوگ عیسائی بننے کے طریقے میں عیسیٰ کرتے ہیں۔ مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے اور واعظ سب کے سب ایک سا ہو عیسائی ہو گئے ہیں، اسی طرح یہ بھی سب کے سب عیسائی بن جائیں گے۔ ملک میں عیسائی علماء بلا واسطہ تبلیغوں کے ذریعے سے اور بالواسطہ کتابوں، اخباروں اور دوسرے لوگوں سے ملنے جلنے اور میل جول کے طریقے سے مدد کرتے کی، یہاں تک کہ عیسوی علم سے ہر سوسائٹی متاثر ہو جائے گی، جب ہماری ہی قوم کی مدد میں لوگ عیسائی مذہب قبول کریں گے۔"

ہوشیار طبقہ

تعلیم کے اس مقصد سے ہندوؤں کو مغربی علم سے بیگانہ کرنے اور ان کو اپنا گرویدہ بنانے کی اس لیے بھی ضرورت تھی کہ ہندوستان میں وہ درمیانہ طبقہ جو مغربی تعلیم کے ذریعے سے ہندوستانی ذہنوں کے تعاون یا انحصار کے طور پر بنتا اور ہندوستانی حکومت و چلانے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتا، پیدا ہوتا۔ لیکن اس کے مقابلے میں ہندوؤں میں ایک بہت بڑا طبقہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا بلکہ وہ شباب کی عمر میں بھی داخل ہو گیا تھا۔ جنہوں نے انگریزی زبان، مغربی افکار، مغربی مذہب سیکھنا شروع کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہم اٹھارویں صدی کے آخر حصے اور انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں نکل کے ان ہندوؤں کو مغربی افکار اور مذہب کے مقلد اور متبع کے طور دیکھتے ہیں جنہوں نے برطانوی تاجروں اور کمپنی کے ہندوستانی دوستی کے سائے میں دولت حاصل کی تھی، زمینداریوں کے مالک ہوئے تھے اور تجارت میں نام پیدا کیا تھا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان کے بڑے شہروں میں رہنے کی وجہ سے ایسے حلقوں سے متعلق تھے، جنہوں نے برطانوی تاجروں کے ساتھ مل کر یا تو کاروبار کیا تھا یا ان کو سود پر روپیہ دیا تھا یا پھر زمینداری حاصل کی تھی، کیونکہ ۱۷۹۳ء کے بعد جب کمپنی کی تجارتی اجارہ داری ختم ہو گئی اور تمام انگریز تاجروں اور صنعت کاروں کو ہندوستان میں

ضرورت کہنے کی ضرورت نہیں ہو گی تو اس وقت بھی نے دوسرے ماہروں اور صنعت کاروں پر آنی تھی، ہندی ذہن رکھنے گئے۔ مغل کے دور تو وہ صرف ... کے ... حکومت میں ... ہو سکتے تھے وہ اداسی حاصل کر سکتے ہے۔ جس طرح کسی نے انگریز حکومت سے قبل کے کاروبار کے لئے ان ہندو ساہوکاروں اور زمینداروں سے شراکت کر کے سے کاروبار شروع کیے۔ اور اس طرح سے ہندو ساہوکاروں، زمینداروں اور ... کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا جو مغربی افکار اور تہذیب و تمدن کے لیے راستہ کا کام دے سکتا تھا۔ یہی وہ طبقہ تھا جس نے اس نو آبادی میں سب سے پہلے ایک طرف برطانوی حکمرانوں کے ساتھ ... جوڑا تو دوسری طرف اس کے افکار کو اپنا کر ان کی روشنی میں اپنے معاشرے میں اصلاحی تحریکیں چلائیں۔ اسی طبقے نے اخبارات جاری کیے۔ اسی طبقے سے کانگریس شروع کی اور ان ہی کے اخبارات نے آزادی کی تحریک کے لیے راہ ہموار کی۔ یہ ... طبقہ تھا جس نے ہندوستانی معاشرے میں ... کے لیے راہ ہموار کی۔ یہی وہ طبقہ تھا جس نے برطانوی ... کے زیر اثر ہندو معاشرے میں پروان چڑھی اور ... ہوا۔ ... برطانوی سرمایہ داری اور اس کے ... کا حامی تھا۔ ... انگریزی تعلیم کا گرویدہ تھا۔ یہ پہلی کھیپ تھی جو انگریزی زبان کی رسم خط بنی۔ لیکن ان وجوہات کے باوجود اس طبقے کی جڑیں چونکہ ہندو معاشرے میں تھیں، اس لیے اس طبقے نے تبدیلی کا رجحان اسی ہندو معاشرے میں تلاش کیا۔ اور اس طرح سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور حکومت سے لیکر کانگریس کی حکومت تک ہندو معاشرہ رجحانات کو جذب کرتا، مسلمانوں کو مغربی تہذیب کی طرف راغب کرتا، ان کو برطانوی حکومت سے متعارف ہونے کی راہ ہموار کرتا، مغربی افکار، انگریزی تعلیم، انگریزی زبان، انگریزی نوکری غرضیکہ یہ تمام چیزیں ان کے لیے اجنبی تھیں، اور وہ ماضی کے دھندلکوں میں گم ہوتے چلے گئے اور یہ مغرب روز بروز ترقی کرتا رہا۔ ان کی تحریکیں بھی ماضی کے احیاء کی ... ماضی میں ... وہ ماضی میں سکون کی تلاش کرتے ہے۔ ان کو ان ہندوؤں سے بھی مغرب ہو گئی جو نو آمدہ مسلموں اور ان کے افکار سے ... کھا رہے تھے۔ اس طرح ان ... ان ہندوؤں میں سے ... ہو گئے کہ ... ہندو ... ہندو

تاجر اور سرکاری افسر میں صحیح رشتے و [illegible] کو بنا دینے والا برطانوی حاکم بھی ایک غیر مرئی تعزیت کا مستحق بن گئے۔

آزاد تجارت کی مہم

بیسویں صدی کی پہلی جوتھائی میں بنگال کے تاجروں اور زمیندار کے حقوق کی نشو و نما اور ان کو وسیع میں برطانیہ کے [illegible] صنعت کاروں اور تاجروں [illegible] ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی اجارہ داری کے مخالف تھے۔ ان آزاد تجارت کے نام نہادوں نے صرف انگلستان کے اندر ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کی اجارہ داری اور اس کی مقننہ سبھا کے خلاف آواز نہیں اٹھائی بلکہ خود ہندوستان کے اندر بھی انہوں نے اس مہم شروع کی۔ اس مہم میں اگر کسی طبقے نے ان آزاد تجارت کے علم برداروں کے پرچم پر لبیک کہا تو وہ یہی بنگال کے زمینداروں کے ہندو تاجروں اور زمینداروں کا طبقہ تھا۔ کیوں؟ —— اس لیے کہ تجارت کی آزادی کے درمیان جہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کے اجارہ کے خاتمہ پر اور تاجر مستفید ہونے تھے وہاں بنگال کے تاجروں اور زمینداروں کو بھی تجارت کی آزادی نصیب ہوتی تھی۔ وہ بے اگریٹر تاجروں کے ساتھ مل کر اپنے کاروبار میں توسیع کر سکتے تھے، کیونکہ اس وقت ان کا میدان صرف کمپنی کے گماشتے کی حیثیت ہی تک محدود تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان زمینداروں اور تاجروں کو بھی یہ خیال تھا، کہ بنے اگریٹر صنعت کاروں کو اگر اس حصے میں آنے کی اجازت عام حاصل ہوگئی تو ان کے تعاون سے صنعت اور زراعت دونوں میں نئی راہیں کھل سکتی ہیں۔ چنانچہ ان ضرورتوں نے ان دونوں طبقوں کو ہم آہنگ کیا۔ اور انہوں نے بنگال میں پہلی بار مشترکہ طور پر آزاد تجارت کے لیے بنگ عوامی مہم کی داغ بیل ڈالی۔

جلسۂ عام

ہندوستانی اور انگریز تاجروں کی طرف سے دسمبر ۱۸۳۹ء میں کلکتے کے ٹاؤن ہال میں ایک جلسۂ عام منعقد کیا گیا۔ اس جلسۂ عام کے دعوت میں دوارکاناتھ ٹیگور، رامموہن رائے، رادھا مادھو بیرجی، رگھورام گھوش، پرمانند دیو، رام رتن بوس، رام چندر بوس، شوشنکر دیو، رادھا کرشنا مترا، کرشنا موہن مالک، کالی ناتھ رائے اور رام ناتھ ٹیگور کے نام شامل

چھے۔ اس جلسے کی [illegible] دسمبر کے [illegible] گرٹ نامی اخبار میں شائع ہوا تھا اور مکمل رپورٹ اسی اخبار میں اس جلسے کی روئداد چھپی تھی۔ اس جلسے میں دورے [illegible] ٹیگور نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا:

"بل کی [illegible] سے زمیندار اور کاشتکار دونوں کو فائدہ پہنچے گا۔ بدقسمتی سے کانگریس [illegible] کے کھیتوں کے [illegible] سے [illegible] کی ہیں لیکن اب زمینداروں کی [illegible] ہے اور مجموعی صورت کی وجہ سے فائدہ ہی پہنچے گا۔ انہوں نے اس ضمن میں اپنی مثال دی کہ بیل کی کاشت سے اور اس کی حفاظت سے ہمیں اور ان کے کئی عزیزوں کو بہت فائدہ ہوا ہے، اس لئے اگر کانگریس تاجروں اور [illegible] کا خیال رکھتی اور کانگریس [illegible] اور ان کی صنعتی [illegible] کو پوری طرح [illegible] کا موقع دیتے تو اس سے [illegible] کہیں زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ [illegible] صورت میں ہو سکتا ہے کہ یورپی لوگوں کو یہاں آنے اور تجارت کرنے کی پوری آزادی ہو۔"

اس جلسے میں خود دورے نے [illegible] کی ضمن میں مطالبہ کیا تھا کہ ہندوستان میں رہنے والے [illegible] کو تجارت کی ہر قسم کی آزادی ہونی چاہیے۔ اس تجویز کی تائید دورے نے [illegible] کے غور و تدبر پر ٹیگور نے کی۔ اسی جلسے میں رام موہن رائے نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ یورپی لوگوں کو ہندوستان میں آنے اور تجارت کی جتنی آزادی ہو گی اتنا ہی ہمیں سماجی، تمدنی اور سیاسی طور پر فائدہ پہنچے گا۔

اشتراک عمل

تنکل کے ہندو اور انگریز تاجر کی یہ پہلی مشترکہ مہم نہیں اور نہ اس لحاظ سے ہندوستان میں پہلی اجنبی نشست کا یہ پہلا منظر ہے۔ لیکن یہ مشترکہ مہم انگریز سرمایہ دار اور ہندوستان کے نئے ابھرتے ہوئے سرمایہ دار کے سمجھوتے کا ایک واضح نشان ہے۔ جس طرح یہی وہ زمانہ تھا جب پرتگالی اور ولندیزی ہندو تاجروں کے تعاون سے تجارتی اور صنعتی [illegible] وجود میں آنے شروع ہوئے۔ [illegible] ہندو [illegible]

ٹیگور ہی تھا جس نے سب سے پہلے ٹیگور کارپوریٹ کمپنی کے نام سے انگریز تاجروں کے اشتراک سے ادارہ قائم کیا۔ اس ہندو انگریز اشتراک نے اور ان کی ضرورتوں اور تعاونوں نے بنگال میں نئے افکار کے لیے راہ ہموار کردی۔ لیکن ساتھ ہی خود ہندو زمینداروں میں اس کے خلاف ردعمل بھی پیدا ہوا۔ وہ زمیندار جن کا تجارت اور سودی کاروبار سے کوئی علاقہ نہ تھا اور جو شہروں کی ہلچل اور گہما گہمی سے دور اپنی زراعت پر انحصار کیے ہوئے تھے، ان کو ان تاجروں اور ان کی کاشت کے نئے زمیندار بننے کی حوصلہ رکھنے والے انگریزوں کے خلاف سخت غصہ تھا۔ یہ وہی وہ دوارکا ناتھ ٹیگور جیسے بہتر زمینداروں کو بھی شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنے لگے تھے، اور ان کی مہموں کے خلاف کھلے بندوں آواز اٹھانے لگے تھے۔ بنگال اخبار جیسا اخبار انگریزوں کو زرعی اراضی خریدنے کے اختیارات اور حقوق کے مطالبے کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ یہ آواز ان زمینداروں کی تھی۔

ہندو کالج کا قیام

غرضیکہ بنگال کے معاشرے کے مختلف حصوں اور طبقوں میں برطانوی سرمایہ داری نظام کی فتح مختلف اور بعض اوقات بالکل متضاد قسم کے رجحانات کی پرورش کا باعث ہوئی۔ اسی میں انگریزی تعلیم بھی شامل تھی۔ انگریزی تعلیم کے متعلق مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوؤں میں بڑی دلچسپی پائی جاتی تھی۔ کیونکہ انگریزی جاننے کا مطلب تجارت میں فروغ، سودی کاروبار میں توسیع اور دفتر کی نوکری کے حصول میں آسانی تھی۔ اور یہ باتیں تھیں جن سے ہندو معاشرے کی بھی خاص اکثریت وابستہ تھی۔ ہندوؤں کی انگریزی سے دلچسپی کے متعلق ۲۲ مارچ ۱۸۳۴ء کو اس وقت کے کمانڈر انچیف کے فارسی دان سیکرٹری کپتان ٹریر نے پارلیمنٹ کی ایک سلیکٹ کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے کہا تھا:

> کلکتے کے ہندوؤں نے انگریزی جاننے میں بے حد دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور اس کے لیے خراجات برداشت کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے ان کو اپنے کے حصول میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ۱۸۱۶ء میں بعض سرکاری امداد کے خود اپنے خرچ سے انگریزی تعلیم

کے لیے بنک کالج کی بنیاد رکھ دی اس سلسلے میں اس وقت کے
چیف جسٹس انڈورڈ رائڈ نے ان کی بہت امداد کی۔"

یہی ادارہ ہندو کالج کے نام سے موسوم ہوا۔ عام طور پر اس کے قیام کا سہرا رام موہن رائے کے سر رکھا جاتا ہے تو اس سے یہ مفہوم نہ نکالنا چاہیے کہ اس کالج کے قیام کی پشت پر ایک طرف جہاں انگریزی تعلیم کی خواہش کام کر رہی تھی تو دوسری طرف مغربی آزادی کی خواہش بھی کارفرما تھی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہندو کالج کے قیام میں رام موہن رائے ہی نہیں بلکہ ایسے ہندو زمینداروں اور تاجروں نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جو مذہبی طور پر راسخ العقیدہ تھے، اور رام موہن رائے کی آزاد خیالی کے مخالف تھے۔ کیونکہ ہندوؤں کے دونوں گروہ انگریزی تعلیم کے فوائد کے بارے میں متفق و متحد تھے۔ اس کالج نے ۲۰ جنوری ۱۸۱۷ء سے باقاعدگی کے ساتھ کام شروع کر دیا تھا۔ ۱۸۲۴ء میں یہ ادارہ ہندوؤں کی تعلیم و ترقی کا ایک مظہر بن گیا تھا اور حکومت نے دل کھول کر امداد دینی شروع کر دی تھی۔ اس ادارے کے قیام کے ساتھ ہی تصنیف کتب کی اشاعت کا ادارہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس ادارے نے انگریزی زبان کی اچھی اچھی کتابوں کا بنگالی میں سستی قیمت پر شائع کرنا شروع کیں۔

بنگلہ بھاشا کی سرپرستی

بنگال کے معاشرے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نفوذ و رسوخ کے بعد بنگلہ زبان پر زیادہ سے زیادہ زور دیا جانے لگا۔ اور اس مقصد کے لیے ایک طرف فورٹ ولیم میں کمپنی کے افسروں کے لیے بنگلہ زبان کی تعلیم کے انتظامات کیے گئے تو دوسری طرف عیسائی مشنریوں نے اپنے مذہب کی ترویج کے لیے بھی اس عام زبان کا سہارا لیا اور زیادہ سے زیادہ لٹریچر اس زبان میں شائع کیا جانے لگا۔ ان کوششوں کی وجہ سے بنگلہ کے ہندو ادیبوں کی اچھی خاصی کھیپ فورٹ ولیم میں جمع ہونے لگی اور ساتھ ہی عیسائی مشنریوں کی طرف سے جاری کیے جانے والے اخبارات اور رسائل میں لکھنے لگی۔ اس طرح جہاں بنگلہ زبان کی اہمیت بڑھنے لگی وہاں بنگلہ کے ہندو ادیبوں کا حلقہ بھی وسیع ہونے لگا۔ اس فضا میں یہاں تک ۱۸۳۵ء میں فارسی کو سرکاری زبان کے درجے سے ہٹا دیا گیا۔ اس کی جگہ انگریزی

کو سرکاری زبان کا درجہ عطا ہوا تو اس وقت بنگال کے پڑھے لکھے طبقے میں انگریزی داں ہندوؤں کا ایک بہت ہی بڑا حلقہ وجود میں آ چکا تھا۔ اور اسی حلقے کے وہ اور ان ہوئے ہر ہندو درجہ بدرجہ ملک نے ترقی کی منازل طے کیں۔ حالانکہ اگر انیسویں صدی کے پہلے نصف کے تعلیمی اعداد و شمار مرتب کیے جائیں تو وہ خاصے دلچسپ ہو سکتے ہیں۔

نقشے

سرکاری کالج اور سکولوں میں ۳۰ اپریل ۱۸۴۱ء کو طلبہ کے اعداد و شمار:

نام مدارس	ہندو	مسلم	دوسری قومیں	کل تعداد
بنگال : ہندو کالج	۵۵۷	—	—	۵۵۷
میڈیکل کالج	۵۱	۳	۲۵	۷۹
مدرسہ	—	۲۵۲	—	۲۵۲
سنسکرت کالج	۱۲۳	—	—	۱۲۳
ہگلی کالج اور مدرسہ	۷۳۵	۳۲۵	۱۶	۱۰۷۶
ہگلی برانچ سکول	۳۰۰	۹۲	۱	۳۹۳
ہگلی انفنٹ سکول	۴۸	۸	۴	۶۰
سیناپور سکول	۷۵	—	—	۷۵
تربیتی سکول	۹۷	—	—	۹۷
عمرپور سکول	۸۶	—	—	۸۶
بنکورہ سکول	۱۷۰	۱۰	۲	۱۸۳
جیسور سکول	۱۵۳	۱	۲	۱۵۶
ڈھاکا کالج	۱۹۹	۳۹	۱۹	۲۵۷
کومیلا سکول	۷۳	۷	۵	۸۵
چٹاگانگ سکول	۹۳	۶	۸	۱۰۸
بھولیہ سکول	۱۸۲	۱	۳	۱۸۶
باریسال سکول	۳۱	—	۴	۳۵
سلہٹ سکول	۷۰	۰	۱	۷۶
مدناپور سکول	۱۲۰	۴	۵	۱۲۰
کل میزان	۳۱۸۸	۷۵۱	۹۵	۳۰۳۴

بہار : پٹنہ سکول	۶۰	۳۱	۱۱	۱۰۲
بھاگل پور	۵۷	۳	۱	۶۲
کل میزان	۱۱۷	۳۵	۱۲	۱۶۳

۳۰ اپریل ۱۸۳۹ء

بنگال: میڈیکل کالج				
(برائے فوجی ملازمت)	۴۵	۲	۲۰	۶۷
سیکنڈری سکول	۱۰	۹۰	—	۱۰۰
ہندو کالج	۵۱۰	—	—	۵۱۰
سکول سوسائٹی سکول	۳۸۳	—	—	۳۸۳
ہائی شالہ	۱۵۳	—	—	۱۵۳
سنسکرت کالج	۱۹۵	—	—	۱۹۵
مدرسہ	—	۱۸۰	—	۱۸۰
رسوپگلا سکول (میسور				
کے راجوں کے لیے)	—	۳۳	—	۳۳
بنگلی کالج اینڈ مدرسہ	۵۵۲	۱۸۲	۱۳	۷۳۷
بنگلی برانچ سکول	۲۵۳	۳۷	۳	۲۹۵
بنگلی انفنٹ سکول	۳۰	۳	۲	۳۸
سیناپور سکول	۷۹	—	—	۷۹
ڈھاکا کالج	۲۶۳	۱۸	۲۱	۳۰۲
چٹاگانگ سکول	۷۵	۵	۱۲	۹۲
کومیلا سکول	۹۶	۱۴	۳	۱۰۳
سلہٹ سکول	۳۴	۴	۴	۳۸
ہولیہ سکول	۱۲۰	۲	۲	۱۲۴
مدنا پور سکول	۱۴۲	۹	۱	۱۵۲
[illegible] (حیدرآباد کے نواب زادوں کے لیے)	—	۱۶	—	۱۶

کسٹم گر کالج	۲۸۳	۳	۳	۲۸۹
جسور سکول	۵۹	۲	—	۶۱
بردوان سکول	۹۲	۳	—	۹۵
بنکورہ سکول	۸۵	—	—	۸۵
ہوگلی سات سکول	۹۲	۱	—	۹۳
ہوگلہ سکول	۲۱۲	۳	—	۲۱۵
میزان کل	۳۸۳۶	۶۰۶	۸۵	۵۳۷
۳ اڑیسہ کالج	۲۰	۷	۱۳	۸۵
۴ کٹک ہور سکول	۹۷	۲۲	۳۷	۱۲۶
مظفرپور سکول	۲۷	۳	۲	۳۲
گیا سکول	۱۶	۱۴	—	۳۰
میزان کل	۱۳۳	۸۹	۵۳	۲۳۳

۳۰ اپریل ۱۸۵۲ع

بنگال : ہندو کالج	۴۷۱	—	—	۴۷۱
ہگلی کالج	۲۱۶	—	—	۲۱۶
ہگلی سکول	۸۵۵	—	—	۸۵۵
سنسکرت کالج	۲۹۹	—	—	۲۹۹
مدرسہ	—	۸۳۳	—	۸۳۳
ہندی کالج	۳۸۹	۶	۲	۳۹۷
ہگلی برانچ سکول	۱۶۰	۲	۰	۱۶۲
ہگلی مدرسہ	۱۸	۱۴۵	—	۱۶۳
ہگلی مکتب	۹	۴۷	—	۵۶
مدرسہ سیالپور	—	۳۰	—	۳۰
ہاوڑا کالج	۳۲۳	۲۹	۳۱	۳۸۳

کسٹمگو کالج	۲۰۵	۷	۱	۲۱۳
حساب کالج	۹۰	۸	۲۰	۱۲۵
کومیلا کالج	۸۱	۶	۴	۹۱
سلہٹ کالج	۸۰	۱۱	۱	۹۲
سولیہ کالج	۸۳	—	۲	۸۵
مدھوپور کالج	۱۱۰	۷	۱	۱۲۵
جیسور کالج	۹۶	۷	—	۱۰۳
برسال کالج	۷۱	۴	—	۷۵
بگورہ کالج	۷۴	—	—	۷۴
بارہ ساب کالج	۱۰۴	—	—	۱۰۴
رنگپور کالج	۱۲۳	۶	—	۱۲۹
[illegible] کالج	۱۲۵	—	—	۱۲۵
[illegible] کالج	۸۸	۲	—	۹۰
[illegible] کالج	۱۰	۲۰	—	۳۰
[illegible]	۳۸۰	۲۱۶	۶۴	۶۶۰
[illegible]				
[illegible] سکول	۲۶	۱۰	۵	۵۵
[illegible] سکول	۶	۲۰	۳۳	۱۱۴
[illegible] سکول	۲	۴	—	۲۳
گیا سکول	۶۰	۱۰	۷	۷۰
[illegible]	۱۲۸	۴۶	۵۵	۲۶۹

۳۰ اپریل ۱۸۵۶ء

[illegible] کالج	۱۲۷	—	۵	۱۳۲
[illegible]	۳۶۲	—	—	۳۶۲
کلوٹولہ سکول	۵۶۷	—	۴	۵۷۱

[illegible]	—	۵۹	—	۵۹
مدرسہ (اے و)		۱	—	۱
وسطانہ سکول	۱۰۲	۱۵	۸	۳۳
سنسکرت کالج	۳۳۹	—	—	۳۳۹
پاٹ شالہ	۳۳۵	—	—	۳۳۵
[illegible] کالج	۱۰۹	۹۹	۳۰	۲۷۸
[illegible] کالج	۳۵۵	۷	۶	۳۶۸
[illegible] مدرسہ	۸	۲۵	—	۱۷۹
[illegible] سکول	۱۰۹	۸	—	۱۷۷
[illegible] کالج	۳۱۰	۲۳	۲۱	۳۵۵
[illegible] کالج	۲۰۰	۷	—	۲۳۷
[illegible] کالج	۲۲۷	۰	۵	۲۳۲
[illegible] سکول	۲۲۹	۳	۸	۲۳۶
[illegible] سکول	۲۰۷	—	—	۲۰۳
[illegible] سکول	۱۳۵	۱۰	—	۱۵۵
[illegible] سکول	۱۰۳	۰	—	۱۱۳
[illegible] سکول	۳۹	۱	—	۱۳۷
[illegible] سکول	۱۲۹	۵	—	۱۳۳
[illegible] سکول	۸۰	۹۳	—	۱۰۳
[illegible] سکول	۱۹۲	۳	—	۱۹۵
[illegible] سکول	۱۱۰	۲	—	۱۱۸
[illegible] سکول	۱۳۰	۵	۰	۱۳۱
[illegible] سکول	۸۸	۸	—	۱۳۸
[illegible] سکول	۱۰۲	۸	—	۱۰۶
[illegible] سکول	۲۰۹	۲۲	۳	۲۳۳
کومیلا سکول	۹۳	۸	۷	۱۱۶
[illegible] سکول	۸۸	۱	۳	۷۱
[illegible] سکول	۱۶۶	۳۲	۱۳	۲۲۲

	۸۵	۰	—	۹۱
	۱۱۸	۸	۳	۱۲۶
	۱۶۷	۹	۸	۱۸۴
	۱۵۰	۵	۲	۹۳
	۶۳۳۸	۷۳۱	۱۳۷	۷۲۱۹
بہار : پٹنہ سکول	۱۰۳	۲۶	۱۴	۱۳۳
پٹنہ برانچ سکول	۹۳	۳۳	۲	۹۹
آرہ سکول	۶۲	۱۸	۷	۸۳
گیا سکول	۱۶۳	۳۰	۳	۱۹۶
مونگیر سکول	۵۰	۲۰	۷	۸۳
بھاگل پور سکول	۱۵۳	۲۱	—	۱۷۵
پورنیہ سکول	۳۳	۱۰	—	۴۳
مظفرپور سکول	۷۳	۳۰	۵	۱۰۹
چپرا سکول	۶۵	۱۳	۲	۸۰
	۷۰۵	۲۰۲	۳۰	۱۰۱۳

ہندو مت سے بغاوت

[illegible] ہندوؤں نے [illegible] کو [illegible] اور [illegible] قبول [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] کی۔ [illegible] [illegible] [illegible]

رام موہن رائے

راجہ موہن رائے اس نئے اُبھرتے ہوئے درمیانے طبقے کا نقیب تھا۔ وہ ہندوستان کے احیا کی آواز تھا۔ وہ مستقبل کا پیغمبر تھا۔ اور اس کو ہندو قوم پرستی میں وہی درجہ حاصل ہے جو قریب قریب نصف صدی کے بعد شمالی ہندوستان میں مسلمانوں کی قوم پرستی کی تحریک میں سر سید احمد خاں کو حاصل ہوا۔

رام موہن رائے اٹھارویں صدی کی آخری چوتھائی میں پیدا ہوئے اور انیسویں صدی میں انہوں نے مختلف تحریکوں کو جنم دیا۔ وہ ایک متمول برہمن خاندان میں ۲۲ مئی ۱۷۷۴ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد مذہبی لحاظ سے بہت راسخ العقیدہ تھے لیکن عورت و لکڑی میں ان کا مذاق سرفہرست تھا۔ رام موہن رائے کی زندگی کے ابتدائی دس سالوں کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں کہ زندگی کے صحیح واقعات کی چھان پھٹک خاصی مشکل ہوگئی ہے۔

اس سلسلے میں اب تک مختلف ذرائع سے جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ان کو فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہی دی گئی۔ اس کے بعد عربی اور فارسی کی مزید تعلیم کے لئے انہیں پٹنے بھیج دیا گیا۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ سنسکرت کی تعلیم کے لئے بنارس چلے گئے۔ لیکن اس داستان کا ثبوت مہیا نہیں ہے۔ چنانچہ راجہ صاحب ہندو مورتی پوجا کے بڑے سخت مخالف تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بچپن میں تعلیم کے لئے نہیں بھیجے گئے۔ انہوں نے اپنے اس موقف کا اظہار اپنے بڑے بھائی جگموہن رائے کی تحقیق پر کیا ہے۔ اس تحقیق کی بنیاد پر اب یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ راجہ موہن رائے نے جس قرآنی کے ابتدائی ایام اپنے آبائی گاؤں رادھانگر میں گزارے۔ اور انہی ایام میں انہوں نے اپنے والد سے زمینداری سیکھا اور ہی بھوزن بہت اراضی کی دیکھ بھال میں مصروف رہے۔ اس کام میں مہارت ہی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے بہت جلد اپنی ذاتی اراضی بھی حاصل کر لی اور ان کی جائداد میں خاصا اضافہ ہوگیا، جب کہ ان کے بہت سے ہمسروں کی جائداد میں کمی واقع ہو رہی تھی۔ لیکن اسی جگ و دو میں رام موہن رائے کو محسوس ہوا کہ زمینداری کا کام کرنے کی وجہ سے وہ مطالعہ بھی نہیں۔ چنانچہ

ہوں نے سوداگری کا کام بھی شروع کر دیا۔ مگر سرکاری افسروں کو سود پر روپیہ دینا شروع کر دیا۔

رفتہ رفتہ ان ہی حرکتوں نے ہندوستان کی طرف رخ کیا اور جہاں کاروبار میں اپنے مخالفوں سے نئی راہ اختیار کی وہاں ان ہی مخالفوں نے تعلیم و افکار میں آزادی بخشی۔ جس طرح کاروبار میں انہی سب سے ایک مقام پیدا کیا، اسی طرح تعلیم میں بھی انہوں نے خود اپنے لیے راستہ بنایا۔ اس امر کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے کہ انہوں تعلیم کی غرض سے پٹنے بھیجا گیا ہو، کیوں کہ ان کے زمانے میں کلکتہ خود اسلامی علوم کا مرکز بن چکا تھا۔ جہاں مدرسہ عالیہ قائم ہوچکا تھا، اس لیے فارسی اور عربی کی تعلیم کے لیے پٹنے بھیجا جانا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ مزید برآں خود رام موہن رائے کے مکتوبات میں اس سلسلے کے مختلف اشارے ہمیں ملتے ہیں۔ ان میں تعلیم کے لیے پٹنے یا بنارس جانے کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ رام موہن رائے نے تعلیم بھی خود ہی پائی۔ فی کاوس اور مختلف ذرائع سے اپنے مطالعہ کے ذریعے ہی سے حاصل کی ہوگی۔ انگریزی تعلیم بھی انہوں نے اپنے انگریز دوستوں سے جن کے ساتھ ان کے کاروباری مراسم تھے، حاصل کی ہوگی۔

مصلحانہ جد و جہد

۱۸۱۴ء میں رام موہن رائے نے انگریز دوست ڈگبی جن کے ساتھ ان کے بہت گہرے کاروباری اور ذاتی تعلقات تھے، کلکتہ روانہ ہوگیا تو رام موہن رائے نے کاروبار ترک کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس وقت تک انہوں نے خاصی دولت کما لی تھی۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ اور خاصی رقم سے وہ ہمیشہ کے لیے سکونت اختیار کریں۔ چونکہ رام موہن رائے کے افکار کو ہندو سماج میں اور وہ انگریز اور ہندو رد جہاں حلقوں میں محدود تھے۔ یہاں سے اس دور کی اصلاحی اور ترقی پسند تحریکوں کے لئے کام شروع کیا گیا۔ انہوں نے اپنی مذہب کو ان نئے افکار کی روشنی میں پرکھنا شروع کیا اور اس میں اصلاح کا پرچم بلند کیا۔ اس اصلاح کے لیے انہوں نے بحث مباحثہ، پمفلٹ بازی اور اس سے آگے اخبار نویسی اختیار کی۔ یہ تمام حربے وہ پہلے سے نئے خیالات کی تبلیغ کے لیے استعمال کر چکے تھے۔ اسی مقصد کے لئے انہوں نے ہندو سماج میں اصلاح کی

بھی بنا رکھی ۔ لیکن جہاں تک ان کے مذہبی خیالات میں انقلاب کا تعلق ہے وہ بربہو سماج کے قیام سے بہت پہلے رونما ہو چکا تھا اور ان کی انقلابی نظریات کا اظہار انہی سب سے پہلی تصنیف 'تحفۃ الموحدین' میں کیا تھا ۔ یہ کتاب رام موہن رائے نے ۱۸۰۱ء اور ۱۸۰۵ء میں تحریر کی تھی ۔ یہ فارسی میں شائع کیا گیا تھا لیکن اس کا دیباچہ عربی میں تھا ۔ اس رسالے میں رام موہن رائے لکھتے ہیں :

افکار و نظریات

"میں نے دنیا کے مختلف حصوں کو چھانا ہے اور دور دراز علاقوں کا سفر کیا ہے ۔ میں کوہستان بھی گیا اور میدانی علاقے بھی ۔ ان تمام علاقوں میں بسنے والے ہر خدا پرست کائنات کا خالق اور چلانے والا ہے ، ایمان رکھتے ہیں ۔ خدا پر ایمان کے معاملے میں یہ سب متفق ہیں ۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ اگر ان میں اختلاف ہے تو صرف پرستش کی مختلف شکلوں سے متعلق ہے اور حرام و حلال کے مذہبی مسائل تک محدود ہے ۔ لیکن خدا پر ایمان اور اس کی عبادت کی طرف رجوع سب میں مشترک ہے ۔"

اس رسالے اور بعد کی سرگرمیوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رام موہن رائے کو مختلف مذاہب پر غور و خوض کا موقع حاصل ہوا ۔ مختلف مذاہب اور مذاہب کا بھی گہرا مطالعہ حاصل تھا ۔ اسی مطالعے سے انہیں اس نتیجے پر پہنچا دیا کہ :

"آج کل ہندو مذہب کی جس شکل میں برہمنوں کی اجارہ داری ہے وہ پروہتوں کے مفاد کے لیے بہت مفید ہے ۔ مذہب کی تعریف سے ان میں ان کی قوت بڑھتی ہے ۔ اس اجارہ داری سے ان کو وہ بہت فائدہ پہنچتا ہے جو کسی اور ذریعے سے نہیں ہو سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم ان کی سماجی فلاح اور سماجی آسودگی کے لیے ان کے مذہب میں کسی قسم کی تبدیلی پیدا کرنا ضروری ہے ۔"

اور اس ہی مقصد کے لیے رام موہن رائے نے اپنی صحافتی زندگی کا

آغاز کیا۔

۲۰ اپریل ۱۸۲۲ء کو "مرآۃ الاخبار" کا اجرا کیا۔ فارسی زبان میں چھپا۔ اس اخبار کے اجرا کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھا تھا:

"خدا کا شکر ہے کہ انگریزوں کی سلطنت میں رہنے کے سبب ہندوستان کو وہ آزادی اور عمدہ حاصل ہے جس کو معقول عمدہ اور ملکی خیر خواہ انسان مذہبی اور ملکی امروں کا مقصد واحد قرار دیتے ہیں۔ امراء اور ان کی مملکت کی حفاظت کے لیے قانون انگلستان کے مطابق اس شہر میں بھی ان کی قوانین بنائے گئے ہیں جن کے مطابق عمل کیا جاتا ہے اور سزائیں دی جاتی ہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ معمولی حکمت کا آدمی بے جانوں کے مقابلے میں بے خوف رہنے کے کسی بھی شخص کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ بڑے سرکاری افسر کے لیے ہیں جس کو ذرا بھی ہر ملک کی حفاظت حاصل رہتی ہے۔ ہر شخص کو اپنے حقوق کی حفاظت کی خواہش ہوتی ہے، مگر دوسروں کے حقوق پر بھی نظر رکھنی چاہیے کیونکہ ہو سکتی ہے اگر اس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے۔"

"اس حالات کے مناسب اس قوم (انگریز) کے کچھ افراد علوم کے پڑھنے کے لیے اس ملک کی اور دوسرے ملکوں کی جگہیں چھانتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ساتھ ایسی لوگ لاتے ہیں جو انگریزی سے واقف ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے بعض حصوں کے لوگ انگریزی ہوں جاتے۔ جو انگریزی سے ناواقف ہیں وہ بھی جو انگریزی دانوں سے اخبار پڑھوا کر سنتے ہیں یا خبروں سے بالکل بے خبر رہتے ہیں۔ اس حال کے پیش نظر محمد حسن نے اس کو فارسی میں ایک ہفت وار اخبار جاری کرنے کی خواہش ہوئی ہے۔ ہندی زبان کے سب پڑھنے والے اس زبان سے واقف ہیں۔ یہ اخبار ان سب لوگوں تک پہنچے گا جو اس کے خواہش مند ہوں گے۔"

"اخبار جاری کرنے سے میری غرض نہ تو میروں کی یا اپنے دوستوں کی مدح سرائی کرنا ہے اور نہ عروجہ اور لطف و عنایت کا حصول ہی میرے پیش نظر ہے۔ مختصراً یہ کہ اس اخبار کی ذمہ داری لینے سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کے سامنے ایسی چیزیں پیش کی جائیں جن سے ان کے ذہنوں میں اصلاح اور ان کی سوچ میں ترقی ہو سکے۔ ارباب حکومت کو بھی رعایا کا صحیح حال معلوم ہو جائے، اور رعایا کو ان کے حکمرانوں کے قانون اور رسم و رواج سے آگاہ کیا جائے تاکہ حکمرانوں کو اپنی رعایا کی تکلیفیں دور کرنے کا موقع ملے اور رعایا کی دادرسی ہو سکے۔"

آزادیِ تحریر کی طلب و جہد

اسی صحافتی زندگی میں رام موہن رائے کو آزادیِ تحریر کے لیے بھی لڑنا پڑا۔ چنانچہ جب ۱۸ دسمبر ۱۸۲۳ء کو پریس آرڈی ننس نافذ کیا گیا تو اس کے خلاف احتجاج کرنے والوں میں رام موہن رائے پیش پیش تھے۔ چنانچہ انھوں نے اس آرڈی ننس کے خلاف اپیل دائر کی جس میں کہا گیا تھا:

(الف) اس آرڈی ننس کی وجہ سے ان ذہین دیسی باشندوں کی حوصلہ شکنی ہو گی جو حکمرانوں کے اچھے نظم و نسق کے متعلق معلومات عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔

(ب) اس سے اصلاحات کے ذریعے سے علم کا فروغ رک جائے گا۔

(ج) مقامی باشندے اس قابل نہ رہیں گے کہ حکومت کو افسروں کی غلطیوں اور بے انصافیوں سے آگاہ کریں۔ اور انھیں کوئی ایسا موقع نہیں ملے گا کہ وہ صاف اور دیانتدارانہ طریقے سے ذمہ دار رعایا کے اصل حالات حاکموں تک پہنچائیں۔"

آخر میں رام موہن رائے نے لکھا:

"ہر وہ حکمران جو اپنی قوت کی کمزوریوں کا قائل ہے اور اس دنیا کے ابدی حکمراں کی عظمت کا احترام کرتا ہے،

اسے یہ احساس بھی ضرور ہوتا ہے کہ یک وسیع مقصد کے انتظام میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے وہ اس امر کے لیے مضطرب رہتا ہے کہ ہر فرد کو ایسے مواقع حاصل ہوں کہ وہ ایسے امور کی طرف اس کی پوری توجہ دلا سکے جن میں اس کی مداخلت ضروری ہو۔ اس اہم مقصد کے حصول کے لیے واحد مؤثر ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ اشاعت کی مکمل آزادی دی جائے۔"

سپریم کورٹ نے یہ اپیل مسترد کردی اور اس رائے کا اظہار کیا کہ:

"جتنی عملی آزادی کلکتے کو حاصل ہے، اتنی شاید دنیا کے کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔"

راجا رام موہن رائے نے اس کے بعد ملک معظم کے نام اپنی روانگی کے وقت اظہار خیال کے متعلق یہ:

"مسلمانوں کے زمانے میں ہندوؤں کو خود مسلمانوں کی طرح سارے سماجی حقوق، بڑے عہدے، فوجوں کی کمان اور صوبوں کی گورنریاں حاصل تھیں۔ کسی شخص کو صرف اس بنا پر حقوق و مراعات سے محروم نہیں کیا جاتا تھا کہ اس کا مذہب نا مقام پیدائش حکمرانوں کے مذہب و ملت سے مختلف ہے۔ اب ہندوستانیوں کو وہ مراعات حاصل نہیں۔ آزادی صحافت سے ان کی کچھ بھلائی ہو رہی ہے، اس آزادی کے سبب ہو جانے سے وہ ہندوستان کی بے یار و مددگار ہو جائیں گے۔

مغل شہنشاہ خواہ کتنے ہی مضمحل الحال بادشاہ کیوں نہ رہے ہوں، اور کبھی کبھی ان کا طرز عمل کتنا ہی جابرانہ اور آمرانہ رہا ہو، ایک بات واضح ہے کہ ان میں جو حکمران ہوش مند اور صالح تھے، وہ ہمیشہ سے صوبائی صدر مقاموں پر دو اخبارنویس متعین رکھتے تھے۔ ان میں ایک وقائع نگار ہوتا تھا جو صوبے واقعات قلم بند کرتا تھا۔ اور دوسرا حقہ نویس ہوتا تھا جو ہر دن دربار و محل کی جملہ روداد لکھا کرتا تھا۔ بعض اوقات صوبے دار بادشاہ کا عزیز یا دوست بھی ہوتا تھا

[illegible] کے باوجود بادشاہ [illegible] کی بھیجی ہوئی رپورٹ پر [illegible] نہیں کرتا تھا، اور صوبے داروں کو [illegible] کی [illegible] کے مشوروں کی غلطیوں پر معزول بھی کردیتا تھا۔

ملک معظم کی وفادار رعایا جب عاجزی کے ساتھ درخواست کرتی ہے کہ مذکورہ بالا قوانین، آرڈی ننس اور ریگولیشن نافذ نہ کیے جائیں اور اس ملک کے حاکموں کو حکم دیا جائے کہ آپ کی وفادار رعایا کو جو مراعات حاصل ہیں، ان میں تخفیف کریں اور ان کے حقوں کو پامال کرنے کے لیے قوانین نہ بنائیں۔

حضور اور حضور کی ادنیٰ رعایا کے درمیان جو معاہدہ مستحکم ہے اس کا واسطہ دے کر رعایا مصنف کرۂ زمین کے فیصلے سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان کی حمایت میں اعلان فرمائیں۔

"رعایا التجا کرتی ہے کہ حضور ہی کی نگاہوں کی بدولت رعایا کو وحشی حضور پر امن اور آباد کرنے کی اجازت دی گئی۔ جس کے بیچ آج دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں، اس کے خیال کا واسطہ دے کر وفادار رعایا اپیل کرتی ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کو دوسری مصیبت اور دکھ کے ہوتے نہ کریں۔"

یہ درخواست بھی مسترد ہوگئی اور رجسٹرار ہوم رائے نے فیصلہ کیا کہ لائسنس لینے کی شرط سے کسی بھی طرح "مراد الاحرار" مستثنیٰ کردیا جائے۔ آپ نے لکھا:

"وہ یورپین حضرات جو جیف سیکریٹری سے ملاقات کرلیتے ہیں، آسانی سے لائسنس لے سکتے ہیں، لیکن مجھ جیسے عاجز انسان کے لیے بہت مشکل ہے کہ ایک بڑے آدمی سے ملاقات میں جو توہین آمیز باتیں ہوتی ہیں ان ہوں ملاقاتوں کی توہین اور عدالت کے دفاتر کی خاک چھانوں:

آبروئے کہ بصد خون جگر دست دہد
بہ امید کرم خواجہ بہ دربان مفروش

دوسری وجہ یہ ہے کہ عدالت کے کہنے پر بھی حاضر ہو کر جملہ کا دفاع کرنا اور اپنی بات سمجھانا حق ہے۔ اگر جج پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عدالت میں خود حاضر ہو سکے تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی اور کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے بھیج سکے۔ یہ بات قانون کے خلاف اور دیانت کے منافی ہے۔

عرضی دینے اور جملہ کی سماعت کے بعد رد شدہ کرنے کے بعد بھی مرگیری کا سلسلہ جاری رہتا ہے کہ کہیں حکومت لاعلمی و بے خبری کے سبب کسی ایسی بات میں ملوث نہ ہو جائے جس سے حکومت کو بدنامی ہو۔ ایسی باتوں میں جن سے حکومت کو بدنامی ہو سکتی ہے کہ سر مجروم ہو جاتا ہے۔ عدالت کو اس کی قطعیت میں دخل ہے اور جج عدالت کے کہنے پر بھی اپنے اختیارات کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ جو حکومت کو ناگوار ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے پیر تر حکومت کو ترجیح دیتا ہوں:

رموز مملکت خویش خسروان دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

ارباب و بہبودی کے لیے کہ جنہوں نے "مرد دانشور" کو بھی سرپرستی کا مزا چکھا ہے، میں نے اپنے کو پہلے سے مرحلہ بالا سمجھ کر ہر قسم کی وہ تمام مدد نہیں کی کیونکہ اخبار کے ہیڈ میں حالات و واقعات سے مقابلہ کرنے رہنے کا جو وعدہ میں نے کیا تھا اب میں اس کے ایفا سے محروم ہوں۔"

نیا انداز اور نئے ہتھیار

یہ بھی اس نئے طبقے کے نئے انداز اور نئے ہتھیار۔ یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انگریزوں کی آمد سے پہلے ہندوستان کے کسی حصے میں سیاست پر رائے زنی کرنا کسی عام انسان کے احاطۂ اختیار میں نہیں ہوتا تھا ورنہ کوئی مقدمہ تصور ہی کر سکتا تھا کہ وہ حکومت کے طور طریقوں یا اس کے نظام کی اچھائیوں اور برائیوں پر کسی قسم کی رائے کا اظہار

کرے، لیکن اسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے ۔ ۔ ایک نیا طبقہ پیدا ہوا اور اس لئے صنعتی نے نئی ۔ ن، نئے بازار، ۔ ۔ صنعت اور نئے بھنڈار وضع کیے اور بھی صنعت۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ مختلف میں مل کر حوان ہوا۔ کمپنی اور اس کے ملازمین سے اس نے لڑنے، نئے نظام مسلم کرنے، معاملت اور اختیار ۔ ۔ کرنے اور حملے کرنے کے صدر طریقے سیکھے۔ اور پھر اسی صنعتی نے ۔ ۔ آگے بڑھ کر انگریزی شہنشاہ کو بھارت کی سرحد کا اندر ۔ ۔ کہ اس کے صنعتی مفادات کا روک ٹوک روان چڑھ سکیں۔ رام موہن رائے اس نئے صنعتی کا پہلا دیوتا تھا، جس کی زبان تھا، جس کا بیعاد پر تھا۔ یہ صنعت مجموعی طور پر ہندو تھا، اس لئے اس کی زبان، جس کے بھنڈار اس کے بازار سبھی کی پشت پر ہندو مذہب کی روایات کام کر رہی تھیں۔ اس لئے ۔ ۔ درمیانہ صنعت صرف ایک طبقے کے طور پر ۔ ۔ پھر اس کا ساتھ ۔ ۔ ایک مذہبی قوم ۔ ۔ ۔ تحریک کا مقصد بھی بن گیا۔ اس تحریک پر ۔ ۔ ۔

رسوم کے ترک ہو [illegible] حدیث کی آزادی ، انگریزی تعلیم کے [illegible] کی بنیاد پر اٹھنی ہیں ۔ [illegible] دو بنگال جو انیسویں صدی کی پہلی چوتھائی ہی میں واضح طور پر آگے شروع ہو گئے تھے ۔ ایک بڑا حصہ [illegible] کے لیے مصروف کار تھا اور [illegible] ہو مسلمان کے لیے [illegible] ۔ ہماری جدید وابستگی کسی سے بھی ہو لیکن ایک حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ماضی کو لوٹانے کے لیے [illegible] جد و جہد کی جائے وہ کامیاب نہیں ہو سکتی اور تاریخ نے کبھی ایسی تحریکوں کو زیادہ دنوں تک **توانائی نہیں بخشی ۔**

یہی پس منظر ۱۸۵۷ء سے پہلے کے بنگال میں واضح ہوں شروع ہو گیا تھا ۔ لیکن مسلمان بہت دنوں تک ماضی کے دھندلکوں میں کھوئے رہے تا آنکہ ۱۸۳۵ء میں فارسی کو سرکاری دفاتر کی زبان کے طور پر ختم کر دیا گیا ۔ یہ آخری ضرب تھا جو مسلمانوں کے اقتدار کے [illegible] تھا ۔ چنانچہ اس کے بعد مسلمانوں میں مایوسی کی شدید لہر دوڑی ، لیکن جہاں تک دیہات میں بسنے والے کاشتکار کا تعلق ہے ، وہ اس زمانے میں بھی مصروف جہد اور برسر پیکار رہا ۔ یہ وہ زمانہ ہے جب سید احمد شہید کی تحریک کے زیر اثر بنگال کے دیہات میں جہاد شروع ہوئے تھے ۔ اور یہ فقط جہاد شریعت اللہ اور [illegible] کی حکومت سے [illegible] کی تھی ، اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے ۔ چنانچہ ۱۸۵۸ء ہی تک نہیں بلکہ اس کے بعد تک بنگال میں ہندو اور مسلمان تک ایک راہوں پر گامزن رہے ۔ مسلمان انگریزوں سے برگشتہ تھے ، مایوس تھے ، وہ ہندو میں سکون محسوس کرتے تھے ۔ ہندو انگریزی تعلیموں اور ان کی حکومت کے حامی و مددگار تھے ۔ ان کے سامنے میں وہ یہ مستقبل دیکھ رہے تھے ۔ یہی وہ دو متحد رجحانات اور دو مختلف تحریکیں تھیں ، جنھوں نے بنگال میں **باقی ہندوستان کی طرح اپنا راستہ بنایا ۔**

شمالی ہند کی ایک عظیم تحریک اور بنگالی مسلمان

بیسواں باب

شمالی ہندوستان کی ایک عظیم تحریک

ـــــــــــــ تحریک جہاد

[illegible] کے [illegible] صرف یہ ہے کہ ۱۹۰۶ء میں جب [illegible] مسلم لیگ قائم ہوئی اب بھی ہندوستان کے [illegible] کے معزز [illegible] اور [illegible] تھے جن مسلمان امراء نے ملک گیر تحریک کی بنیاد رکھی۔

لیکن [illegible] یہ مسلمانوں [illegible] زیادہ مسلم، فعال اور [illegible] وجود میں آ چکی تھی اور وہ ایک مسلسل عمل ہے جو جاری و ساری ہے۔

۱۹۰۶ء میں [illegible] مسلمانوں کی [illegible] شروع ہو گیا تھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب مشرقی اور مغربی [illegible] ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے متعدد حصوں کے مسلمانوں نے مشترکہ جد و جہد کی تھی۔

عملاً شریک ہونے لگے۔

کا فاصلہ طے کرتے ہوئے منتہائے کی ... وں کی طرف بڑھنے لگے۔ یہ جوش جہاد اور سرفروشانہ ... ہوئی ... ایسا کیوں ہوا؟ ——— یہ ... کر ایسویں صدی کی ... ملک گیر تحریک کیسے منظم ہوئی؟ ——— ان سوالوں کا جواب ... ضروری ہے۔ جیسے ہی ان سوالوں کا جواب حاصل ہوگا، ان تحریکوں میں گہری ... اور مشترکہ بنیادوں کا پتا چلے گا۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ ان کے طریق کار میں یکسانیت نظر آئے گی ——— کیوں کہ حقیقت یہی ہے کہ اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں مسلمانوں کے اندر جتنی بھی تحریکیں اٹھیں اور جن تحریکوں سے آگے چل کر ہندوستان کے ... مسلمانوں میں عقائد کی اصلاح و ... ان سے ہوئی۔ خاص شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ... تیطومیدان کی، ان کی بنیاد عقائد کی اصلاح ہی پر تھی۔ ان کا اصرار اسی بات پر تھا کہ خدا کی وحدانیت کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے، شرک اور بدعت کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکا جائے، روزمرہ زندگی میں جو غیر اسلامی رسوم و رواج آ گئے ہیں۔ انہیں ترک کر دیا جائے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی ... تحریک ... ان بنیادوں پر استوار ہوئی۔ اس تحریک نے ... کو ... کرنے، غیر اللہ کی عبادت سے توبہ کرنے، شرک اور ... سے دست بردار ہونے کی ... اور اسلام کی ... ہوئی ... کی ... پر اصرار کیا اور ... اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد ... ضروری ہو جاتا ہے۔

یہ تحریک ... رحمۃ اللہ علیہ کی ... کے بعد کی جس سے ... اصل میں یہ مسلمہ وہ ... ہی ... ہی وہ تحریک ہی جس کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ... رحمۃ اللہ علیہ نے فکر دیا تھا۔ ہی وہ تحریک ہی جس کے ... بیسویں صدی تک ... ہندوستانی بنیادوں پر ... کرتے رہے اور ... اسلامی صدی کے حالات نے ... اختیار کی ... کہ جس نے ہندوستان کے پورے مسلمانوں کے باطنی ... کو متاثر اور متحرک کیا۔

اس تحریک ... ذکر ... ہی ہے جب کہ ہندوستان کے دوسرے گوشوں

ملک کی سیاسی صورت حال

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارد گرد جو حالات دیکھے ان میں انہیں ایک مخصوص راہ عمل منتخب کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس کے متعلق اس عہد کے ایک مؤرخ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں :

> "سید صاحب کی [illegible] میں مسلمانوں [illegible] ہو چکا تھا۔ مغل حکومت کے [illegible] مسلمانوں نے ہی [illegible] کی [illegible] یا تو مٹ چکی تھی [illegible] کے آخری [illegible] ہر [illegible] ہر مسلمان [illegible] اور مسلمانوں کی [illegible] ایسی [illegible] جس کی [illegible] کی [illegible] ضروری [illegible] [illegible] کوہ [illegible] [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

تین راستے

[illegible] کرتے ہوئے
مولانا مہر لکھتے ہیں :

[illegible]

۱ - حق کو چھوڑ کر باطل سے رشتہ جوڑ لیا جائے۔

۲ - حق [illegible]
انہیں صبر و استقامت سے برداشت کیا جائے۔

۳ - [illegible]
کی سعی کی جائے
ہو جائے۔

[illegible]
جان دے دی جائے۔

[illegible]

[illegible]

"سید صاحب کے نزدیک مسلمانوں کی تمام مصیبتوں کی جڑ اس بات میں تھی کہ وہ اسلام کے صراط مستقیم سے منحرف ہو چکے تھے۔ ان میں خدا کے دین کی سربلندی کے لیے سچی تڑپ اور کوئی مقصد زندگی باقی نہیں رہی تھی، وہ روح جہاد سے خالی ہو چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ سید صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے سیاسی حکمت و برتری کو اپنا مقصد نہیں بنایا، صرف احیائے اسلامیت اور اسی دعوت کی بنیاد رکھی۔ وہ مسلمین اسلام کو سچے مسلمان بنانا چاہتے تھے اور ان میں جذبہ دین اور تکمیل مقصد اسلام کی سچی لو لگانے کے خواہاں تھے۔

"اور دنیا میں مسلمانوں کو جو عالمگیر برتری حاصل ہوئی تھی، وہ صرف جذبہ دین کا کرشمہ تھی۔ جن چیزوں کو ہم آج کل مادی ترقی سمجھنے کے عادی ہیں ان میں سے اکثر کی طرف دور اول کے مسلمانوں کو توجہ بھی نہ تھی، لیکن اسلامیت کے بے حد جوش نے ان میں سعادت و استقامت کی وہ روح پیدا کر دی تھی کہ دنیا کی مالک برتر قومیں مسلمانوں کے اسلحہ حرب و ضرب کی نوک سے فرو ہوتی گئیں۔ مسلمانوں نے تیر اور مٹی کے کھلونوں کی طرح توپوں کو توڑ دیا جو کبھی آہنی دیوار کے ٹکڑوں کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ سید صاحب اسی جذبہ مسعود کی تحریک پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جذبہ و مقصد اسلامیت کا یہ مقام رفیع بہت کم خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے اور اس کے لیے بے تاب فرمایا ہے بہت کم خوش بختوں کے حصے میں آئی ہے۔"

اس طرح ڈاکٹر صاحب نے مقصد سید احمد شہید اور ان کی تحریک کے متعلق بڑے مخصوص نقطۂ نظر کا اظہار کیا ہے۔ اس اظہار میں حقیقت ضرور ہے لیکن اس تحریک کے روشن اور تاریک پہلوؤں کی بہت ہی متحرک عوامل کی نشان دہی نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ مسلمانوں میں قبل کے اور بیان بھی ایسی باتیں ہیں جو آخر دو صدی پہلے کیوں پیدا نہیں ہو گئیں۔ اور کیا مغل شہنشاہیت جس کے سرخیل بڑے بڑے لوگ اسلامیت میں

درھے راسخ تھی ۔ ۔ ۔

تحریکوں کا بنیادی فرق ہی [illegible] کی وحدہ لاشریک
اسی عمل اور ہدایت کے فرق میں مضمر ہیں۔

شاہ عبدالعزیز سے ملاقات

[illegible] جب دلی میں [illegible] کے [illegible] پہنچے تو آپ کی عمر
اس وقت ۲۴ برس تھی۔ آپ نے [illegible] شاہ صاحب سے آپ نے
خاص شغف فرمایا اور دیر تک [illegible] جب آپ نے [illegible]
[illegible] صاحب سے [illegible] کے [illegible] [illegible]
موروثی ہے، ایسے ہی آپ میں [illegible] کی [illegible] [illegible]
[illegible] شاہ صاحب نے [illegible] کے [illegible]
بھائی [illegible] عبدالقادر کے پاس [illegible] شاہ عبدالقادر صاحب اپنی [illegible]
مسجد میں پڑھاتے تھے، اور اسی مسجد میں [illegible] سے [illegible]
اعتکاف [illegible] اور اسی مسجد میں [illegible] کی [illegible] شروع ہوئی۔

اکیسواں باب

سیاسی اور اخلاقی زوال کا دور

دنیا میں [illegible] کس طرح [illegible] کس طرح وہ
صرف چند لوگوں کے ہاتھ جمع ہوا اور کیسے بڑھا ——
مارکس نے کہا ہے [illegible] سے پہلے زیادہ تر
مملکتوں کی لوٹ کھسوٹ ، میکسکو اور ہندوں امریکہ کی
ہندی ، غلاموں کی خرید و فروخت اور [illegible] کی لوٹ اور
غارت سے کچھ ہو [illegible] جس وقت دنیا میں آل اس کے ایک
رخ پر [illegible] ہوں [illegible]
[illegible] سرمایہ [illegible] سے [illegible] تک اس کی
[illegible] [illegible] [illegible]

جس دور میں سید احمد لکھنؤ سے دلی پہنچے وہ بڑے کرب اور بے چینی کا زمانہ تھا اور یہ کرب چاروں طرف اپنے اثرات چھوڑ رہا تھا۔ کمپنی کے مسلمان اور ان کے مہمک سیاسی نتائج برآمد ہو رہے تھے: پرانی سوسائٹی مٹ رہی تھی اور کمپنی کی حکومت پورے برصغیر پر آہستہ آہستہ مستحکم ہو رہی تھی۔ اور اس کے استحکام کے ساتھ ساتھ سماج کے بڑے طبقے مٹنا شروع ہو گئے تھے۔ ان صفوں کا عام طور پر ایک عجیب و غریب قسم کا اضطراب پیدا کر رہا تھا۔ کمپنی کی حکومت کے استحکام کے ساتھ ساتھ غیر ملکی مشنریوں کا جمعہ بھی شد و مد سے شروع ہو رہا تھا۔ مروجہ مذہب، رواج اور روایت جو لوگوں کے رگ و پے میں رچی ہوئی تھی، فنا ہو رہی تھی۔ اس سے بڑی پریشانی اور حد درجہ بے چینی اور کیا ہو سکتی تھی۔ اسی جذباتی ہیجان اور ذہنی کرب کو شاہ صاحب تحریر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں اور ایک بار وہ لوگوں کو ان بدعتیوں سے آگاہی دور کرنے کے لیے تیار کرنے کی دھن میں مصروف تھے۔

اخلاقی اقدار کا زوال

اس افراتفری، انتشار اور بدامنی کے دور میں روایت سے جو اخلاقی اقدار چلی آ رہی تھیں وہ بھی اپنی جگہ کھو رہی تھیں۔ لوگوں کا جس طبقہ کو بھی موقع ملتا وہ اپنے مفاد کو سنوارنے کی کوشش کرتا۔ لوگوں کی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کی طرف بھی توجہ ضرور دی جاتی تھی۔ کیونکہ ان کے بغیر دنیاوی مقاصد کا حصول ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی لیے تو اس دور کی تمام تحریکوں نے سب سے پہلے اخلاق اور ذہنی اقدار کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا پڑی۔ اس زمانے کے رسم و رواج اور عادات و اطوار کا تذکرہ سید احمد کی سوانح عمری لکھنے والی مرحومہ بیگم حصین نے کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "پہلے تو اخلاقی روایات کی کوئی حد نہیں تھی لوگوں کے سیاسی زوال نے مذہب کو بھی متاثر کیا ہے۔ اخلاقی اقدار مذہب کا تو کیا کہنا قوم کے امیر لوگوں کے ہوس سے عیش و عشرت

[illegible] کی [illegible] زندگی [illegible] اور دوسروں میں گندگی پھیلانی پھرتی تھی۔ یہ لوگ اخلاق کے جن [illegible] حرائم تھے جو عموماً مسلمان [illegible] ہوئے اور [illegible] کی رسم و [illegible] میں پھنس جاتے تھے۔ عورتوں کا وسیع [illegible] پردہ اور [illegible] کا [illegible] ان کے اجتماعی خروج کا راستہ [illegible] تھا جس کے [illegible] قضا و قدر کے [illegible] نے ورق قوم کو مواخذے کے [illegible] میں [illegible] و گناہ گار ہونے و امر پر [illegible] کرنے [illegible] کا [illegible] و [illegible] میں کیا۔ [illegible] کے [illegible] نے [illegible] و [illegible] اس [illegible] دریوزہ گری کرنے لگے۔"

عیش و عشرت کے افسانے

[illegible] دور کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ہے کہ [illegible] اور [illegible] اسی دور کی [illegible] ہوئی [illegible] کی [illegible] اس ضمن میں [illegible] و [illegible] کے [illegible] میں [illegible] دی۔ [illegible] اپنی [illegible] اور [illegible] و [illegible] کو دیکھا۔

[illegible] و [illegible] کی [illegible] کا [illegible] کی [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] گویے، [illegible] اور [illegible] آئے۔ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کا [illegible] ہے۔ اس سے [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] میں [illegible] کرنے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کام [illegible] اس سے [illegible] کے عرس کا [illegible] کرتے ہوئے [illegible] ہے، وہ [illegible] اس [illegible] چھپا لیا۔ اس نے لکھا ہے:

"[illegible] اور [illegible] ہر گوشہ و کنار صبح [illegible] اپنی [illegible] کہ [illegible] آگئیں اور ہر گوشہ و کنار صبح [illegible] اپنی [illegible] کہ [illegible]

دینی عقاید

اثر بہت مہلک ثابت ہورہا تھا۔

اپنے قدم بڑھا رہی تھی۔

انگلستان میں رونما ہونے والی تبدیلیاں

کی طرح کرگھے استعمال ہوتے تھے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

چند لوگوں کے پاس جمع ہوا ۔ اور کیسے بڑھا ۔ اس نے لکھا ہے کہ :

"یہ سرمایہ سب سے زیادہ معصومانہ کی لوٹ کھسوٹ ، میکسیکو اور مغربی امریکہ کی چاندی ، غلاموں کی محنت اور ہندوستان کی لوٹ اور تجارت سے اکٹھا ہوا ۔ روپیہ دنیا میں آیا تو اس کے ایک رخ پر انسانی خون کا دھبہ تھا لیکن جب سرمایہ دنیا میں آیا تو سر سے پاؤں تک اس کی بوند بوند سے خون اور کیچڑ میں لت پت تھی ۔"

اس طرح سے ہندوستان کی تجارتی لوٹ کھسوٹ سے جو دولت اور سرمایہ اکٹھا ہوا ، شعوری طور پر وہ طاقت تھی جس سے انگلستان میں صنعتی انقلاب پیا کیا ۔

کتاب خانہ مسعود جھنجھر
صحلی (پاکستان)
نمبر شمار .....
کتاب نمبر.....

بائیسواں باب

سید احمد شہید کی تحریک کا سیاسی اور معاشی پس منظر

انگلستان اور ہندوستان میں یہ تبدیلیاں ہی تھیں جنھوں نے شاہ عبدالعزیز اور ان کے ہم مسلک لوگوں کو عملاً جہاد کی راہ اختیار کرنے کے لیے مجبور کیا ہوگا۔

یہ درست ہے کہ یہ تبدیلیاں ممکن ہے شعوری انداز میں اثر انداز نہ ہوئی ہوں لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ پوری فضا میں ان نئی تبدیلیوں ہی نے نئی راہ اختیار کرنے کی طرف راغب کیا ہوگا۔

ہندوستان میں [illegible] ، [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ۔ اور [illegible]
[illegible] ، [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
[illegible] ، [illegible]
[illegible] ۔ [illegible]
پیادہ دہلی پہنچے تھے ۔

[illegible] ،
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ضروری تھی۔

درآمد کرے۔

مہم میں وہ تاجر بھی شامل ہوگئے جن کو کمپنی کی ہوٹ سے کچھ حاصل نہ ہوتا تھا - اس زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستان میں مقاصد کی جو صحیح تصویر ہم تک پہنچی ہے وہ ان ہی تاجروں ، مجاہد تاجروں اور ان کے حامیوں کی مرہون منت ہے - کمپنی کی ہوٹ کھسوٹ ، لوٹ مار اور جبر و تشدد کی جتنی مکمل روئداد اس دور میں ملتی ہے ، بعد میں برطانوی سامراج کے متعلق اس سے کم ہی دستیاب ہے - یہی دور ہے جس میں کمپنی اور اس کے ملازمین کے ہاتھوں ہندوستان کے صنعتی ڈھانچے کو تباہ کیا گیا ہے -

آزاد تجارت ، آدم اسمتھ اور ایسٹ انڈیا کمپنی

آدم اسمتھ کو صنعتی سرمایہ داری اور آزاد تجارت کا بانی سمجھا جاتا ہے اور یہ بڑی حد تک صحیح بھی ہے ، لیکن اس نے اس وقت اپنے اقتصادی نظریے کو پیش کیا تھا جب کہ صنعت اور صنعتی کلچر میں کی ابھی بہت کمی تھی اور صنعتی ترقی کے لیے جس سرمایہ کی ضرورت تھی وہ تجارت اور سود کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا تھا - اس لیے اس نے اپنی توجہ اسی طبقے کے ہاتھوں میں دولت کے ارتکاز پر مرکوز کی تھی اور اس کے مفاد کی خاطر ہی اس نے صنعتی ترقی کے لیے آزاد تجارت کے حق میں دلائل پیش کیے تھے - اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہ [illegible] لکھتے ہوئے لکھا ہے :

> "اس قسم کی اجارہ دار کمپنیاں ہر جگہ بے فائدہ ہیں ، یہ جن ملکوں میں قائم کی جاتی ہیں ان کے لیے ہمیشہ وبال جان ہی ثابت ہوتی ہیں اور ان ملکوں کے لیے جہاں ضرورت ہے ان کی حکومت قائم ہو جاتی ہے یہ بوجھ سے کم نہیں ہوتیں ، بہترین حکمران بھی کمپنی کے معاملات میں کبھی کبھی جو ولولہ

ہندوستان جاتا ہے وہ جس تک ہو سکے [illegible] ہے۔ دو ہو
سال ہندوستان سے دوسرے ملکوں میں جانے میں کے داہ زیادہ
آسان ہو گئے وہ جتنا سہکا سکے گئے۔ لیکن [illegible] حضیب بھر
اس کا مقدمہ میں کے بکل بڑا کمی ہے۔ [illegible] حکمران کا
مقدمہ وہی ہے جو اس ملک کا ہے جس پر اس کی حکومت ہے
[illegible] حضیب بھر کے [illegible] اس کے بکل ہو سکیں
ہوتا ہے۔ [illegible] حکومت ہے جس کے مقابلہ میں اس فکر
میں رہتے ہیں کہ جتنا ہے جتنا نوکری چھوڑ کر واپس چلے جائیں
اور جس قدر جمع ہو سکے اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔ جس دن
وہ [illegible] ہوئے کر واپس آ جائیں گے تو انہیں اس حکومت
سے ذرا سی بھی دلچسپی نہیں رہتی، جو وہ اس ملک پر برائے
ہی کیوں نہ لگی جائے۔"

ہندوستان کے متعلق پارلیمنٹ کا قانون

[illegible] ہے ایسٹ انڈیا کمپنی پر جو حملہ کہ [illegible]
[illegible] کی آواز ہی۔ یہ حملہ کمپنی کی اس [illegible] کرنا تھا
[illegible] اس کی [illegible] میں [illegible] کرنے کی جسارت
رکھتی تھی۔ اس ملک گیر [illegible] کے لئے ایک طرف کمپنی،
مخالف [illegible] کے [illegible] ڈھڑکتی [illegible] اور تقریریں اس کی
[illegible] میں [illegible] [illegible] کر رہے تھے، تو دوسری طرف
پارلیمنٹ کے اندر اس [illegible] کے حق میں [illegible] کر رہے تھے۔

یہ دیکھتے ہوئے کہ کمپنی کی بری [illegible] رکھنے اور اس میں
[illegible] [illegible] [illegible] صدی کے وسط ہی میں ہو شروع
ہو گئی تھی۔ ۱۷۶۷ء میں [illegible] کے [illegible] کی جس [illegible]
ایسٹ انڈیا کمپنی کی [illegible] کے خلاف آواز [illegible] ہوئی۔ اس کے بعد
اگلے ہی سال ۱۷۸۳ء میں [illegible] نے ہندوستان سے متعلق ایک مفصل قانون
پیش کیا جس میں کہا گیا تھا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملکوں اور
ڈائریکٹروں کے کورٹ کو ختم کر دیا جائے۔ اور اس کی جگہ ہندوستان
پر حکومت کرنے کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے [illegible] کمیشن مقرر

گیے تھے ۔ لیکن ابھی کمپنی کا اثر باقی تھا اور اس کے ممبران دربار میں بھی اثر و رسوخ رکھتے تھے کیوں کہ کمپنی کی لوٹ سے اچھا خاصا گروہ مستفید ہو رہا تھا ۔ چنانچہ یہ قانون مسترد ہو گیا اور فاکس کی حکومت ختم ہوگئی ۔ اس کی جگہ وزیر پٹ برسر اقتدار آیا ۔ لیکن اب حالات اس قدر تبدیلی سے دوچار ہونے شروع ہوئے تھے کہ ولیم پٹ کو بھی فاکس کی قسم کا مسودۂ قانون دربار میں پیش کرنا پڑا ۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کمپنی کی مخالفت اور حمایت میں رائے عامہ کو کتنی اہمیت حاصل ہو گئی تھی اور کمپنی کا اقتدار اس کے ہاتھ سے ختم ہو چکا تھا ۔

ملی جلی حکومت

۱۷۸۳ء میں ولیم پٹ کا مسودۂ قانون بہ بحیثیت وزیر خزانہ پیش کیا ۔ فاکس کے قانون میں ، جس کو ہاؤس آف لارڈز مسترد کر چکی تھی ، کچھ اختیارات کمپنی کے بھی لے لیے گئے تھے ۔ اس قانون کی بنیادی باتیں کمپنی کے حصص کے بارے میں تھیں ۔ اس مسودۂ قانون میں چھ ممبران کی ایک کونسل بنائی گئی تھی ، جس کو ہندوستان کے معاملات پر حکومت کرنے کا بادشاہ سے اختیار پارلیمنٹ کو منتقل ہوگیا ۔ اور یہی وجہ تھی کہ وزیر خزانہ کی سخت مخالفت کے باوجود منظور ہو گیا ۔ اس کی منظوری کے بعد لارڈ ہارڈوائک کو گورنر جنرل بنا کر ہندوستان بھیجا گیا ۔ ہارڈوائک کو علیحدہ علیحدہ یا مجموعہ وحدہ کمپنی کے پرانے حصہ داروں اور ڈائرکٹروں پر فوقیت تھی ۔ چنانچہ جب کبھی ہندوستان میں کارنوالس کے مرنے سے وہ جگہ خالی ہوئی تو اس پر ڈنڈاس کو بھیجا گیا ۔ ڈنڈاس کی سیاسی اور پارٹی کے مفاد کی خاطر ہندوستان میں ہمیشہ کارنوالس کے مقصد اور منشا کے خلاف کام کرتا رہا ۔ درحقیقت ایک شخص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہی فاکس اور اس کے پورے عملہ کے خلاف تھا ۔ گو اس کی وجہ سیاسی تھی ، جس کا مقصد کمپنی کے مفاد کو پورے طور پر کے سی طرح بھی کمزور کرنا تھا جس میں اسے ہندوستان میں مداخلت کرنے کے تمام اختیارات سے محروم کر دیا جائے ۔

فرانس کا انقلاب

انگلستان کی سیاست میں بھی یہ جنگ اندر ہی اندر جاری تھی کہ فرانس کے انقلاب نے پوری دنیا کو چونکا دیا۔ مساوات اور بھائی چارے کے جو جذبے فرانس میں پیدا ہوئے تھے، جنہوں نے انگلستان کے کاروبار دار اور آزاد خیال کے حامی سیاستدانوں کو بھی پریشان کر دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہی کام کے اصلاح پسند، لبرل اور آزادی کے دیوانے سب سے زیادہ رجعت پسند عنصر کے طور پر سامنے آئے۔ وہی پٹسٹ پرک جو ہندوستان میں انگریزی کمپنی کی مطلقی اور ظلم کے خلاف شدت سے آواز بلند کیا کرتا تھا، اس سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ فرانسیسی عوام کی آزادی کا مخالف بن گیا۔

اس کا یہ خیال تھا کہ انگلستان کے اندر جو جنگ جاری تھی، اس کا عمل رد عمل اور کسی کو اندر سے محروم کرنے کا سلسلہ بدستور بچے عرصے کے لئے ٹھنڈا میں پڑ گیا۔ لیکن اس کا رد عمل ہندوستان میں شروع ہوگا اور کسی کے مقبوضہ علاقے میں توسیع کی رفتار تیز تر ہوگئی۔ اور بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں ہندوستان کا نقشہ عجیب و غریب دکھائی دینے لگا۔

ہندوستان کے اکثر علاقوں میں برطانوی پرچم لہرانے کا سہرا ویلزلی کے سر باندھا جاتا ہے، اور یہ کسی حد تک درست ہے۔ لیکن اصل میں یہ توسیع تھک کسی اور کی ضرورتوں کی مرہون منت تھی جنہوں نے انقلاب فرانس اور بعد میں نپولین کے حملوں نے انگلستان میں خوف پیدا کر دیا تھا۔ انگلستان کو اس وقت ہندوستان اور اس کے حکم ہندوستان کی اشد ضرورت تھی۔ اس وجہ سے ڈلہوزی نے بھی مداخلت کو اس حد تک ٹال کر انہوں نے کو بعد دلیے میں کوئی خاص پروگرس نہ کیا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ انیسویں صدی کی اس دنیا میں جب کہ برطانوی ہندوستان سے روانہ ہوا تو دلی اور اس کے اردگرد کے چند علاقے کمپنی کے زیر اثر آ چکے تھے۔ بنگال، بہار، اڑیسہ کو بھی کمپنی انگریز گیرے میں لے چکے تھے۔ مرہٹوں کی طاقت کو بھی حد تک کمزور کیا جا چکا تھا۔ راجپوتانہ، مالوہ اور سندھ وغیرہ پر انگریز کا اثر و رسوخ قائم ہو

ہو چکا تھا کہ علاقے زمینداروں اور ساہوکاروں کے شکار ہو چکے تھے۔ ان میں سے بعض کے بارے میں یہ کہا گیا کہ وہ برطانوی اقتدار کو ختم کرنے یا اس کا مقابلہ کر سکتے، اس لیے انگریز ان سے خوف زدہ تھے۔ ان دونوں میں سب سے بڑھ کر وہ تھی جو ایک مقصد کا احساس پیدا کرتی تھی، اس پر ان کا عمل دخل بہت حد تک ختم ہو چکا تھا۔ بہ قول ہاشمی فرید آبادی:

"انہوں نے علاقہ گیر قسم کے لیڈروں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہنا کبھی گوارا نہ کیا تھا کہ وہ جس کل چاہے اٹھا لے جائے۔ اس کے بعد وہ مئی ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے اس کنارے سے اس کنارے تک کئی بڑے بڑے کے چھوٹے زور آزمائیاں کر رہے تھے۔ سات سال بعد وسط ۱۸۶۵ء میں وہ اس جائے بلا کو سب چھوڑ چکے تھے یا چھوڑے بیٹھے تھے۔ کسی سردار کی نکیل ہاتھ اب کوئی نہیں لے آتا تھا۔"

یہ صحیح اور منطقی صورت حال تھی جس میں سید احمد شہید کی رہنمائی میں سید احمد کو اصلاح و تبلیغ کی تحریک چلانا تھی۔ لیکن اس داستان کی ورق گردانی سے قبل اس زمانے کے سکھوں کی حالت پر مختصر گفتگو بھی اس لیے ضروری ہے کہ سکھوں نے اس تحریک پر کوئی حد تک اثر کیا ہے۔ گویا ایک طرف ہندوستان کے حالات میں تبدیلیوں کی ریشہ دوانیاں اور فتوحات، دوسری طرف سکھ قوم اور تیسری طرف انگریزی تسلط سے ذہنی امور پر اثرات نے مل کر سید احمد کو جہاد کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کیا ہوگا۔ اصل حقائق کی چھان بین کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ پوری فضا کا جائزہ لیا جائے۔ جہاں تک سید احمد کی تحریک کی تفصیلات کا تعلق ہے وہ تو اب بہ فراہم مل جاتی ہیں لیکن سیاسی اور سماجی حالات کے متعلق ابھی تک زیادہ تفصیلات منظر عام پر نہیں آئی ہیں، اس لیے ان کا فراہم کرنا ضروری ہے۔

سید احمد شہید جب پہلی بار دہلی میں وارد ہوئے تو ان کی آمد آمد تھی: ولولے، جوش اور کچھ کر گزرنے کا دور تھا۔ اسی عالم میں شاہ عبدالعزیز جیسے رہنما میسر آیا۔ یہ جوش اور شاہ صاحب کی رہنمائی، ظاہر ہے کہ

[illegible] زندگی تھی، مایوسی اور نامرادی کی زندگی تھی۔

[illegible] حاصل بن گیا تھا۔ بقول شیخ اکرام:

"[illegible] ہوا تھا، بے نقاب ہو گئی تھیں۔"

[illegible] ہو۔ بقول مولانا مہر:

"شاہ عبدالعزیز کے معمول کے مطابق مصاحف اور معانف کے

بعد پاس بٹھا کر پوچھا ، کہاں سے آئے ہو ؟

سید احمد : رائے بریلی سے ۔

شاہ صاحب : کس قوم سے تعلق رکھتے ہو؟

سید احمد : وہاں کے سادات سے منسوب ہوں ۔

شاہ صاحب : سند او سعید او سید ہیں کو ھا ہے ہو ؟

سید احمد : سند ا سعید میرے حقیقی نانا تھے اور سید میرے حقیقی چچا ۔

[illegible]

پھر ایک خادم کو حکم دیا کہ انہیں میرے بھائی [illegible] کے وقت میں کروں گا ۔ تم میری صحت صحیح اور خدمت میں کوئی کوتاہی نہ کریں ۔"

تعلیم و تربیت کے مراحل

[illegible]

[illegible] دونوں [illegible] ہیں [illegible] کو [illegible] کو [illegible] شروع ہوا ہو [illegible] کے ایک حصے کو [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

تیئیسواں باب

صاحب شمشیر کی تلاش

[illegible] ہونے کے [illegible] [illegible] ۔ اس وقت تک [illegible] سوسائٹی کے [illegible] [illegible] [illegible]

بیسویں صدی میں برطانوی شہنشاہیت اور اس کے لوٹ کا سیاسی نظام کو شکست دینے کے لیے عدم تعاون ہی وقت کا سب سے مؤثر ترین حربہ تسلیم کیا گیا ——— کیوں؟ اس لیے کہ برطانوی شہنشاہیت کے خلاف مسلح جدوجہد ممکن نہیں تھی۔ اس لیے کسی تحریک کے لیے ایک ہی مناسب اور طریقہ کار رہ گیا تھا کہ رائے عامہ حکومت سے ایک طرف عدم تعاون کیا جائے اور دوسری طرف اس کے منتخب اداروں کے اندر جاکر اس نظام اور اس کے ملوکانہ عزائم کو بے نقاب کیا جائے، رائے عامہ کو بیدار کیا جائے۔ کیوں کہ بیسویں صدی میں منتخب ادارے کسی نہ کسی حد تک وجود میں آچکے تھے۔ اور جب منتخب ادارے وجود میں آئیں تو رائے عامہ کی تنظیم بھی لازمی ہو جاتی ہے اور اس کی اہمیت بھی مسلمہ ہو جاتی ہے۔ اسی لیے ایسے زمانے میں جو بھی تحریک منظم ہوگی وہ رائے عامہ کی تنظیم کی بنیادوں پر استوار ہوگی۔ اس دور میں ووٹ، جلوس، جلسہ اور مظاہروں کو اہمیت حاصل ہوگی اور عدم تعاون اس کی بنیاد ہوگا۔

لیکن بیسویں صدی کے حالات تو سامنے رکھیے، اس وقت تک برطانوی ملوکیت کے ہاتھ پوری طرح مضبوط نہیں ہوئے تھے۔ منتخب اداروں کے وجود میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس وقت تو بھیجو اور فوج ہی ایک طریقہ کار تھا جس سے کوئی حکومت بنائی جا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ اس وقت اور اس زمانے میں مسلمانوں کی اپنی حکومت دوبارہ سے وجود میں قائم کرنے کے لیے جس نظام پورے ملک کو ایک مرکزی حکومت کے ماتحت لانا ہو، نہ تو اس بحال ہو سکے، استحکام پا سکے چھوٹی چھوٹی ٹولیاں اور نجی فوجیں جو ٹوٹ مار کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے تھیں ختم ہوں، تجارتی اثرات سے ملک کو نجات دلائی جا سکے، جس قسم کی تحریک وجود میں آ سکتی تھی، ظاہر ہے اس کے لیے ہجرت اور فوج کی ضرورت تھی۔

سید احمد کو اگر تحریک کی قیادت کرنی تھی، خواہ یہ قدرت کی طرف سے انہیں عطا کی گئی تھی، یا جو جو ذمہ داری انہوں نے شعوری طور پر اس وقت کے حالات میں ایک تحریک کو منظم کرنے کا منصوبہ مرتب کیا

تھا ، بہرحال اس وقت کا نقاد بھی تھا کہ اسعد اور اوج تربیم کی جائے ۔ تحریک کی بنیادی ضرورت ہی ٹھہرتی تھی ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سید احمد اس ضرورت کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ سپہ گری کا پیشہ آسندہ تحریک کے لیے اختیار کیا جا رہا ہے ۔ بہرحال تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ہوش سنبھالتے ہی سید صاحب نے جب تھوڑی بہت تعلیم حاصل کر کے ملازمت کو ترک کیا تو ان کی عمر بائیس تیئیس برس ہوگی ۔ جس وقت آپ دہلی سے رخصت ہوئے تو شاہ عبدالعزیز نے وہ جائداد بھی آپ کے حوالے کر دی تھا جو ان کے جد امجد شاہ عبدالرحیم کے زمانے میں بادشاہ دہلی سے دی آیا تھا ۔ کیا یہ اس وقت کا اعلان نہ تھا کہ جانشینی ولی اللہی کے سید احمد کو وہ تسلیم کر کے تمام خاندانی بوجھ سید صاحب کو منتقل کرنے کا فیصلہ کیا تھا ؟

سپہ گری

سید احمد کے سامنے دو مشکل دو [illegible] کی وطن رہنے کی قسم کی ہوگی کہ وہ روزی کمانے کے لیے دنیا سے حل کھولے ہوئے تھوں نے نواب امیر خاں کے ہاں ملازمت اختیار کر لی ۔ بظاہر اس ملازمت کی بڑی وجہ یہ بتائی جاتی ہیں کہ سید احمد کے ذہن میں پہلے ہی سے نواب امیر خاں کے ہاں تک [illegible] ہی کی حیثیت سے فوج میں داخل ہو چکے تھے ۔ لیکن ان کے زہد و تقوی سے تو فوج کی ملازمت ہو سکتی ۔ اسی زہد و تقوی کے چرچے سے سید احمد کے لیے بھی ملازمت حاصل کرنے میں آسانی پیدا کر دی ہوگی ۔ لیکن اس ملازمت کے وجوہ اور اس مسئلہ کے بارے میں جو اختلاف رائے [illegible] ایک گروہ کا کہنا ہے کہ عام دنیاوی ضروریات اور کسب معاش کی مجبوریوں نے سید احمد کو نواب کے لشکر میں بھیج دیا ۔ کیونکہ اس وقت علمائے کے لیے وظیفوں کے سے کسب معاش کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا ۔ جو بھی تھا اس ضرورت پر دستک دینا ۔ سید صاحب نے اسی ضرورت و فوج کے مقابل چلے تھے اور ان کو بھی ملازمت مل گئی ۔ لیکن دوسرا گروہ اس موقف کو تسلیم نہیں کرتا ۔

اس گروہ کا کہنا ہے کہ سید صاحب کو غیبی اشارات ہوئے اور ان کو ہندی مقاصد کی تکمیل کے لیے یہاں آنا پڑا۔ اس گروہ کے امام مولانا غلام رسول مہر ہیں: وہ اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ سید صاحب نے ہوس کے بس
جانے، دھندلکوں کے کانٹے معیشت کی محنتی راہیں
کھوٹے کرنے کی بھی ہمت تک سید صاحب کے ہو جاتی
یہاں آنے جھکنے ہیں، ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان
معیشت کا سب و فراغی سے ان کی طبیعت کو کوئی مناسبت
نہ تھی۔ اس کی وجہ موجود تھی جعفر بھی بھری ہے، جو ہند
میں ان کے سامنے تھی جس سے انہوں نے اہم مقصد قرار دیئے تھے،
سید احمد کی بیعت میں ان کی: سید احمد کو واسطے
لکھنے کے اس وقت احمد منظور تھا اور نہ اس جوہر
سے کوئی کی تھی جو ان کے سر و وضعت تھی، مشق کرنا
منظور تھی۔"

اس طرح مولانا مہر کا خیال ہے وہ مولانا سید جعفر کی اس وجہ سے اختلاف رکھنے میں اور ان کا کہنا ہے کہ جہاں تک کامل حال اور احوال کے مقصد کا تعلق ہے، وطن یا دیس میں یہ طریق احسن پورا ہوسکتا تھا۔ اس وقت میں سید احمد ولی تھے جاہلوں کے ہزاروں مریدوں میں سے ایک گنتے اور معمولی مرید تھے۔ وہ جہاں بھی بیٹھ جاتے کامل حال و احوال کے مقاصد کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔

پیشہ سپہ گری کے مختلف پس منظر

سید صاحب کے امیر محمد خاں کی فوج میں ملازمت کرنے اور سپہ گری کو بطور پیشہ اختیار کرنے کے متعلق مختلف تصریحات ہیں۔ ایک موقف تو یہ ہے جس کا ذکر مولانا محمد جعفر کرتے ہیں کہ:

"سپہ گری کی مشق و مہارت ان کو نواب کی فوج میں کشاں
کشاں لے جانے کا باعث ہوئی۔"

لیکن مولانا مہر اس رائے سے اختلاف رکھتے ہیں کہ:

"سپہ گری کی مشق کا وہ [illegible] سید صاحب کے زمانے میں موجود ہی نہیں تھا جس کے عمو[illegible] میں یہ لوگ سرشت ہیں۔ عام بہادروں کا استعمال سب لوگ جانتے ہیں۔ لڑائیوں کا طریقہ ایسا تھا کہ جوں مردی اور شجاعت ہی کو کامل کا سب سے بڑا گر سمجھا جاتا تھا۔ خود یورپ اپنے [illegible] کون سی عسکری تربیت گاہ میں سپہ گری کے فن سیکھے ہیں کہ اس کے لشکر میں شمول خود سپہ گری کی مشق کے لیے زیادہ موزوں تھا۔ جب سید صاحب نے خود مستقل فوجی نظم کا بندوبست کیا تھا تو ان کے قوانین میں سے کسی بھی حصے کے لیے سپہ گری کی دقیقہ مشق و تربیت کا استعمال کیا گیا تھا۔ شاہ اسمٰعیل شہید سید صاحب کے سب سالاروں میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ جانے جاتے تھے، انہوں نے کب اور کہاں سپہ گری کی مشق کی تھی۔ جو میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے سات برس نواب کے لشکر میں گزارے، وہ محض لڑائیوں میں شریک ہی ہوئے ہوں گے۔ لیکن جس حد تک میں معلوم کر سکا ہوں، نہ اس کے لشکر میں جنگی فنون کی مشق کے لیے کوئی تربیت گاہ موجود تھی اور نہ سید صاحب کو کسی تربیت گاہ میں کچھ زیادہ مدت بسر کرنے کا موقع ملا۔"

جہاں تک اس لشکر میں ملازمت حاصل کرنے اور اس کی لڑائیوں میں شرکت کے حقیقی مقصد کا تعلق ہے، اس کے متعلق مولانا مہر کی رائے ہے کہ:

"سید احمد کو وہی جذبہ جس نے انہیں کئی برس کے لشکر میں لے گیا تھا جس کی بدولت کارآمد کار انہوں نے اور خود مددگاروں کی ایک جماعت مرتب کی اور جہاد کے گراں بہا واقعات جنگی و جہانبانی میں صرف کر دیے، یعنی وہ اسلامی حکومت کے جو کی جگہ حکم۔ کی تشکیل کا عزم لے کر نواب کے پاس گئے تھے۔ لیکن حالات نے ایسی صورت اختیار کر لی تھی۔ سید و زر کا یہ چراغ زیادہ دیر روشن

جائے گا۔ وہ ہندوستان کو ایک آزاد اور مستحکم حکومت دینے کے لیے

تصور بھی ذہن میں لا سکتا۔

کر سکے۔ کئی جگہ سے [illegible] کر دی۔ اس طرح سے ہوجوؤں کا ایک مختصر سا لشکر [illegible] زمانے میں اگر عربی کا [illegible] کہوں۔ فوجوں کو باقاعدگی سے [illegible] لڑنے کی مشق [illegible] کر لی جاتی اور جب ضرورت [illegible] چنانچہ امیر خاں نے بھی وسط [illegible] ایسی ہی مہموں میں شرکت کی اور اس سے خود [illegible] کو اس سے مہیا کر دیا۔ اس طرح [illegible] اچھے [illegible] میں ہوا۔ دوستوں کو [illegible] طرح گزر بسر کرنا [illegible] سمیت خوب غریب کیا۔ اس طرح اس نے [illegible] نام بھی پیدا ہوگیا تھا۔

مرہٹوں سے تعلق

اس زمانے میں مرہٹوں میں بڑی خوشحالی [illegible] ہر [illegible] سردار ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کو [illegible] دکھانے کی فکروں میں لگے رہتے تھے۔ اس میں [illegible] وہ کبھی ایک [illegible] سردار کا ساتھ دے اور کبھی دوسرے کا۔ اس طرح [illegible] صرف وہ مرہٹوں کو متحد ہونے سے [illegible] رہے تھے اور طاقت کا توازن بھی انگریز کے ہاتھ میں رہتا تھا جس طرف [illegible] ڈال دیتا اسی طرف ادھر ہی کا پلڑا بھاری ہو جاتا اور وہ [illegible] زمانے کی بات ہے کہ ایک مرہٹہ سردار [illegible] کے بعد دوسرے مرہٹوں کی شہ زوری سے [illegible] اور بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگ سکا۔ اس نے اپنی گدی [illegible] ایک چھوٹی سی جمعیت جمع کی اور [illegible] اسی رہنے لگا۔ امیر خاں کی جانبازی اور شہ زوری کے چرچے ہو رہے تھے۔ اس کے دوستوں نے مشورہ دیا کہ [illegible] دوستی ہو جائے۔ [illegible] اور

نام بھی پیدا ہوگیا تھا۔

تحریک ولی اللہی اور سید احمد شہید

قتل و غارت گری میں مصروف ہیں
تھے ۔ اس لیے یہ کہنے
ولی اللہ نے تو احمد شاہ
کی صرف کہا ۔ اور
کا رونا رویا تھا ۔
جد و جہد کی طرف مائل کرنے کی
کہ مسلمانوں کی ایک
کو امن و امان سے ہم کنار کر دے ۔

مدد دینے کا باعث ہو سکتا تھا ؟

ولی اللہی طریق کار

شاہ ولی اللہ نے
وسطی زمانہ تھا ۔ اس دور میں
او ہارے معاشرے میں
ہی اس نتیجہ کو
مسلمانوں میں
ہوا ۔ وہ کو
چنانچہ نجیب الدولہ کے نام خط میں لکھتے ہیں :

"

کوشش ہے کہ کوئی فرد ملی ملک کے مسلمانوں اور غیر مسلموں سے خود غرضی کی خاطر رکھتے ہیں ، ذکر کرنے سے گریز نہ کرے۔"

اسی طرح سے ایک مکتوب وزیر اعلیٰ [illegible] کے نام لکھا گیا۔ اس میں لکھتے ہیں :

"اب کے ذریعے [illegible] ہوئے [illegible] اس سے کہ [illegible] ہوتی ہے [illegible] ہوئے ہوا [illegible] کی وجہ سے [illegible] کرے [illegible] گزرے [illegible] میں [illegible] ہوتے ہیں۔"

[illegible] ہوئے [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] ہوئے [illegible] ہوئ

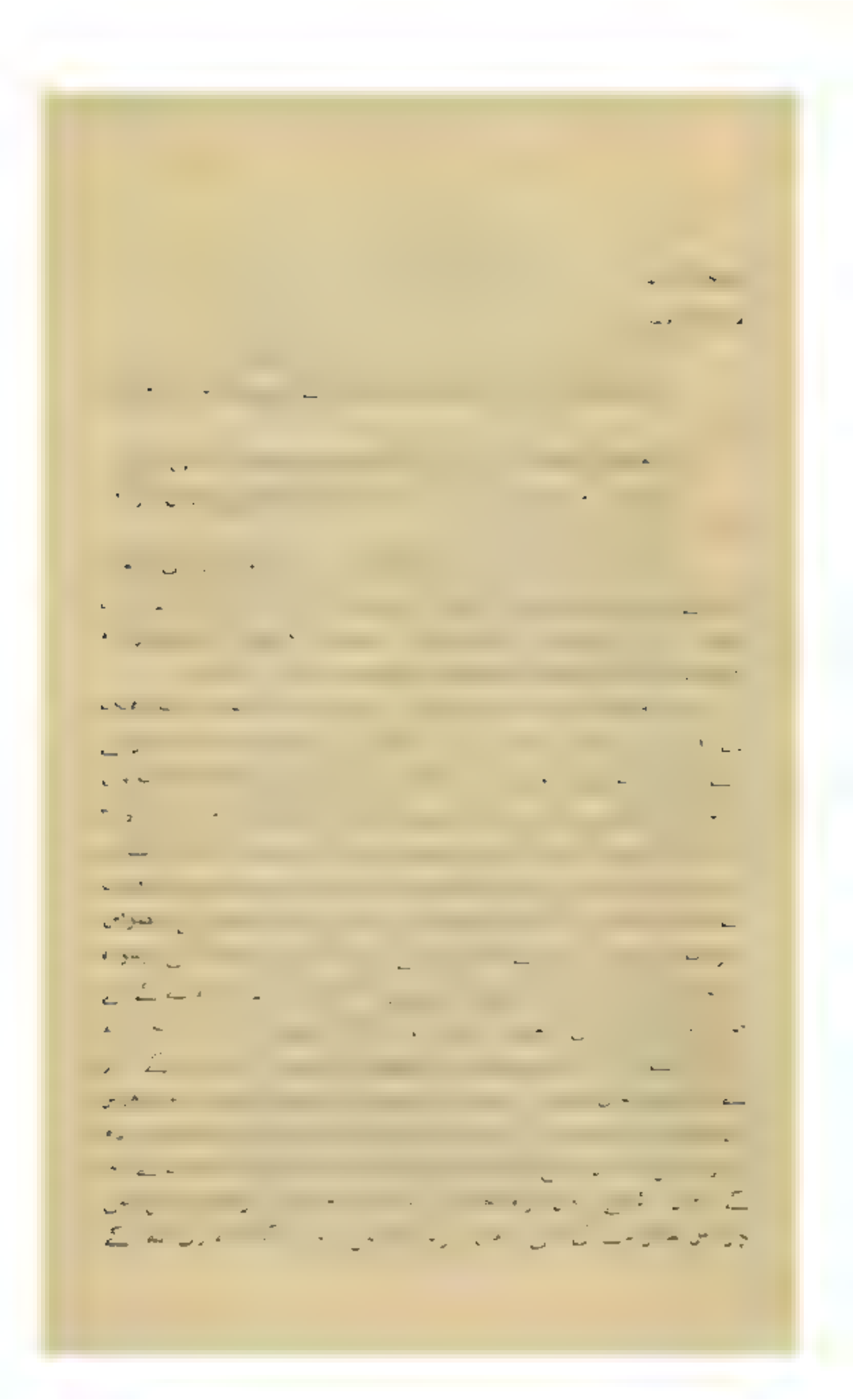

جاری کر دیے جن کی وجہ سے بعض اسلامی عناصر سب کی نگاہوں میں کھٹکنے لگے۔ اس سے بھی بڑھ کر وہ ایک ایسی صالح جماعت کی بنیاد بن رہے تھے جو ان کی خلافت کو دوام کو پائیدار نہیں رکھ سکتی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے جانشین شاہ عبدالعزیز نے اس بات کو محسوس کیا۔ اس کا سبب سے مؤثر [illegible] عبدالوہابی کی زیر قیادت [illegible]

[illegible] اسی موقف کو [illegible] کی تیسری جلد میں لکھا ہے:

"[illegible] اسلامی [illegible] اسکے کی [illegible] اسکام [illegible] کی گئی جس [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

دفع کرنا۔

[illegible]

ہندوستان جد و جہد کرنا۔"

[illegible]

پروان چڑھانے کے لیے جد و جہد کی۔

[illegible]

تیار نہیں ہے۔

چھبیسواں باب

صاحب شمیر کی تلاش کا خاتمہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سید احمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

لکھتے ہیں :

"[illegible]

لکھتے ہیں :

"[illegible]

[illegible]

[illegible]

صورت نہیں۔"

پسند کیا۔

۲۔ محولہ خط میں سید صاحب نے اولیٰ کے لشکر سے
فرستادہ ہوتے تو بہ طور خود لشکر میں رہتے یا نہ رہتے
حالات کی اطلاع دے کر اجازت منگاتے۔

۳۔ اگر شاہ صاحب نے سید صاحب کو بھیجا تھا تو کیا
وجہ ہے کہ سات برس تک ایک مرتبہ بھی اپنے پاس
بلا کر مکالمات عمل کی کیفیت نہ پوچھی؟ یا جو کام
رہتے؟ کیا آپ اپنے مامورین سے اس طرح کام لیتے ہیں؟
جس حد تک میں تصدیق کر سکا ہوں، مولانا عبیداللہ
نہیں اور مستند روایات اس دعوے کی تردید کر
رہی ہیں۔

ولی اللہی تحریک کا ہزو لاینفک

لکھتے ہیں :

[illegible]

تو سید صاحب کے ذریعے سے جاری ہوگا۔"

جواب کی تعبیر

[illegible]

طریق کار اور داؤ پیچ کا سہرا ان ہی کے سر بندھا۔

امیر محمد خان کی ناکامی :

صلح کی شرائط یا شکست

دستخط ہو گئے۔

تعمیل ہوئی۔

لیں گے۔

لڑے گا۔

مل کر ہندوؤں کو ختم کرے گا۔

کی توثیق کر کے اسے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

یہ تھی روئداد اس جواب کی جس پر خانوادۂ ولی اللہی اور سید احمد نے اپنی تحریک کے سلسلے میں لکھنؤ اور اسے ہندوستان میں اس دور اسلام میں اس کی قیادت نے پیام دستگیری اور رہنمائی دیئے گی۔

چھبیسواں باب

تحریک سید احمد شہید کا نیا طریق کار

[illegible]
پتھاروں سے نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایک ملت یا قوم
[illegible]
غلام اور بے اطمینان رکھ سکتی ہے۔
[illegible]
تھی، اس کا سلسلہ امیر محمد خان ہر جا کر تمام ہوا۔

نیا طریق کار

تحریک کا عوامی پہلو

اور شاہ عبدالعزیز اس امر کا اعلان کر چکے تھے -

عوامی تحریک کی تنظم

کئی حضرات سید احمد اور ان کے ساتھیوں کا مقصد اچھے کے لیے سمجھنے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نوت کی مزید تنظیم کا تجربہ حاصل ہو سکے۔

دوروں کی اہمیت

لیں گے اور جہاد کریں گے"

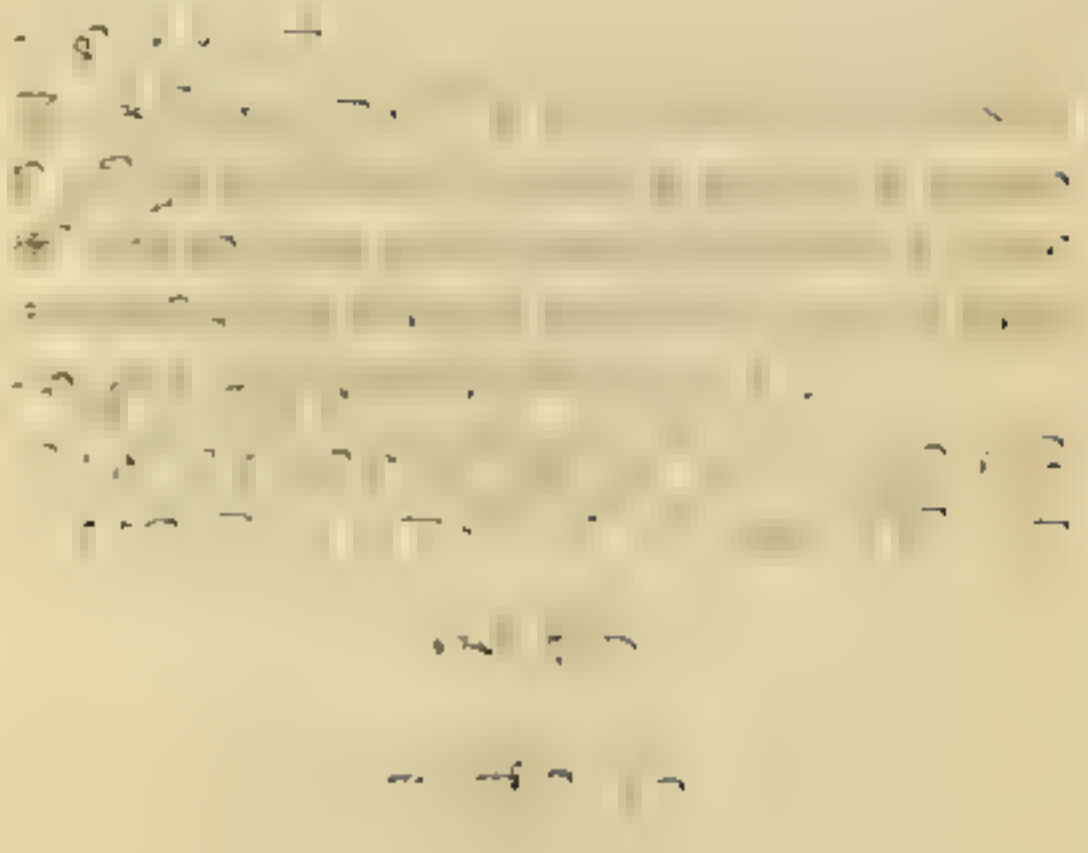

کی خدمات ضروری قرار پائی تھیں۔

کے لیے
دعوت و تبلیغ اور

تحریک میں اس حد تک [illegible] ہو وہ خود بخود عوام
میں مقبولیت کی [illegible] ہے۔ دوسرے [illegible]
[illegible] لاکھوں
[illegible]
[illegible] ہے کہ وہ
[illegible] اور
[illegible] اور
[illegible] ہو
[illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] ہے

سلام کیا تو پھر اس سے پہلے اور بعد [illegible]
سلطہ کے متعلق اے آپ [illegible]

[illegible] صاحب نے اس [illegible]
دوران [illegible] کے [illegible]
و ان [illegible]
ہوگی کیوں کہ [illegible]
حرکت کی [illegible]

الباسوان ات

شاہ اسماعیل شہید

تحریکوں کی

[illegible] اختیار کیے گئے [illegible] میں سب سے اہم دعوت و تبلیغ تھی۔ دوسرے سلسلہ احمدیہ کی طرح آپ نے بھی تبلیغ کرنے کے لیے ایک [illegible] کا [illegible] اس [illegible] لوگوں کو [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] اعلان [illegible] [illegible] تک [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

شاہ عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے :

عالم میں بھی اسمٰعیل اور اسحاق عطا کیے ۔"

ایک دوسرے موقع پر فرمایا :

دیکھ لیں "۔

علمی مرتبہ

ابھی ہمارے خاندان میں علم باقی ہے۔"

وعظوں پر پابندی

قرآن کی یہ آیت پڑھی :

نہ کریں ، اور پوری طرح سر تسلیم خم کر دیں۔"

کے ایک کنبہ جننے کی دل‌زاری کر رہے ہیں = چناں چہ
لکھ = چناں چہ خود شاہ اسمٰعیل نے ریزیڈنٹ کو ایک مراسلہ
اس میں بتایا گیا کہ کس طرح وعظ سے نہیں بلکہ وعظ پر
اس طرح پابندی سے لشکر امن کا اندیشہ پیدا ہو سکتا ہے =
احکام سرشتہ دار مولانا فضل حق خیرآبادی نے دیا لیے = جب
شاہ اسمٰعیل کو اپنے مراسلے کا کوئی جواب موصول نہ ہوا =
اور سرشتہ دار نے ان تک پہنچنا ہی نہیں تو سرشتہ دار کو
بھی کیسے کیسے [illegible]

کے بعد وعظوں کا سلسلہ پھر شروع ہوا"۔

عوامی اجتماعات میں وعظ

ا کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے بغاوت کر دی۔

اصحابِ کہف

اس [illegible] نے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ک

ہی مرد ... ... معلوم ہے ... ...
... ...
... ...
میں حصہ نہ تھا :

ہے خواست رستخیز عالم برآورد
آں باغباں کہ تربیت ایں نہال کرد

اگر خود ... ...
نیچے نظر آتے۔ حضرت پیر انصاری کا قول ہے :

''... ... ...
پرورش مریدے کردم''

(میں نے جو کچھ کیا وہ ... ...
ہوتے ، اتنی بزرگی کے باوجود مرید ہی ہوتے)

... ...
ہو کر بحکم :

بہ رمز نکتہ ادائے کنم کہ خلوتیاں
ز سبو بکشادند در فروبستند

... ...
... ...
... ...

افراتفری کا دور ختم ہو گا۔

جمہوری تحریک کے ابواب

اسماعیل لکھتے ہیں!

[illegible]

جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ!"

تحریک کے بنیادی نعرے

[illegible]

دیا گیا۔ [illegible] شیفتگی کا پیکر بن گئے۔"

[illegible] متعلق مولانا مہر فرماتے ہیں:

"[illegible] ہوں، ان کی تواضع میں کوئی فرق نہ ہوتا۔"

[illegible] شاہ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] دیا تھا۔

جہاد سے پہلے

کسی مرحلہ کے پہلو پر [illegible] سے مقصود اس امر
[illegible] ہوتا ہے [illegible] مرحلہ
[illegible] ہوتا ہے اور [illegible] اس کی [illegible]
[illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] اسلوب پر قائم رہیں۔

مثالیں اہم قرار پاتی ہیں۔

عملی زندگی کی مثالیں

کے بارے میں مولانا سلام رسول صہبا لکھتے ہیں:

"سید صاحب نے اپنے سب کے حوالے ذرائع انعام دیئے

چونتیس برس تھی ۔"

نکاح کا ارادہ ختم کر لیا۔

بیوہ بھاوج سے شادی

اصلاح عقائد میں شمشیر برہنہ

پر ٹوکا ۔

فائدہ جمعہ :

استعمال ہوا۔

جہاد سے پہلے حج

[illegible]

"سید صاحب نے نواب امیر خاں سے الگ ہو کر جہاد کے
[illegible]
حج کا ارادہ فرما لیا۔"
[illegible]

کو رکھا ہے ۔ [illegible] کیا جائے ۔

تبدیلی عزم کا ہی منظر

[illegible]

ہی قابل قدر ہو لیکن [illegible]

کرتے ہوئے حج کو قرض قرار دیا تھا ۔"

نے بھی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ [illegible] صاحب کے بس میں ہوگا۔ وہ سوچتے رہے ہوں گے [illegible] اس قسم کے [illegible] کے لیے موثر ترین [illegible] کس [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

سے آخر میں جاؤں گا۔

تحریکوں کے مالی وسائل

ہو جائے گا۔

اہم مقاصد

[illegible]

راحت اور ہر ایک کے رنج کو اپنا رنج سمجھو۔ ہم ایک
دوسرے کے کاروبار میں بلا اجرت مدد و مددگار ہیں۔ ایک

[illegible]

جھڑا کرے اسے دوسری خدا کی تعلیم فرماتا ہے۔ اسی طرح

و ندہ اسے بھیجے گا۔

خدا پر بھروسا

[illegible]

جس سے اگر وہ حج کو [illegible] کے مسلوری کی
حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لئے اس کا [illegible] صاحب نے
اس خوف اور غم زدگی کو [illegible]
ادھر سے عدالت [illegible] اس غم زدگی کی [illegible]
ان کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
یہ لوگ [illegible]
ہے اور ان کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[

سترواں باب

اعلانِ جہاد

اعلان جہاد

سید احمد کے اعلان نامے کی تفصیل یوں ہے :

"[illegible] کو جہاد شروع ہوگا۔"

ہوئے ۔ یہ تحریک صرف حکومتوں کے خلاف ہی نہیں تھی بلکہ وہ تمام [illegible] لسلط سے آزاد کرنا چاہتی تھی اور [illegible] کے بعد [illegible] حکومت قائم [illegible] اور اس قسم کے [illegible] ان کے [illegible] آگے لے جانے والے [illegible] لے جانے والی [illegible] اس [illegible] ہے ۔ [illegible] اس وقت کی سیاسی اور [illegible] حریت اور محبت کے [illegible] دیوں نے اس وقت [illegible] سے لڑنے [illegible] ہے ۔ دوسری طرف [illegible] مخالف [illegible] سے [illegible] وضع [illegible] ہو [illegible] کو جاننا ضروری ہوتا ہے ۔

جہاد کی خصوصیات

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] مخصوص [illegible] پیش کیا ہے ۔ وہ کہتے ہیں :

"جہاد جہد سے ہے جس کے معنی ہیں : محنت ، مشقت اور کسی کام کے لیے سخت تکلیف برداشت کو لینے پر [illegible] تک

اب تک [illegible] کے [illegible] میں [illegible] صرف [illegible] اور
[illegible] سلاطین [illegible] اور [illegible] میں [illegible]
پیشے [illegible] [illegible] اس کی روئی اور [illegible]
لشکر [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
اور [illegible] [illegible] [illegible]

لیکن [illegible] [illegible] لشکر [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

سید احمد کے مقاصد جہاد

[illegible] اپنے زمانے کے مخصوص مسائل کے حل کی [illegible] ہوسکتی [illegible] عہد کے عام حالات سے زیادہ [illegible] کی [illegible] کا بھی [illegible] کی [illegible] وہ اس وقت [illegible] کے [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]

واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اور خود قرب حق کی برکتوں سے محروم رہیں گے ۔"

اسی طرح ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں :

"... جڑ سے کاٹ دیئے جائیں تو ہمارے ... پر جا بیٹھے گا ۔"

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :

حکمرانی کا سلسلہ جاری ہو جائے۔"

اور آگے چل کر فرماتے ہیں:

"[illegible] کی اصل اور تمام خوبیوں کی [illegible] کہ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے [illegible] کہ اللہ تعالیٰ کی [illegible] کرے۔"

[illegible] کہ اللہ تعالیٰ کی [illegible]

فرماتے ہیں:

"[illegible]

اکسواں باب

مسلمانوں کے مختلف طبقوں کی مجرومی اور تحریک جہاد

سید احمد اور ان کے رفقا حج کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے بھی ان کو یہی آخری منزل یعنی تحریک جہاد کا نقطہ آغاز بنانا تھا۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ اس دارالحرب میں مراجعت ہرگز نہیں کی جا سکتی۔ حج کے لیے سفر کے دوران میں جب سید احمد اور ان کے ساتھی مختلف مقامات سے گزرتے ہوں گے تو راستہ بھر لوگ ان کے استقبال کے لیے امڈ پڑتے ہوں گے اور حج کے دوران میں بھی ہر موسم میں ان کے ساتھیوں کی تعداد بڑھتی رہی ہوگی۔ انہوں نے جہاد کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے جو پروگرام بنایا تھا اور جس کے مطابق عمل

سید احمد کی دعوت کا جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے ساتھیوں کی تعداد ہر سال بڑھتی رہی۔ ان کے ساتھیوں کے ذریعے ان کی دعوت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیلتی رہی۔ ان کے ساتھیوں میں سے بعض نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں جا کر تبلیغ کا کام کیا

اور سرگشتوں ، اور فسادوں کو [illegible] پہنچانے
بلکہ حیوانات و نباتات بھی اس میں شامل شریک
ہوتے ہیں ۔ اور ایک [illegible] خاص خاص
خاص شخص کو ایک طرح کا نفع حاصل ہوتا ہے اور
دوسری جنسوں اور دوسرے [illegible] نفع کی تحصیل [illegible]
انصاف ، [illegible] کی [illegible]
[illegible] ہیں ۔ [illegible]
[illegible] ہوتا ہے [illegible]
[illegible] ہوتے ہیں ۔ [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible] کرو ، [illegible]
[illegible] جاتی نہیں ۔"

[illegible] اور [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] میں [illegible]

کے سوا ہر قسم کی معاملات کی شرکت سے ان کی طبیعت کو انوف
[illegible]

عوامی فوائد

عام مسلمانوں کے فوائد کے بارے میں کہتے ہیں :

[illegible]

اہل ایمان کے دبدبے اور شبے اور مرکشوں کی ڈنٹ و نکبت کو
دیکھ کر ضروری طور پر دین حق پر دھم رہتے ہیں اور کھلے
سوچ [illegible] کے زمرے میں [illegible] ہیں
[illegible]

خطبے و تذکیر دیکھ کر دیے خطبہ اور سارے کرم کے
ساتھ خلاط ور رہے سہے کی وجہ ہے اور ان کے انوار کے
ن کے قبوب رحکس و ان کے موجے ان کے دلوں پر اثر
ے اس کی یہی امید کی جا سکتی ہے کہ دلوں کے
دلوں کی گہرائی میں اتر جائے گا۔"

دلوں کی حالت

یک عام مغالطہ اور یہاں اس مغالطے جس میں مسلمانوں کے
ساتھ دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی مبتلا ہیں، لیکن اس لیے بڑی
حس کا پہلو اور مسلمانوں میں زیادہ ہے، ان کے لیے ضروری ہو جاتا ہے
کہ اس مغالطے اور اس کے بدی کا علاج جب تک ہو جائے تو خواہ وہ اپنے
مذہب کے نام لیوا ہی کیوں نہ ہوں، ان کو دوسرے مذہب والوں کو
بہرحال بھی ضرور دی ہوگی کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو اس سے
ہمارے اضطراب، بے چینی اور بے چینوں کا بھی مداوا ہو جائے گا۔ اس
میں کا فائدہ ہو یہ ہے کہ وہ عملی طور پر نہ بھی ہو لیکن ان ہمدردیوں
سے دوسروں کی کوششوں اور حرکت کا موجہ ہو جاتا ہے اور وہ دشمن کے
سامنے سے ہٹ کر دوسرا ہے۔ چنانچہ اسی صورت حال کے تحت سید احمد
نے بھی کافروں کو بھی مخاطب کیا ہے۔ یہ ایک بات ہے کہ اس مغالطے
سے ان کا مقصد مسلمانوں کو وہ اس صورت حال ہی کو اب قبول کرنے
کے لیے تیار ہوں لیکن اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس
تحریک کے بانی کے ذہن کی رسائی سے یہ پہلو اوجھل نہیں تھا۔ سید احمد
ذمی کافروں سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اس میں شبہ نہیں ہو مسلمانوں کی رعایا ہیں اور ہمارے ہیں
ان کو ہماری طرف سے تکلیف نہیں پہنچی۔ آئین سرکار،
مجرموں کے قرار واقعی سزا دینے کے سوا، ہمارے ہیں اس واسطے
ان کو ہمارے وہ ملکی حقوق میں [illegible]
ہیں جن سے [illegible]
اور ان کی رسوم و عادت کے رواج و سہولت کی وجہ سے، پھر
دین جس کے ماننے والوں کے ہاتھ شریعت کی رو سے مفلس

اور عمرانی امور و معاملات کی بررسی اور ان کی گہرائی دیکھ دیکھ کر وہ حیران ہوتے ہیں اور ان کی امید بندھتی ہے کہ ان کے دل میں دین حق کا چراغ روشن ہو جائے گا۔"

"مقصد یہ ہے کہ ہم اس بات پر [illegible] اور قائم ہیں اس دین کے حکم کا [illegible] شروع میں دین حنیف رکھتے ہوئے [illegible] اور پھر اس کے جاری کرنے کی جو [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] ہو [illegible] ہے اور [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

طرف ایک نئی زندگی لے کر بڑھی تھی اسے روکنا کسی طرح درست ضروری تھا۔ چنانچہ اس زمانے میں سید صاحب خود بھی زیادہ تر اسی کام میں مصروف رہے۔ اس سے ان کی صلاحیتوں اور شخصیت کو میں نکھرنے اور ابھرنے کا موقع ملا اور ان کی زندگی نے ایک نئی دلچسپی پیدا ہونی شروع ہوگئی۔

ہجرت

[illegible] ۱۸۰۹ء کی صبح [illegible] تمام صحنوں جیسی تھی۔ اس صبح کو بھی اسی طرح طلوع ہوا۔ اس میں بھی تمام دن کی طرح لوگوں نے اپنا اپنا کام شروع کیا۔ وہ صبح بھی دن کی اور صبحوں سے مختلف نہ تھی۔ مگر کسی شخص کو اس صبح کو اٹھتے ہوئے یہ خیال نہ تھا کہ آج کا دن کسی [illegible] کا دن ہے۔ کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسی صبح کو مسافر کے کانوں نے اعلان کیا تھا جس منزل کا کوئی خاتمہ نہ تھا۔ سید احمد اور ان کے رفقا نے ہندوستان کی موجودہ منزل پر پہنچنے کے لیے جو راستہ اختیار کیا تھا وہ بہت طویل اور کٹھن تھا اور اس راستے کو طے کرنے میں انہیں کئی سال لگے تھے۔

تحریک جہاد کی خلش لوحیہات

اس کا ذکر خود سید صاحب کی زبانی سنیے:

"[illegible] ہندوستان میں [illegible] کوئی جگہ نہیں [illegible] ہندوستان کے [illegible] جہاد کے [illegible] ہندوستان [illegible] اس وقت کے [illegible] ہندوستان میں [illegible] والے ہوئے [illegible] ہجرت کے [illegible] خیال میں [illegible] کئی لوگوں نے صلاح دی کہ اسی ملک میں جہاد کرو [illegible] [illegible] [illegible]

اگر وہاں جا کر کسی ملک میں فساد کریں تو وہاں
کے رہنے والے مسلمان جان و مال سے ان کے شریک ہو جائیں
گے۔ خصوصاً اس سبب سے کہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے
وہاں کے مسلمانوں کو بہت دنوں تک تکلیف دی ہے۔ جب
فوج کی خبر مسلمانوں کو پہنچے گی بے آزمائی کریں گے۔
جب اس ملک میں فوج کے لوگ اس ملک میں آئے ہیں، مسلمانوں کو
جلا دیتے ہیں، مسجدیں ڈھا کر دیتے ہیں، مال و اسباب
لوٹ لیتے ہیں، بلکہ عورتوں و بچوں کو نکال لے جاتے ہیں
اور اپنے ملک میں لے جا کر بیچ ڈالتے ہیں۔ ایسے وقت میں
وہ مسلمانوں کو امداد بھی نہیں کرنے دیتے۔ مسجدوں میں
گھوڑے باندھتے ہیں۔ کوئی کسی کا تو کیا ذکر، جب سنتے
ہیں کہ کسی مسلمان نے حج کیا ہے، اس کو جان سے
مار ڈالتے ہیں۔ اس کر میرے جی میں آیا کہ ہم سب
کہنے ہیں تو یہی مناسب ہے کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے
وہیں چل کر ٹھہریں اور سب مسلمانوں کو متفق کر کے
[illegible] ان کے [illegible] مسلمانوں کو
چھڑائیں۔"

[illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے
میں [illegible] کے حوالی و [illegible] کی تحریک میں [illegible] کے [illegible]
بھی۔ اس [illegible] سے [illegible] کہ اس میں [illegible] سے اسی زمانہ سے
[illegible] کی وحدت [illegible] کی [illegible] اور اس وحدت کی [illegible]
میں [illegible] کر [illegible] سے [illegible] کو [illegible]
کے لیے [illegible] کے [illegible] سے [illegible]
سکھوں سے جہاد کے اعلان سے [illegible] کی تحریک [illegible]
تک [illegible] مسلمانوں [illegible] کی [illegible]

[illegible] تحریکوں [illegible] کی [illegible] تحریک کا [illegible] سے
اس تحریک [illegible] زیادہ [illegible] سے [illegible] شروع ہوا۔
یہ وہ [illegible] جب مسلمانوں میں [illegible] سے [illegible] ایک نئے دور

تسلسل ہوتا رہا ہے۔

جہاد کے لیے سرحد کو کیوں منتخب کیا؟

صوبہ سرحد کا انتخاب

مشکل کام نہیں رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی غلط فہمیوں کے سلسلے
میں جو مشکل درپیش رہی ہے وہ ہے اس کا تقدس۔ عام طور پر اسی
غلط فہمی [illegible] کرنے والے [illegible] کی صف میں کھڑے
ہوئے ہیں اور [illegible] کی صف میں [illegible] سے تحریک کے بانی
اور [illegible] سید احمد اور ان کے رفقا
نے تجرید اور جہاد کے لیے مرحلہ کا عمل بھی مقاصد کے لیے مناسب کہ،
ان میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

[illegible] مقصود
[illegible] اس لیے [illegible] مقصود
[illegible] اس [illegible] کے [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible]

برطانوی مورخوں کی رائے

[illegible] کی [illegible] کی
[illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کتاب [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہے۔ گو [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] ہم
[illegible] کہا ہے کہ
سید احمد کی تحریک [illegible] کے خلاف تھی۔
وہ مزید اسی کتاب کے ابتدائی صفحات ہی میں لکھتا ہے:

"[illegible] کی [illegible] مرحلہ پر باغیوں
کی [illegible] [illegible] کے [illegible]

کو بھی ، جو اس کی وجہ سے مسلمانوں برطانیہ کو برداشت کرنا پڑے ، ان کے سامنے ہمدردانہ انداز میں لاؤں گا ۔ دوسرے باب میں ہندوستان کی من [illegible] ان کے بڑھنے سے ہندوستان کے [illegible] کے [illegible] سے آئی اور روز بروز مستحکم تر ہوتی گئی ۔ پھر میں ان سیاسی مسائل کی تفصیل بیان کروں گا جن کی بنا پر مسلمانوں نے حالات روما ہوئے ۔ یہ وہ مسائل ہیں جن سے [illegible] کے مسلمانوں کا [illegible] میں [illegible] کی [illegible] بعد سے متاثر ہو رہا ہے اور اس طرح مسلمانوں [illegible] جو [illegible] میں بھی کام کر رہی ہے ، وہ اس موقع سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے شرعت مطالبہ میں عجیب و غریب تاویلیں پیش کر رہا ہے ۔ آخر میں میں ان کوششوں کا ذکر کروں گا جو مسلمانوں کے سیاسی رہنما ہندوؤں اب بھی اور اس سے بہت پہلے بھی مسلمانوں کی سیاسی حمایت کے لیے [illegible] کی خاطر [illegible] رکھتے ہیں ، کسی نہ کسی وجہ سے وہ [illegible] سے نکل کر [illegible] میں اور ان تمام تدبیروں کو ، جن میں زمانہ حال کے ہندو بڑی خوشی سے حصہ لے رہے ہیں ، بہت بڑی قومی بے غرضی پر محمول کرتے ہیں ۔ اس کے بعد میں یہ بتاؤں گا کہ [illegible] میں مسلمانوں کی ان شکایات کو [illegible] اگر ہندوستانی حکومت میں [illegible] ، محسوس کروں ، ان کی واقعی شکایات کو بیان کروں ۔"

مؤلف اپنی داستان جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے :

"مسلمانوں کی [illegible] کے [illegible] ہے وہ [illegible] کے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہوئے جو [illegible] میں [illegible] کے [illegible] کے [illegible] میں [illegible] گئی ہے ۔ [illegible] ہے ہی رہتی کہ مسلمان لڑنے کی فوج میں [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کس

کے مطابق بدل دیا۔"

[illegible] ہو تم [illegible] روک ٹوک اس ملک میں کرے [illegible]
[illegible] کر لگا دی [illegible] کیسے [illegible] کریں؟"

[illegible] جعفر نے [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بتیسواں باب

شاہ ولی اللہ کی فکری تحریک ایک نئے دور میں

شاہ ولی اللہ سے جو اس فکری تحریک کے بانی تھے کئی نسلیں
ان کے بعد بھی ہندوستان میں اس فکر کی [illegible] تحریک جاری رہی
تھی وہ صرف ہندوستان ہی کے [illegible] رہے
ارتقا نے مدتوں کے [illegible] کی طرف دیکھتے
رہنے والوں کو [illegible] دیا [illegible]
[illegible] شاہ صاحب کے [illegible] کی [illegible]
[illegible] کو [illegible] کرنے کا موقع ملا اور وہ [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے لیے [illegible]
شاہ ولی اللہ سے [illegible] کیا [illegible]
[illegible] کرنے [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کے [illegible]

تحریکوں کی

فکری تحریک کو مساجد کے حصول کے لیے ایک باقاعدہ شکل دی،

دینی حمیت کی بنیاد پر ان کو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح جہاد اور فتح کفار پر ابھارا جا سکے گا۔

یہ مقاصد تھے جن کے لیے پہلے سنوسی کی درستی پر زور دیا جاتا رہا۔ چنانچہ [illegible] کے بعد تحریک کا جو صوفی کردار طے ہوا، اس کے تحت [illegible] پر زور ہوا۔ ان کے مرکز سنوسیہ کی اصلاح کی جاتی رہی، مریدوں کے لیے [illegible] مقصد کی [illegible] ہوتا رہا۔ جنگوں اور جنگوں پر زور دیا جاتا رہا۔ [illegible] کا مقصد ایک ہی تھا کہ سنوسی [illegible] اور ان [illegible] بنا ہو جائے [illegible] ہو۔ [illegible] نے اسے [illegible] کریں۔ [illegible] ان [illegible] کرنے [illegible] دوسرے [illegible] صعوبتیں برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

مسلح انقلاب

[illegible] ہو [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] کے [illegible] ہو

[illegible]

اس بارے میں [illegible] کے بعد ابو الحسن علی ندوی راقم سطور
[illegible]

"[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

کمک یا رسد ملنے کی توقع نہ تھی۔"

مرحد کیوں مرکزِ جہاد بنا؟

[illegible]

جن سے صد احمد اور ان کے رفقا نے استفادہ کیا۔

[illegible]

لوٹ مار اور قتل و غارت کے ہنگامے [illegible] ہنگامہ بپا کر رہا تھا۔ سید احمد اور ان کے رفقا کے خیال میں یہ کہ ایک طرف یہ اضطراب اور بے چینی موجود ہے، دوسری طرف سرحد کا وسیع علاقہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ سرحد کے سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں ان کو حاصل ہو سکیں گی۔ اس طرح ایک طرف تو علاقہ سرحد اور پنجاب [illegible] مستقل [illegible] اس پر اسلامی حکومت قائم کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ [illegible] اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ [illegible] اور اس کو مرکز جہاد بنا کر [illegible] کے مسلمان خود بخود [illegible] اور سید احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ اس خیال کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

> "اس کے بعد میں اپنے [illegible] خراسان کو [illegible] اس کو کفر و شرک سے پاک کیا جائے۔ اس کے [illegible] مقصود اصلی ہے۔ [illegible] خراسان میں سکونت اختیار کرنا۔"

اس سے [illegible] مقصود [illegible] اسلامی حکومت [illegible] سرحد سے [illegible] اور چونکہ اس [illegible] ان سب [illegible] اس لئے ان سے [illegible] ہو گئی۔ اس سرحد کے انتخاب میں [illegible] اور عنصر سے بھی [illegible] ان [illegible] اور وہ [illegible] کے [illegible] لئی [illegible] اس سکیم میں [illegible] سوی لکھتے ہیں:

> "ہندوستان کی [illegible] سرحد کے انتخاب میں [illegible] مدد ہی ہوگی کہ [illegible] کی حوصلہ افزائی [illegible] گرد [illegible] اور [illegible] کی [illegible] میں [illegible] سکونت [illegible] [illegible] کے [illegible]

[illegible] کے بعد آپ نے اپنی توجہ انگریزوں کی دشمنی میں [illegible] اب آپ نے [illegible] اور سرحد کی جانب توجہ کی ، [illegible] اور سرحد کے [illegible] تھے ۔ خود نواب امیر بھوپال اور ان کے امیر مشیر [illegible] بھی ۔ [illegible] جو ہندوستان میں مسلمانوں کی قومی طاقت اور دینی حمیت کا ایک بڑا مخزن تھا اور وہاں قومی مرکز دلی کو بھی بڑی حد تک اور کئی طاقت غلط کرتا رہا تھا ، انگریزوں سے آزاد تھا ۔ خود رہنے والی میں [illegible] صاحب کا وطن ہے ، [illegible] ان کے [illegible] تھے ۔ سید صاحب ان کی مردانگی اور [illegible] سے [illegible] تھے ۔ [illegible] آپ [illegible] لوگ [illegible] صاحب سے [illegible] رکھتے تھے اور آپ کی [illegible] سے [illegible] رہتے تھے ۔ ان سب کے [illegible] اور [illegible] انگریزوں اور سرحد کے [illegible] میں [illegible] ۔ چنانچہ سید صاحب کو [illegible] انگریزوں و سرحد کو [illegible] دعوت جہاد نامہ کر [illegible] کا مشورہ دیا گیا ۔ [illegible] اور [illegible] کی مدد کی [illegible] ۔ [illegible] آپ اس [illegible] علاقے کو [illegible] و [illegible] کا [illegible] جس سے آپ کو [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ۔ [illegible] سکتے ہیں ۔"

سکھوں کے خلاف جہاد یا اسلامی حکومت کا قیام ؟

[illegible] سرحد کو [illegible] جہاد کے سلسلے میں [illegible] گئے ہیں ، اور اس میں وہ صریح [illegible] ہیں جو سید صاحب سے پہلے عقیدت اور عقیدگی رکھتے ہیں ۔ [illegible] کی [illegible] درج کی گئی ہیں ۔ ان سے ایک بات قدر مشترک کے طور پر [illegible] ہوتی ہے کہ اس جہاد کا مقصد [illegible] سکھوں کے خلاف جنگ نہ تھا ، بلکہ اس برصغیر پر اسلامی حکومت کا قیام تھا ۔ اب اس رستے میں سکھ [illegible] سے جنگ کرنا پڑی ۔

قسم کے خدشات اور وسوسوں کا اظہار ہوتا رہا ہے۔

اسلامی حکومت کا نام

کسی کی تحقیر نہ تھی۔ یہ بات کل ایک نئی صورت سے کہ مسلمان صدی کے ملے وسط میں [illegible] اور [illegible] مسلمانوں اور اس [illegible] کے [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

سے اٹھ دیا ہے۔"

سیاسی فراست

اسلوب

مصنوعوں کی زبان میں

کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تیئیسواں باب

تحریک جہاد کا مقصد

[illegible] تحریک [illegible] مقصد کے لئے
[illegible] کر رہی تھی بلکہ [illegible] تحریک صحیح
[illegible] کے حوالے تھی، اور اسی کے لئے اس نے عوام
کو منظم کرنے اور [illegible] کی [illegible] جب
جہاد شروع ہوگیا تو اس دوران میں [illegible] اسلامی
تنظیموں کو اجازت دے دی، جس کے نتیجے میں سکھ فوج کا
[illegible] پسپا کرنا پڑا۔ اس موقع پر سکھوں کی فوج
کے [illegible] سکھ مذہب کے [illegible] سکھوں
[illegible] اس کی [illegible] اس نے [illegible]
[illegible] اس کے [illegible] اس [illegible]
[illegible] کی [illegible] اور
[illegible] موقع تھا جو میں شعوری طور پر [illegible] کی
حرکت کی روک تھام کی۔

مولانا مہر لکھتے ہیں :

> [illegible]

سیاست اور سیادت کی بنیاد

کے بل پر اس نے عوام کو متنفر کرکے بغاوت کی طرف [illegible] ۔ چنانچہ جب جہاد شروع ہو گیا تو شیخوں کی امداد نے دی جس کے نتیجے میں سکھ فوج کو [illegible] نقصان برداشت کرنا پڑا ۔ اس موقع پر سکھ فوج کے [illegible] سردار بدھ سنگھ نے سید احمد کے نام کئی مکتوب [illegible] فارسی میں لکھے جن کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ اس کے جواب میں سید صاحب نے جو خط لکھا اس میں انہوں نے اپنے موقف کی [illegible] وضاحت کی ہے ۔ اور ذرا بھی ابہام باقی نہیں رہتا جو سید شہید اور سکھوں کی جنگ کی نوعیت کے بارے میں ہے ۔ سردار بدھ سنگھ لکھتے ہیں :

[illegible]

سید احمد اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں :

سید احمد کا مکتوب

"[illegible]

جد و جہد کرنا ہو، اور اس کا مقصد سنت کا حصول ہو تو
اس کے حصول کی کوشش کرنے کے بارے میں ہماری جد و جہد سے متعلق ہدایات
واضح ہوتے ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بعض حالات میں ایک سنت کی
ادائیگی دوسری سنت کی ادائیگی سے متصادم ہو اور ہو سکتا ہے کہ
ان کے ہم وقت [illegible] ان دونوں
مقصد کے لیے [illegible] ہو
[illegible] ہو سکتا ہے کہ
مشہور تصور کیا گیا ہو وہ [illegible]
[illegible] کے بارے میں [illegible] تصور
[illegible] ہو۔ لیکن اس [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] ہو سکتے ہیں۔

اس دور میں جہاد کے [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible] ہو [illegible]
[illegible] ہو [illegible]
[illegible] ہو

ایک ہی اسلوب ، ایک ہی [illegible] سمجھتے تھے اور وہ دن کی زندگی
تھی ، [illegible] کہ اس [illegible] کے [illegible] کو اس [illegible]
عقائد سے متعلق [illegible] کے [illegible] کے
کہ [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] کام کر رہے تھے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اسباب کھولے جا سکیں گے۔

عقائد و نظریات

[illegible]

لکھتے ہیں :

"حق حق و عدل ایسی حکمت کلمہ ہے ان متقلال [illegible] کو
[illegible] لوگوں کی [illegible] اور فصیح کلام اور [illegible]
[illegible] کی [illegible] اظہار [illegible] کے [illegible]
[illegible] فرماتا ہے [illegible] اس
کے [illegible] اس کی حکمت اور [illegible]
[illegible] فرمائے۔ حکمت [illegible]
[illegible] کو [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] کے درمیان تمیز کرنا دو طرح پر ہے :

[illegible]

تقریر و خطاب سے جاننا چاہیے کہ اس تصنیف کا قانون سمجھا جائے۔

دعوت کے مدارج

بیان حکمت

کلام موعظت

ایک بیسرا طریقہ

ہیں کہ :

یا رخصتی کا بندوبست کر دو۔

چوبیسواں باب

تحریک جہاد سے فرائضی اور طیطو مدان کی تحریک کا تعلق

[illegible]

مشرقی پاکستان اور بنگال کے مسلمانوں کی مختلف تحریکوں کا مقصد

اور دوسرے مقدمات سازش کے [illegible] کی صحیح شروع ہوئی۔ سب سے
پہلے [illegible] ان مقدمات کے سلسلہ
میں تحریک کے تعارف کے لئے [illegible] مقدمہ
سازش کی [illegible] کچھ کے بعد [illegible]
[illegible] کے مقدمے [illegible] کی عدالت میں
سرحدی علاقے کے تعلقات کی [illegible] ۱۸۶۳ء
[illegible] ۱۸۶۳ء سے [illegible] کے زمانے میں [illegible]
[illegible] مقدمات [illegible] وائے اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible]
ہوئی۔ [illegible] اس [illegible] کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible]

کے دیباچے میں انہوں نے لکھا تھا:

"ہندوستان کی سرحد پر ایک باغی گروہ

[illegible]

(حنوبی بنگال) سے بڑی تعداد کے ساتھ روسہ اور آسامی حاصل کرتے ہیں اور ان کو اپنی جرنیلی سڑک پر منزل بہ منزل گزارتے ہوئے دلی کیمپ میں پہنچا دیتے ہیں جو وہاں سے دو ہزار میل کی مسافت پر واقع ہے۔ بڑے بڑے ذہین اور دولت مند اشخاص اس سفر میں حصہ لے رہے ہیں اور روسہ پہنچنے کے ضرورے کو حتی الامکان کم کرنے کی خواہش ہی حضرت کے کام سے دلچسپی رکھنے والے [illegible] دے دیا گیا ہے۔

جو مسلمان زائرین مدینہ ہیں، وہ بھی کچھ کچھ تعداد میں حصہ لے رہے ہیں اور ان تمام مسلمان علاقہ جات کی قوم پر بحث میں مصروف ہیں۔ چنانچہ حکومت روسیہ سے [illegible] سرکردہ اخبارات نے اس بحث [illegible] میں کہ مسلمانوں پر [illegible] کے خلاف [illegible] عائد ہونے سے [illegible] سب سے پہلے شمالی ہندوستان کے [illegible] مسلمان [illegible] اور اس کے بعد بنگال کے مسلمانوں نے اس موضوع پر [illegible] ہندوستان میں [illegible] کے [illegible] کرنے سے گریز نہ کر سکی۔ [illegible] اخبار [illegible] مسلمانوں کا [illegible] سرگرمی سے اس [illegible] میں سرگرداں [illegible] اگر ہم [illegible] کے خلاف [illegible] تو کیا ہم اپنی روح کو [illegible] بچا سکتے ہیں؟ مکہ، مدینہ اور [illegible] کے [illegible] کے بعد [illegible] موضوعوں پر [illegible] واضح ہو گئی ہے [illegible] بلکہ حضرت کی [illegible] رکھتے ہے۔ وہ متعلقہ کمیٹی [illegible] مسلمانوں کی [illegible] دیتے رہے ہیں کہ [illegible] موضوع [illegible] ہی خطرناک دور سے گزر رہی ہے۔

[illegible] چاہیے کہ میں نے پوری بات بیان نہیں کی۔

۱۔ امیر خاں شاعری میں آپ کا [illegible] معزز اقوام کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ اور آدمی خواہ کوئی ہو ملتے ہیں تو اسے باد کہتے ہیں۔ (مترجم)

ہم نے جیسا بویا تھا ویسا ہی کاٹا ہے۔

ہو جائے گا۔

خلاف حکم حد نہ مقرر کرے کی صورت میں ہوگی۔"

[illegible] کے مقاصد اور اس کے [illegible] کی کتاب [illegible] کی حد [illegible] کرنا [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

مسلمانان بنگال سے پہلا رابطہ

[illegible]

قیام کلکتہ کے حالات

[illegible]

[illegible]

امام کا انکار

[illegible]

منزل مقصود

جہاں تمام گھوڑے فرش سے اُٹھ سکے ۔ دوسرے میں صرف [illegible]
مقابلہ تک چھوڑے گئے ۔ [illegible] جس نے گھوڑے کی
درخواست [illegible] کی صاحب نے فرمایا ۔ [illegible]
کے ساتھ [illegible] ہو چکا ہے ، اس لیے معذور ہوں ، البتہ دعوت دوں گا
کہ [illegible] صاحب کے ہاں سے جہیز [illegible]
[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

باب بدلت اس طرح مفتوح ہوگا کہ دیکھنے والے حیران رہ جائیں گے۔

[illegible] حرف بہ حرف صحیح ہونی اور اس کی [illegible] کے [illegible] بھی ہوئی ہے۔ مثلاً یہ سب لکھا ہے کہ ۱۸۲۲ء میں [illegible] نے اور مسلمہ [illegible] بڑی امداد [illegible] کی [illegible] بن گئی۔

[illegible] نے [illegible] صاحب کا [illegible] بھیجا وہ [illegible] مسلمان [illegible] آپ کی [illegible] اور آپ کے ارشادات کی [illegible] اس سر زمین میں خاصی دینی رونق پیدا ہوگئی۔

(رسالہ در احوال مولوی نصیرالدین)

حاجی حمزہ علی خاں کہتے ہیں:

"[illegible] صاحب [illegible] آرام کے [illegible] وہ [illegible] لاتے اور [illegible] [illegible] کے [illegible] صاحب [illegible] [illegible] اور [illegible] تک [illegible] اور [illegible] تھوڑی دیر کے بعد کمرہ بھر جاتا۔"

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] کے [illegible] چناں چہ وہ لکھتا ہے:

"[illegible] کے [illegible] صاحب کی [illegible] کو [illegible] کرنے [illegible] کے [illegible] اور

مذاہب حدہ اور علم عام حدہ گروہ کی طرح ان کی بنیاد کے
بعد کچھ ہی عرصے بعد ان کے اندر مسلک کے مسئلے میں مختلف
فرقوں کے قائم ہونے کی وجہ سے اس میں بڑی گڑبڑ ہوئی
اور ایک زبردست حکومت کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ
باقاعدہ اپنے ایجنٹ مقرر کیے۔"

[illegible] داستان جرائم کے باوجود یہ کہنا شاید ہی مبالغہ ہو کہ
[illegible] سے ملاقات ہوئی ہو یا سنکل کے [illegible]
ہو [illegible] کے [illegible] کے بارے میں [illegible]
لوگوں نے کوئی نہ کوئی [illegible] ہو۔ اس کے [illegible]
ہی [illegible] اس دوران میں [illegible] کو ہو سکتا ہے وہ ایک
عام حشیش عالم اور صاحب [illegible] ہو حدہ [illegible]
اس [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] اور حدہ
ہے ایک [illegible] کی [illegible] ہوئے [illegible] حدہ کے
نام لیوا خاصی تعداد میں پیدا ہو گئے ہوں گے۔

ایک اور [illegible] ہو [illegible] کہ [illegible] حدہ کی تحریک اور
[illegible] کے اس دور کی تحریکوں میں اس زمانے میں کوئی بنیادی فرق نہیں تھا
اور ان تمام تحریکوں [illegible] ایک ہی [illegible] کے [illegible] اور طریقوں کا تھا۔
اس لیے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ [illegible] حدہ کی تحریک سے پہلے کسی تحریک
[illegible] حدہ [illegible] کی تحریک کا بھی حال [illegible] حدہ کو
[illegible] ہو سکتا ہے [illegible] [illegible] ہے
[illegible] دور [illegible] حدہ کے پیرو ہوگئے تھے اور [illegible] پر اس
نے [illegible] کر لی تھی۔ [illegible] اس کے باوجود [illegible] کہ
[illegible] کی [illegible] میں [illegible] تحریک تھی اور جس میں [illegible]
[illegible] [illegible] بھی [illegible] کیے [illegible] اس کی [illegible] پر کوئی [illegible]
[illegible] [illegible] کی [illegible] حدہ کے [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] کی تحریک اور
[illegible] احمد شہید کے [illegible] کے بارے میں [illegible] پیش [illegible] لکھا ہے

"[illegible] جب [illegible] [illegible] کے [illegible] پر [illegible] کر لیا تو
[illegible] میں اس [illegible] کے [illegible] ہوگئے کہ [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

۲ - ۳۴ برگہ لکھا اور قریہ ہوو -

بعد انہوں نے انگریزی راج کے خاتمے اور دوبارہ اسلامی سلطنت کے قائم ہونے کا اعلان کر دیا۔"

واقعہ بالاکوٹ کے اس بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ شاہ اسماعیل کے قصے نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کر دیے۔ وہ شاہ اور ہر قصے کی جڑ مضبوط ہو گئی اور اس میں کسی عرصہ لگا ہو گا۔ دوسرے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سید احمد کے اس قصے سے مسلمانوں کو یہ اشارہ ملا کہ وہ بھی سر گرمیاں شروع کر دیں۔ مگر اس قصہ کے مختصر ہونے اور مخالفوں کے وسیع وسائل کی وجہ سے مسلمانوں کو اس قسم کے ہنگامے نہ کرانے چاہئے تھے جو بعد میں سید احمد کی تحریک کی صورت اختیار کر گئے۔ ممکن ہے کہ سید احمد کی نہ ایک تو ایک محدود دینی تحریک کے ابھرنے میں قصور بھی۔ اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ وسیع قسم کے ذہن کے نہ ہوں اور نہ ہی صلاحیت ہو کہ وہ مختلف عناصر کے عمل کو سمجھ سکتے ہوں۔ اس بے خبری کی وجہ سے ان تحریکوں کو سید احمد کے کہنے میں نہیں ڈال سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں بعد تک بھروسہ اور بھروسہ کا عنصر ہے اور دل میں سید احمد کے تمام کارناموں کے وجود میں تحریک میں شمولیت کا کوئی رجحان اس دور میں نہیں ہوا۔

سید احمد شہید کی شہادت کے بعد تحریک جہاد میں بھی سی سرگرمی رہی اور ان کے دل نور رفیق سید اسماعیل کی شہادت کے بعد کوئی میں سی بھی ہو اس تحریک کی قیادت کو سنبھال سکتی اور تحریک میں وہی جوش اور ولولہ پیدا کر سکتی۔ لیکن اس کے باوجود یہ تحریک سید احمد کی شہادت کے بعد کم سے کم سات آٹھ سال تک بڑے موثر انداز میں رہی اور تحریک کے اس کے مخالفات کے باوجود اس تحریک نے انگریز حکومت کے لئے بڑے مسائل پیدا کر دیے تھے اور مسلمان ریاستی حکومت کو پریشان رکھنے اور وہابی ہونے کے لئے ہی پریشان رہیں جس کا نتیجہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کے مقدمات سازش میں ہوا اور دراصل یہ وہی زمانہ ہے جب مرحلہ کی اس تحریک جہاد اور سکھوں کے مسلمان کشمکشوں کے درمیان ایک گہرا تعلق قائم ہو گیا تھا جس کے نتیجہ کے طور پر مسلمانوں کے

سر بندھتا ہے۔ چناں چہ اسی ولیم ہنٹر نے اس جدوجہد کے تحریک خلافت والے اہم حصے کے بارے میں لکھا تھا:

"ایک دفعہ پھر ان محرکوں کی تحریک ہی کے قریب پہنچ گئی تھی مگر ہندو کے جذبوں کے سطحی جوش اور مال و دولت سے اور ان کے تصرف میں بھی، مقدس جھنڈے کو جھک سے اٹھا کر ایک بار پھر جنگ پر آمادہ کر دیتے۔ ہندوؤں نے تمام ہندوستان میں ہمیں توڑ دیے اور مسلمانوں کو اس حد تک پہنچا دیا کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔"

ولیم ہنٹر کے [illegible] کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، اس میں ایک حقیقت اور تک [illegible] ہے، اور وہ یہ کہ ولی کے اس خانوادے نے ایسے وقت، جب تحریک مجاہدین کا چراغ گل ہو رہا تھا، اپنے خون سے اس چراغ کی لو کو روشن رکھا اور اس خانوادے کا ایک کے بعد دوسرا فرد اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں آتا رہا۔ کسی اور خاندان یا خانوادے نے ایسے موقع سے مسلسل ایک صدی تک اپنی و ہستگیوں اور [illegible] کو [illegible] اور [illegible] ایک دفعہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کر لیا، اس پر ہر حالت اور ہر صورت میں قائم رہا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت وقت سے جس خانوادے کے دم کو حرف حق کی طرح مٹانے کے لیے [illegible] چوٹی کا زور لگا دیا، وہی خانوادہ آج بھی لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دل [illegible] ہے اور کون سا ہو۔ ہے جو اس خانوادے کو چراغ [illegible] کہہ سکے ہو۔ اور ہو اور، خود انگریز مصنف بھی اس خانوادے کی قربانیوں کے گن گانے پر مجبور ہوئے ان کی بہادری اور ان کی استقامت ضرب المثل بن چکی ہیں۔

یہی استقامت و جاں نثاری [illegible] جس نے ایک صدی تک برطانوی حکومت کو مجبور کر دیا کہ وہ جہاد کی تحریک کو شکست دینے کے لیے اپنے ہوش و حواس کے تمام ذخیروں اور وسائل کو اس طرف موڑ دے اور اپنے صدق دل کے پورے جذبات کو ان کا دشمن بنائے۔ یہی ایک صورت تھی جس سے تحریک کو ختم کیا جا سکتا تھا۔ چناں چہ [illegible] سے لے کر ۱۸۶۹ء تک [illegible] کے

کے ارے میں اس تحریک کے مقاصد اور اس کے پہلوؤں پر روشنی
ڈالی ہے۔ [illegible] میں مولوی [illegible] دہلوی کی وفات کے بعد تو
[illegible] اور علماء [illegible] کر [illegible] جمع ہو گئیں اور
[illegible] اس [illegible] کی۔
[illegible] مولانا [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے
مرد ہوئے۔ [illegible] کو [illegible] کہا، سب سے [illegible] اور [illegible] تو [illegible]
[illegible] اس [illegible] کے [illegible] تحریک [illegible] کے [illegible] اور
[illegible] معنی [illegible] کام [illegible] معرکہ [illegible] ہوئی۔ وہ
میں لکھتے ہیں:

مولوی [illegible] دہلوی کی وفات سے [illegible] کہا
[illegible] دور ختم ہو [illegible] کی [illegible] ۱۸۳۱ء میں سید اور
اس کے دو سال بعد [illegible] نے [illegible] سے [illegible] جہاد
کی مسلسل کامیابی دیکھنے کے بعد [illegible] اللہ کے [illegible] آزاد
کے [illegible] ملک [illegible] کے [illegible] [illegible] اس [illegible] تحریک جہاد کا
صدر مقام [illegible] تھا اور اس کے [illegible] اور [illegible] آبادی مسجد
میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] جن کا [illegible] اللہ کے
[illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کوئی
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تحریک جہاد
کی [illegible] [illegible] دوسرے [illegible] [illegible] ہو گئی۔ [illegible]
[illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کی [illegible] میں [illegible]
[illegible] جس نے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کر [illegible]
اس فرض کو نبھایا۔

پہلی ملاقات

[illegible] ولایت علی کی [illegible] ۱۷۹۱ء ہے۔ وہ صوبہ بہار
کے ایک [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ایک مدت تک
پورے صوبہ بہار کے [illegible] رہ چکے ہیں۔ وہ [illegible] [illegible] [illegible]
بڑی زمینداری کے [illegible] [illegible] آ رہے تھے۔ [illegible] [illegible]

نا جیب قائم رہ ۔

لئے میں تحریک کا مرکز

مولانا ولایت علی تعلیم سے فارغ ہو کر لکھنؤ سے [illegible] اور وہاں ایک مرکز قائم کر دیا۔ [illegible] قائم کی [illegible] اور علاج کے لئے [illegible] گرد و پیش کے [illegible] مصائب و آلام کا [illegible] پرانے نظام کو [illegible] شدہ [illegible] سے [illegible] حسب [illegible] رشتہ [illegible] ولایت [illegible] [illegible] [illegible]

ہو گئے۔"

چنانچہ جب مولوی وہاب نے اس حدیث کا
اعلان کیا اور وعظ و نصیحت شروع ہوا تو اس مسجد میں
جہاں دور دراز کے لوگ متاثر ہو کر وہابی کے
ہوئے تھے ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ وہابی
بھائی کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"ھم مولا ولایت علی حیدر [illegible] پھچے اور انھوں نے
وعدہ و عہد [illegible] اس وقت بات کے
[illegible] کو بھی مولا ولا [illegible] ملے گا [illegible]
پیدا [illegible] [illegible] [illegible] ہی
مولا [illegible] [illegible] ہوئے [illegible] ہوئے
[illegible] مولا
ولا [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مولا ولا [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[

[illegible] ہی ہر ایک حد تک ہندوستان گیر مسلم تحریک کی [illegible] اور اس کے متعلق پمفلٹ اور دوسرے تذکرہ نگاروں سے جو مواد مرتب کیا [illegible] میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

[illegible] صدی میں وہابی عناصر سے نجات حاصل کرنے کے لیے [illegible] تحریکیں مسلم [illegible] ہوئیں۔ ان میں ان گنت خفیہ تحریکیں بھی تھیں۔ ان خفیہ تحریکوں نے وہابی حکومت کو برباد کر دیا۔ ان تحریکوں کے [illegible] رسالوں اور کارکنوں نے [illegible] چلائے۔ [illegible] ہو سکے، ضروری حوالے بھی ہوئے اور وہابی اثر و نفوذ کو ان کی [illegible] کی مدد بھی دی۔ ہر صوبے اور ضلع میں خود رو تحریکیں ابھریں، [illegible] نے تشدد کے طریق کار کو اپنایا۔

[illegible] کے بعد جب [illegible] پر وہابی [illegible] [illegible] ہو چکا تھا، [illegible] سے لے کر [illegible] تک کا خلاصہ پیش کیا [illegible] کام آگیا [illegible] وہابی رہنما اور [illegible] کے [illegible] لہلاتی [illegible] اور [illegible] وہابی حکومت [illegible] [illegible] [illegible]

بن سکتا تھا اور غالباً وہ بنا بھی۔"

لارنس نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ:

کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔"

اس لیے لارنس نے سفارش کی تھی کہ:

احکام جاری کرنے پڑے۔"

ہو بدھتا ہے۔ چناں چہ ڈاکٹر ہنٹر نے لکھا:

مساجد کے ومنبر گو محمد صادق مرحوم کے واعظوں کے ہمہ
اور فصاحت و بلاغت کے تعریف کرتے ہوئے نہ تھکتے تھے لیکن اس کے باوجود ان
کی مخالفت کرتے کہ وہ اہل حدیث کے روایات کے منکر اور وہابی
واقع ہوئے ہیں۔"

"[illegible] مسلمانوں کا [illegible] وزیر [illegible]
[illegible] کا [illegible] تھا۔ اس نے بڑے کی [illegible] حکومت
کے [illegible] بڑی مصروفی، لیکن [illegible] کے ساتھ [illegible] اور
[illegible] کے [illegible] کے لیے [illegible] کی [illegible]
[illegible] حق [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] پہنچنے کے
صادق مرحوم کی [illegible] بڑا [illegible]
[illegible] تھا۔ [illegible] کو [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کی [illegible] کا [illegible]
[illegible] کو [illegible] کے [illegible] کا [illegible] دیتا تھا۔
[illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] اور [illegible]
[illegible] کیا۔ [illegible] کسی [illegible] کام میں
مشغول ہوتا تو [illegible] کے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] اس کے [illegible] [illegible] کچھ بھی [illegible] اپنے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کار
بڑی دلیری کے ساتھ [illegible] کے ہمراہ [illegible] کسی
دوسری عدالت میں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہو جاتا۔
جیسا کہ کے [illegible] [illegible] کے [illegible] فرائض [illegible] وہ
[illegible] تھا [illegible] کا [illegible] ہوئے کی

میں یہی علی کے متعلق لکھا تھا :

ہر ہو ساجی ہو وطنوں کی طرح ۔ یں اور مظہر صاحب ت ا
کی عائے وہ سا مقصد سیاسی اسلام سے دورا کرنا چاہتا ہے ۔
اور دیوانوں کی طرح ہر حکومت کے خلاف بس کرنا ہے
جس نے ساہ ہندوستانی مسلمانوں کو سیاسی ہے خیال اور نفسی
طور پر مذہبی آزادی عطا کی ۔"

ساہ مدرس کے مجرموں کے خلاف برصاوی علماء اور محدثوں کے سیاہ
عصب کی سہارن الفاظ سے ہو جاتا ہے ۔ اور یہ غصہ اور عصب
سب عناصر کی طرف اشارہ کر رہا ہے ۔ اور یہ نشان دہی ہے کہ مسلمان
حکومت اس دور میں کسی قدر پریشان اور برہم تھی ۔ صرف یہی ہر
کفر نہیں ہوا ۔ بلکہ اس سازش کیس کے ساہ شرکا کے خلاف ایسی قسم
کے حملے کیے گئے ۔

ں آدھ صدی سے زیادہ عرصہ بیت جانے کے بعد بھی
مسلمان باشندگاروں پر سید احمد شہید کی تحریک مجاہدہ کا نوں کی شدید
کے بعد میں ہو ۔ اور یہی وہ اثر ہے جس نے ہمارے آج بھی بنگال کے
باشندگاروں میں مجاہدے ہا سکتے ہیں ۔ ان کی مذہبیت اور ان
ان اپنے حقوق کے لیے جد و جہد ۔ چاچہ مشرقی بنگال کی مسلمان تحریک
بڑی حد تک ماضی سے ہا تھ اٹھا کر رہے ہوئے ہے ۔

ں ثروت ہی نے بنگال کے مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا ۔
ایک طرف دیہات میں بسنے والا باشندگار ہا جو زیادہ تر لڑاکا ، زیادہ جفاکش
اور زیادہ جوان پیشہ تھا ۔ دوسری طرف شہر میں بسنے والا مسلمان ، جو
پست پست ہو گیا تھا اور بہت ہار چکا تھا ، جو ہندو کی بنیہ گماشتوں میں
ڈوب چکا تھا ۔ اسی سبب بہت سے مسلمان جو مسلمان بنیہ مرد آہن ہونے والے
ایک سنتے سے ختم ہو گئے ۔ اور اس طرح بنگال میں بھی نئے رجحانات اور نئی
سے ساہ ہوئے اور مغربی تعلیم کو قبول کرنے کی تحریکوں نے جنم لیا ۔
۱۸۵۷ء اور اس کے بعد کا بنگال ان ہی مختلف اور متضاد رجحانات
اور تحریکوں کی آماج گاہ رہا ہے ۔

کتاب خانہ مسعود جھنگیر
میلسی (پاکستان)
نمبر شمار ... .
کتب نمبر.....

ماخذ

1 Economic Development of the Overseas Empire
By L.C.A. Knowles.

2 Consideration on Indians Affairs.
By William Botts.

3 Memorandum of the Nawab of Bengal to the English Governor

4 Reflections on the Government of Indostan
By L. Scrafton.

5 House of Commons Select Committee Reports

6 A View of the English Interests in India
By William Hatharton

7 Growth of English Industry and Commerce in Modern Times. *By* W. Cunningham.

8 The Law of Civilisation and Decay.
By Brooks Adams

9 Wealth of Nations. *By* Adam Smith.

10 Expansion of Egland *By* J. R. Seaby.

11 Some Aspects of Indians Foreign Trade.
By Sarshad

12 Development of Capitalist Enterprise in India
By D. H. Buchanan

13 Capital. *By* Marx.

14 Imperialism. *By* Lenin.

15 Peoples History of England *By* Morton

16. A Brief History of the Indian Peoples.
By W. W. Hunter.
17. A Statistical Account of Bengal.
By W. W. Hunter.
18. Annals of Rural Bengal.
By W. W. Hunter.
19. British Policy and the Muslims in Bengal.
By A. R. Mallick.
20. The Patna Crisis. *By* W. Tayler.
21. Social History of the Muslims in Bengal.
By Dr. Abdul Karim.
22. Documents on Wahabi Trials.
By Dr. Muinud Din Ahmed Khan

۲۳ - سید احمد شہید — غلام رسول مہر
۲۴ - سرگزشت مجاہدین — "
۲۵ - جماعت مجاہدین — "
۲۶ - سیرت سید احمد شہید — ابوالحسن علی ندوی
۲۷ - منصب امامت — شاہ اسماعیل شہید
۲۸ - صراط مستقیم — "
۲۹ - تقویت الایمان — "
۳۰ - حیات جاوید — مولانا حالی
۳۱ - موج کوثر — ڈاکٹر ایس - ایم - اکرام
۳۲ - رود کوثر — "
۳۳ - صحافت : پاکستان و ہند میں — عبدالسلام خورشید
۳۴ - بنگلا ادب کی تاریخ — ڈاکٹر محمد شہیداللہ
مترجمہ عبدالرحمان بے خود
۳۵ - تمدن ہند پر اسلامی اثرات — ڈاکٹر تارا چند
۳۶ - سیاسی مکتوبات — شاہ ولی اللہ

۳۷ - شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک	عبیداللہ سندھی
۳۸ - عبیداللہ سندھی	محمد سرور
۳۹ - علمائے ہند کا شاندار ماضی	مولانا محمد میاں دہلوی
۴۰ - علمائے صادق پور	"
۴۱ - نقش حیات	حسین احمد مدنی
۴۲ - کالا پانی	جعفر تھانیسری
۴۳ - تاریخ یوسف زئی پٹھان	اللہ بخش یوسفی
۴۴ - حیات طیبہ	حیرت دہلوی
	شاہ اسماعیل شہید
۴۵ - تاریخ مدرسۂ عالیہ	عبدالستار
۴۶ - محمد بن عبدالوہاب	مسعود عالم ندوی
۴۷ - پہلی اسلامی تحریک	"
۴۸ - تذکرہ	ابوالکلام آزاد

ذخیرہ کتب:۔ محمد احمد ترازی

اجاگر کیا گیا ہے۔ کتنے لوگ یہ جانتے ہیں کہ
ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز اور سید احمد شہید کی
تحریکوں نے اس خطے کے مسلمانوں کو گرمایا تھا
تحریکوں کو اگر عوامی تائید کہیں میسر آئی تو وہ
اور مشرقی پاکستان ہی تھا۔ اور کس طرح وہاں پر
کسانوں نے ڈیڑھ سو برس پہلے ''الارض للہ'' کا
اور زمیندار کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند کیا
زمیندار کے خلاف یہ بغاوت اس کی پشت پناہ برہ
شہنشاہیت کے خلاف بھی ٹھہری۔ یہ تحریکیں مذہب
نام پر اٹھی تھیں لیکن ان کی بنیادیں عوام کی
بہتی اور بے چینی پر استوار ہوئی ہیں۔''

عبد اللہ ملک صاحب نے کتاب کو ۳۴ ابواب
تقسیم کیا ہے اور بڑے مربوط انداز میں ثابت کیا
کہ سو سالہ جدوجہد کے بعد ۱۸۵۷ء کی جنگ آ
اور سید احمد شہید کا اعلان جہاد ایک لازمی امر
اس سیلاب کو روکنا انگریز کے بس سے باہر تھا کو
اس کے بس مظفر میں اس کو خود اپنا گھناؤنا
قابل نفرت کردار نظر آتا تھا۔

عبد اللہ ملک کی کتاب گہرے مطالعے اور سوچ
کا نتیجہ ہے۔

مطبوعاتِ مجلسِ ترقیِ ادب لاہور

۱ - فراوس روی : از عبدالحلیم شرر ، مرتبہ سید وقار عظیم	4.00
۲ - شکر : از سعادت حسین لیم گمسٹوی	4.00
۳ - توبۃ النصوح : از ڈپٹی نذیر احمد دہلوی	7.75
۴ - ملک العزیز ورجنا : از عبدالحلیم شرر	5.50
۵ - وکٹوریا ڈوس : از کلکٹر ناتھ ، ترجمہ چراغ حسن	1.75
۶ - مرقع ڈپٹی نذیر احمد : از مرزا رسوا ، مرتبہ عشرت رحمانی	2.50
۷ - باغ و بہار : (قصہ چہار درویش کا اردو ترجمہ) از میر امن دہلوی	5.00
۸ - الف لیلہ : از میر باقر علی حسینی ، مرتبہ سید وقار عظیم	1.25
۹ - مجالس النساء : از شیخ محمد اکرام ، مرتبہ رفعت سروش	9.00
۱۰ - ٹوٹا کعبہ : از حسرت موہانی	3.50
۱۱ - مجالس حالی : از شیخ اسماعیل ، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی	2.00
۱۲ - الطوالع السعید : از الیاس برنی ، مرتبہ ڈاکٹر اعزاز احمد	4.50
۱۳ - نوراتی : از شیخ محمد اسمٰعیل ، مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی	6.00
۱۴ - مرزا رسوا : از ڈاکٹر انور حسین صدیقی	5.00
۱۵ - عود الہندی (بدو جاہلی) : از حفظ الرحمٰن سیوہاروی	9.50
۱۶ - جوہر الحکایت : از حسین واعظ کاشفی ، مرتبہ ڈاکٹر محمد یوسف بخش	1.50
۱۷ - جامع الحکایات : از شیخ محمد عوفی	3.00
۱۸ - الحلاق : از الیاس باشمی حسینی	3.00
۱۹ - آرائش محفل : از حاجی محمد حسین مجروح	6.50
۲۰ - سکندر نامہ : از نظامی گنجوی ، مقدمہ ڈاکٹر محمد اسلم	2.25
۲۱ - نیرنگ عشق : از مظہر علی خاں ولا	4.00
۲۲ - کلیات قاسم : جلد اول ، مرتبہ ڈاکٹر نذیر حسین	18.00
۲۳ - ناول ہیرا کنور : مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی	4.00
۲۴ - مثنویات حسرت : (جلد اول) مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی	6.00
۲۵ - کلیات نظام : مرتبہ یحییٰ علی خاں قاسم	9.00
۲۶ - کلیات شیدا : مرتبہ کاظم علی خاں قاسم	4.50
۲۷ - مہاب دلیر : مرتبہ سید سبط حسن	7.50
۲۸ - دیوان درد : مرتبہ خلیل الرحمان داؤدی	3.50